لمعاتِ نظر

(نعتیہ کلام)

محمد عبد الحمید صدیقی (نظرؔ لکھنوی)

نام کتاب:　　لمعاتِ نظر
مصنف:　　محمد عبد الحمید صدیقی نظر لکھنوی
اشاعت دوم:　　۲۰۱۶ء

انتساب

محبّانِ رسولؐ کے نام

فہرست

درویش صفت شاعر

عبد الحمید صدیقی المتخلص بہ نظرؔ لکھنوی ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جس نے ادبی و علمی طور پر تونگر و توانا ہونے کے باوجود ساری زندگی صرف رزقِ حلال کمانے، اولاد کی صحیح خطوط پر تربیت دینے اور شاعری کے ذریعے دلی جذبات کا اظہار کرنے میں خاموشی سے گزار دی۔ نہ زیادہ مشاعروں میں شرکت کی، نہ زیادہ چھپنے چھپانے پر توجہ کی، نہ کسی قسم کی گروہ بندی کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مطالعے کی بدولت علمی وسعت سے بھی نوازا تھا اور شاعرانہ صلاحیت بھی بدرجۂ اتم ودیعت کی تھی۔ اس لئے یہ ناممکن تھا کہ تہذیب و تمدن کی سرزمین لکھنؤ کی ادبی و علمی فضا سے متاثر نہ ہوتے۔ چنانچہ ان کی ساری شاعری خواہ غزل ہو یا نظم یا نعتِ رسولِ مقبول ﷺ ہر جگہ وہ دبستانِ لکھنؤ کی نمائندگی کرتے نظر آتے ہیں اور یہ اس لئے کہ وہ لکھنؤ کے اندازِ فکر و طرزِ بیان کے دلدادہ تھے۔ بلکہ اس حد تک والہ و شیدا تھے کہ اس کے خلاف کچھ سننے کو تیار نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ آپ ان کے نعتیہ کلام میں بھی جابجا رعایتِ لفظی اور تشبیہ و استعارات کا ایک خاص انداز دیکھیں گے۔

مستِ نگاہِ ساقیِ کوثر ہوں میں نظرؔ
کیا طرفہ بے خودی ہے یہ جام و سبو بغیر

ان کی کہی ہوئی نعتیں اگرچہ عموماً طویل ہوتی ہیں لیکن ان کو پڑھتے ہوئے یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاعر حبِّ رسولؐ سے سرشار ہے اور اس کے دل میں عقیدت و محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ وہ نعت کہتے وقت تاریخی حقائق و واقعات کو بھی پیشِ نظر رکھتے ہیں اور حضور سرورِ کائناتؐ کی حیاتِ طیبہ، ان کے ارشادات اور قرآنِ حکیم کی تعلیم و اعجاز کا بھی بیان کرتے ہیں۔ ایک شعر دیکھئے

کرّوبیاں بہ عرش ہیں اہلِ زمیں بہ فرش
معمور انؐ کے ذکر سے دونوں جہاں رہے

یہ شعر دیکھئے جو "اول ما خلق اللہ نوری" کا ترجمان ہے

تخلیقِ کائنات کا جب فیصلہ ہوا
مخلوقِ کائنات میں اول وہی رہے

ایک شعر اور دیکھئے جس میں قرآن کریم کی دائمی صفت کا بیان کس خوبی سے کیا ہے۔

یہ بھی کتابِ حق کا ہے اک زندہ معجزہ
پڑھئے ہزار بار، نئی کی نئی رہے

اسی ردیف میں قافیے کی تبدیلی سے ایک نعت ہے اس کا یہ شعر دیکھئے، جس میں سرورِ کائنات حضورؐ کی صفتِ خاص، صداقت و امانت کا بیان کس سادگی اور روانی سے کیا ہے۔

بچپن سے لے کے تا نفسِ آخریں نظرؔ
وہ صادق الحدیث رہے وہ امیں رہے

نظرؔ لکھنوی نے کسی جگہ اپنے عروضی ہونے کا اظہار نہیں کیا اور نہ اس سلسلے میں کسی تعلّی سے کام لیا۔ پھر بھی ایک نعت انہوں نے رباعی کے وزن میں کہی ہے، ظاہر ہے کہ رباعی کے نازک اور پیچیدہ اوزان کو صاحبِ فن کے علاوہ ہر کس و ناکس نہیں سمجھ سکتا۔ اس نعت کے دو شعر دیکھئے۔

صورت ہے منور مہِ تاباں کی طرح
سیرت ہے سراسر تری قرآں کی طرح
کوچہ ہے ترا مرجع عالم شاہا
مجمع ہے جہاں حشر کے میداں کی طرح

نظرؔ لکھنوی نے نعتِ نبیؐ کہتے ہوئے نبی کریمؐ کے ساتھیوں خصوصاً خلفائے راشدین کو بھی محبت و عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں۔ چند اشعار دیکھئے۔

دیدنی ہے اوجِ تقدیرِ صدیقؓ و عمرؓ
بعد مردن بھی نبیؐ سے قربتِ شیخینؓ ہے

یاروں میں چار یار جو بے حد قریں رہے
بعدِ نبیؐ، نبیؐ کے خوشا جانشیں رہے

نبیوں کو ملے کب ترے جیسے ساتھی
صدیقؓ و عمرؓ، حیدرؓ و عثماںؓ کی طرح

غرض یہ کہ نظرؔ لکھنوی کی تمام شاعری نبی کریمؐ سے ان کی دلی وابستگی اور عقیدت و محبت کی آئنہ دار ہے۔ پڑھئے اور لطف حاصل کیجئے۔

مشک آن است کہ خود ببوید، نہ آنکہ عطار بگوید

مخلص

قمر رعینی

۱۵ مئی ۲۰۰۵ء

نظرؔ لکھنوی۔۔۔ایک گمنام قادر الکلام نعت گو

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب رسول ﷺ کے ذکر کو بلندی بخشی تو عالمِ آب و گل میں جس ذی نفس نے بھی آپؐ کا محبت، خلوص اور ایمانی حرارت سے مملو تذکرہ کیا، اس کو بھی دوام بخش دیا۔

نعت گوئی کا مقدس عمل بھی ایسا ہی عمل ہے کہ جس کسی نے بھی مبداء فیاض سے طبع موزوں پائی اور اپنی فکر کو مطہر کر کے بارگاہِ نبوی علیٰ صاحبہا میں فنِ سخن کا نذرانہ پیش کرنے کی پرخلوص کوشش کی، شہرت و نام وری نے اس کے قدم چومے۔ چاہے وہ خود گمنام رہنے کی کتنی ہی تدابیر کیوں نہ اختیار کر لے۔

محمد عبد الحمید صدیقی نظرؔ لکھنوی نے ۳ جولائی ۱۹۲۷ء کو لکھنؤ، موضع چنہٹ میں آنکھ کھولی اور ۳ جنوری ۱۹۹۴ء کو اسلام آباد میں راہیٔ ملکِ بقا ہوئے۔ اپنے ترکے میں چند نعتیہ بیاضیں چھوڑیں جنہیں ان کے اکلوتے فرزند محمد احسن صدیقی نے حرزِ جاں بنالیا۔

نظرؔ لکھنوی مرحوم کو قدرت نے جس فیاضی سے سخن گوئی کی استعداد عطا کی تھی، شہرت و نام وری کی طرف سے اسی قدر بے نیازی ان کی طبیعت کا خاصہ ٹھہری۔ چنانچہ مشاعرہ بازی اور طباعتِ کلام کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے انہوں نے عزلت گزینی کو ترجیح دی۔ نتیجتاً وہ اس دارِ فانی سے گمنام ہی رخصت ہوئے۔ وہ خود فرماتے ہیں۔

اشعار میں مرے مئے باطل کی بو نہیں
عشقِ بتانِ دہر کی بھی ہاؤ ہو نہیں
اسپِ سخن مرا ہے بقیدِ زمامِ دیں
دادِ سخن کی مجھ کو نظرؔ آرزو نہیں

محمد احسن صدیقی خلف الرشید نظرؔ لکھنوی کا بیان ہے کہ ان کے ابو "روایت پسند تھے اور شاعری کی دبستانِ لکھنؤ کے لئے ایک خاص تعصب رکھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ حسنِ شعری کے وہ سارے ظاہری لوازم جو لکھنؤ دبستان کی پہچان ہیں، شاعری کی مقصدیت کے ساتھ برتے جاسکتے ہیں"۔

نظرؔ لکھنوی کی قائم کردہ شعری فضا پر بلاشبہ لکھنوی دبستانِ سخن کا پرتو ہے۔ انہوں نے محسن کاکوروی کی تتبع میں نشاطیہ شعری مزاج کو مقصدیت سے ہم آہنگ کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ محسن کاکوروی نے لکھنوی شاعری کی صنعت گری اور ٹھٹھول بازی کو نعتیہ مضامین کی اعلیٰ مقصدیت سے ہم کنار کیا تھا اور سخن گوئی کی تمام تر صلاحیتیں مدحِ سید الکونین ﷺ کے لئے وقف کر دی تھیں اور اس طرح وہ منفرد لہجے میں نعت کہنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ نظرؔ لکھنوی نے بھی مدحتِ مصطفیٰ ﷺ کی ہے اور قادر الکلامی، ردیف و قوافی کی ندرت، فن کی تازہ کاری، لفظیاتی مرصع سازی اور فکری طہارت کے جواہر سرکارِ رسالت مآب ﷺ کی نذر کئے ہیں۔ کمال یہ ہے کہ شعر بنت پر بھرپور توجہ صرف کرنے کے باوجود متنِ سخن (poetic text) کو کہیں بھی درجۂ استناد سے کم نہیں ہونے دیا ہے۔

نظرؔ لکھنوی کا شعری عمل (poetic work) اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ قصیدہ نگاری کی طرف مائل ہوتے تو اس صنفِ سخن میں امتیازی حیثیت حاصل کر سکتے تھے، لیکن ان کے شعری ارژنگ میں قصیدے کا کوئی مرقع نہیں۔ یہاں تو نعتیہ غزلوں کے نقش و نگار اپنی چھب دکھلا رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے قلم کو سپردِ سیلِ طبع رواں کر دیا تھا۔ قصیدے کی فنی ضرورت کے لئے تشبیب کی مصنوعی فضا پیدا کرنا، شاعرانہ غرا ظاہر کرنا اور گریز کی گرانی کے مرحلوں سے گزرنا نظرؔ لکھنوی کے طبعی عجزِ ہنر کے منافی تھا۔ اس لئے انہوں نے قصیدے کا کبھی قصد نہیں کیا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ روایت پسند اور قادر الکلام ہونے کے باوجود قصیدے کو نظرؔ لکھنوی نے فرسودہ صنفِ سخن گردانا ہو، یہ الگ بات کہ قصیدہ نگاری کے ہیئتی نمونے ان کی شاعری میں نہ ہونے کے باوجود ان کی نعتیہ غزلوں میں شکوہِ لفظی اور نشاطیہ لہجے کی گونج ویسی ہی ہے جیسی قصیدے کا طرۂ امتیاز ہے۔ لکھنوی دبستانِ سخن کی پاسداری ان کے لفظ لفظ سے نمایاں ہے۔ وہ قوافی برتنے اور ردیفیں چمکانے کا ہنر جانتے ہیں۔ حبِّ رسول ﷺ کے جذبۂ صادقہ نے ان کے لہجے کو

ادب سے ہمکنار کیا ہے۔

عشق بن یہ ادب نہیں آتا (میرؔ)

اور فنی اخلاص نے ان کے کام کو سنوارا ہے۔

نظرؔ لکھنوی نے دسمبر ۱۹۴۷ء میں پاکستان ہجرت کی اور ملٹری اکاؤنٹس راولپنڈی میں تعنیات ہوئے اور بیشتر وقت یہیں گزارا۔ علاوہ ازیں اپنی عمر کے آخری دس برس اسلام آباد میں بسر کئے۔ اس شہر کی فضا الحمد للہ نعتیہ شاعری کے لئے بڑی سازگار ہے، یونکہ یہاں "محفلِ نعت" کے نام سے ایک بزم باقاعدگی سے ہرماہ نعتیہ مشاعرے منعقد کرواتی ہے اور الحمد للہ اس عمل کے استمرار کو بلاتعطل سولہ سال ہو گئے ہیں۔ لیکن اس بزم کے اربابِ بست و کشاد جناب عرش ہاشمی اور جناب سبطین شاہجہانی بھی نظرؔ لکھنوی مرحوم کو دریافت نہ کر سکے۔ علاوہ ازیں حال ہی میں علامہ قمر رُعینی نے "تذکرۂ نعت گویانِ راولپنڈی، اسلام آباد" مرتب فرمایا ہے، یہ تذکرہ بھی نظرؔ لکھنوی کے ذکر سے خالی ہے۔ راقم الحروف کو خود بڑا افسوس ہو رہا ہے کہ مرحوم سے شرفِ نیاز حاصل نہیں کر سکا، حالانکہ میں ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۲ء تک اسلام آباد ہی میں تھا اور جناب محمد احسن صدیقی خلف الرشید نظرؔ لکھنوی سے ارادت مندی کا شرف بھی مجھے حاصل تھا۔ بہرحال نظرؔ لکھنوی مرحوم کی شہرت بیزاری نے انہیں متعارف نہیں ہونے دیا۔ اور اب بقولِ غالب

شہرتِ شعرم بگیتی بعدِ من خواہد شدن

ان کے کلام کی شہرت ان شاء اللہ پوری دنیا میں ہو گی۔

الحمد للہ اب راقم الحروف کی تحریک پر جناب محمد احسن صدیقی اپنے والدِ گرامی کا نعتیہ کلام مرتب کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ یہ مجموعہ بہت جلد منصۂ شہود پر آجائے گا۔ نظرؔ لکھنوی کی نعتوں میں حضورِ اکرم ﷺ کا حسنِ صوری بھی منعکس ہے اور حسنِ سیرت بھی، ختمِ نبوت کے مضامین بھی ضوبار ہیں اور عظمتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جھلکیوں سے بھی یہ نعتیں مملو ہیں۔ حضور ﷺ کے پیغام کا تحرک (dynamism) اور دعوتِ عمل کا راست جذبہ بھی ان نعتوں میں لمعہ ریز ہے اور حاضری کی تمنا بھی اشعار کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے۔ اہم بات یہ کہ نعتوں میں شعری محاسن سمونے کے باوجود شاعرانہ تعلّی کے بجائے عجزِ ہنر کے مضامین زیادہ ہیں، جو اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ شاعر اپنی شعری دانش کے اظہار کو اپنے فن کے حوالے سے کوئی کارنامہ نہیں سمجھتا اور یقیناً یہی راہِ صواب ہے، اخلاص کا تقاضا بھی یہی ہے۔

عزیز احسن

میرے ابو

ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے جس سے پہلے وہ کام انسان کی خواہش کے باوجود نہیں ہو پاتا۔ ظاہری اسباب کے دائرے میں کبھی انسان کی اپنی کم کوشی ہی اس کا سبب ہوتی ہے۔ میرے ابو کی نعتیہ شاعری کی اشاعت کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ ابو نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں احباب کے پیہم اصرار اور توجہ دلانے پر متفرق بیاضوں میں بکھری ہوئی نعتوں کو نظر ثانی کے بعد مرتب کرنا شروع کر دیا تھا۔ انہوں نے خود ہی اس نعتیہ مجموعہ کا نام 'لمعاتِ نظر' تجویز کیا تھا۔ ابھی یہ کام درمیان میں ہی تھا کہ ۱۹۹۴ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد وقتاً فوقتاً مرحوم کے قریبی احباب مجھے ان کے مجموعۂ کلام کی اشاعت کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ میری اپنی بھی بڑی خواہش تھی کہ یہ مجموعۂ کلام اشاعت پذیر ہو لیکن بکھرے ہوئے کلام کو سمیٹنے اور مرتب کرنے کی اہلیت اور فرصت نہیں پاتا تھا۔

چند ماہ قبل برادرِ محترم جناب عزیز احسن صاحب سے برسبیل تذکرہ ابو کی نعتیہ شاعری کا ذکر ہوا۔ انھوں نے بہ اصرار مجھ سے والد صاحب کے کلام کی نقول حاصل کیں اور نہایت دیدہ ریزی سے پورے کلام کا ناقدانہ جائزہ لیا۔ انھوں نے نہ صرف کلام کو پسند فرمایا بلکہ اس کی اشاعت کا مشورہ دیا۔ انھیں کی وساطت سے محترمی علامہ قمر رُعینی صاحب تک رسائی ہوئی۔ آپ نے بھی کلام دیکھا اور پسند فرمایا۔ ان دونوں کرم فرماؤں کے عملی تعاون کے بغیر اس مجموعہ کی اشاعت میرے لئے ممکن نہ ہوتی۔ جناب قمر رُعینی صاحب کی مشفقانہ اعانت اور براہِ راست نگرانی نے اشاعت کے مراحل کو آسان بنایا۔

اُن اربابِ ذوق کے لئے جو میرے والد سے براہ راست واقفیت نہیں رکھتے، اپنے والد کا ایک مختصر تعارف تحریر کر رہا ہوں۔ شائد یہ تعارف ان کی شاعری کی تفہیم میں بھی کچھ مددگار ثابت ہو۔

نام محمد عبد الحمید صدیقی، تخلص نظر ؔ لکھنوی ۳ جولائی ۱۹۲۷ء کو لکھنؤ موضع 'چنہٹ' میں پیدا ہوئے۔ ہائی سکول کی تعلیم موضع اُترولہ ضلع گونڈہ سے ۱۹۴۴ء میں مکمل کی اور ۱۹۴۵ء میں ملٹری اکاؤنٹس لکھنؤ میں ملازم ہو گئے۔ دسمبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان ہجرت کی اور ملٹری اکاؤنٹس راولپنڈی میں تعینات ہوئے۔ اس طرح راولپنڈی دار الہجرت قرار پایا۔ پہلی اہلیہ کا ۵ جنوری ۱۹۵۸ء کو راولپنڈی میں انتقال ہوا۔ ان سے پانچ اولادیں ہوئیں جن میں سے تین بیٹے شیر خوارگی کی عمر میں ہی وفات پا گئے اور دو اولادیں ایک بیٹا اور ایک بیٹی حیات رہے۔ عقد ثانی ۱۹۶۰ء میں کیا جن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ دوسری اہلیہ کا انتقال بھی ۳ جنوری ۱۹۸۰ء میں راولپنڈی میں ہوا۔ ملازمت کے آخری دس سال فیلڈ پے آفس (FPO)، آرٹلری سنٹر اٹک شہر میں گزارے اور وہیں سے ۱۹۷۹ء میں چونتیس سالہ ملازمت کے بعد اپنی بیمار اہلیہ کی تیمارداری کے لئے بحیثیت اکاؤنٹنٹ ریٹائرمنٹ لے لی۔ اپنی عمر کے آخری دس سال اسلام آباد میں میرے ہمراہ گزارے۔ ۳ جنوری ۱۹۹۴ء کو وفات پائی اور اسلام آباد میں سپرد خاک ہوئے۔ ایک بیٹا، ایک بیٹی، چھ پوتے پوتیاں اور تین نواسہ نواسیاں سوگوار چھوڑیں۔

ابّو کی شخصیت میں لکھنؤ کی تہذیبی روایت کی نفاست اور شائستگی پوری طرح موجود تھی لیکن تصنّع اور بناوٹ سے کوسوں دور تھے۔ تدیّن، خودداری، وضع داری، قناعت اور اخلاص ان کی شخصیت کے نمایاں پہلو تھے۔ جس محفل میں شامل ہوتے ان کی موجودگی نمایاں ہو جاتی تھی۔ نہایت خوش مزاج تھے اور بچوں سے لے کر بوڑھوں تک ہر عمر کے لوگوں میں گھل مل جاتے۔ لیکن تعلقات کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے اور جب چاہے سنجیدگی اور متانت کی لکیر کھینچ لیتے۔ ان کی صداقت، دیانت اور معاملہ فہمی پر بھروسہ کیا جاتا تھا اور بکثرت احباب مشورہ کے لئے ان سے رجوع کرتے تھے۔

شاعری کا ملکہ فطری تھا اور مڈل سکول کے زمانے سے شاعری شروع کر دی تھی۔ ایک رشتہ کے ماموں جو عمر میں چند سال بڑے تھے شاعری کرتے تھے۔ انہی کی صحبت میں ذوق و شوق کی تربیت ہوئی اور ابتدائی اصلاح بھی انہی سے لی۔ کسی مشہور استادِ فن سے وابستہ نہ ہوئے۔ البتہ کلاسیکی ادب پڑھا اور ہم عصر اساتذۂ فن اور مشاعروں میں ان کی چشمک کے عینی شاہدین میں سے تھے۔ جب تک لکھنؤ میں رہے اور گھر بار کی ذمہ داریاں کم تھیں تو مشاعروں میں شرکت کا شوق رہا۔

روایت پسند تھے اور شاعری کے دبستانِ لکھنؤ کے لئے ایک خاص حمیت رکھتے تھے۔ دبستانِ لکھنؤ پر کی گئی تنقید پڑھتے ضرور تھے لیکن تسلیم نہیں کرتے تھے۔ عملی طور پر زندگی کے مشاغل میں مثبت مقصدیت کے سختی سے قائل تھے۔ 'ادب برائے ادب' اور 'ادب برائے زندگی' کی بحث میں ان کی رائے بین بین تھی۔ ان کا خیال تھا کہ حسنِ شعری کے وہ سارے ظاہری لوازم جو لکھنؤ دبستان کی پہچان ہیں، شاعری کی مقصدیت کے ساتھ برتے جا سکتے

ہیں۔ میری اس سلسلہ میں ان سے بارہا بحث رہتی تھی جو بالآخر ان کی ہلکی سی ڈانٹ یا جھنجھلاہٹ کے ساتھ ختم ہوجاتی تھی۔

غزل اور نظم دونوں اصناف سے مناسبت تھی۔ پاکستان کی تاریخ کے اہم واقعات کے حوالے سے موضوعاتی نظمیں بھی کہیں۔ عام طور پر سال میں تین چار مرتبہ شاعری کی کیفیت طاری ہوتی تھی جس کی ظاہری علامت زیرلب گنگناہٹ اور رات کو بار بار اٹھ کر بجلی جلانا اور لکھنا ہوتا تھا۔ پان کا استعمال بڑھ جاتا۔ ان دنوں تواتر سے کئی غزلیں، نعتیں یا نظمیں ہوجاتی تھیں۔ بیاض میں درج ہوجانے کے بعد سب سے پہلے اور اکثر اوقات آخری سامعین میں، میری بہن اور والدہ ہوتے تھے۔ میرے ایک ماموں محمد قمرالہدیٰ صاحب ذوقِ شعری سے بہرہ یاب تھے اور داد دینے کا ایک والہانہ اور مشاعرانہ انداز رکھتے تھے۔ وہ بھی مستقل سامعین میں شامل تھے اور ان کی موجودگی میں گھر کے اندر ہی مشاعرہ کا سماں بندھ جاتا تھا۔ خاندانی تقریبات کے موقع پر یا احباب کے درمیان فرمائش پر کچھ سنادیا کرتے تھے۔ میں جب انجینئرنگ کی تعلیم اور اس کے بعد ملازمت کے سلسلہ میں گھر سے دور رہا تو جب بھی گھر جانا ہوتا تھا تو میری غیر موجودگی میں کی ہوئی شاعری مجھے سناتے تھے اور تبصرہ 'برداشت' کرلیا کرتے تھے۔ مشاعروں میں شرکت سے گریز کرتے تھے۔

ستر کی دہائی کے ابتدائی سالوں سے رجحان نعتیہ شاعری کی طرف زیادہ ہوگیا اور اس دہائی کے اختتام تک صرف نعتیہ شاعری ہی کرنے لگے۔ جس کا سلسلہ آخر تک جاری رہا۔ فرمائشی شاعری از قسم سہرا، سالگرہ وغیرہ کے سلسلہ میں باوجود ناپسندیدگی کے بے بس تھے۔ کسی کو انکار نہیں کرسکتے تھے اور کچھ نہ کچھ لکھ کر دے دیتے تھے۔ جس کا کوئی ریکارڈ اپنے پاس نہیں رکھتے تھے۔

انکی غزلیں اور نظمیں بھی نعتیہ اشعار سے مزین ہیں اور ان کی پوری شاعری پر دینی اور ملی فکر کی گہری چھاپ ہے۔ اپنی بیاضِ غزل کا آغاز درج ذیل قطعہ سے کیا ہے جو بخوبی ان کے نظریۂ فن کو ظاہر کرتا ہے:

اشعار میں مرے مئے باطل کی بو نہیں
عشقِ بتانِ دہر کی بھی ہاؤ ہو نہیں
اسپِ سخن مرا ہے بقیدِ زمامِ دیں
دادِ سخن کی مجھ کو نظر آرزو نہیں

اس قطعہ کا آخری مصرع محض شاعرانہ پیرایۂ اظہار نہیں بلکہ ان کی زندگی بھر کا عمل تھا۔ مجھے ان کی زندگی اقبال کے اس مردِ مؤمن کی طرح نظر آتی ہے جس کی تمنا قلیل تھی اور مقاصد جلیل تھے۔

میں اُن کی شاعری کی فنّی حیثیت اور قدر متعین کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ میرے ابو کی شاعری ہے اس لئے میرے لئے قابل قدر ہے اور میں اس حوالہ سے کسی معروضیت یا غیر جانبداری کی تہمت اپنے سر پر نہیں رکھنا چاہتا۔

اس مجموعۂ کلام کے حسنِ ترتیب اور حسنِ اشاعت کے لئے میں اپنے دونوں کرم فرماؤں جناب عزیز احسن صاحب اور جناب قمر رُعینی صاحب کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ وقت میرے والد کی شاعری کے معروضی جائزہ اور قدر شناسی کے لئے وقف کیا اور اس کے منظر عام پر لانے کا باعث ہوئے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ یہ سب کچھ جذبۂ حبِّ رسولؐ ہی کی عطا ہے۔

محمد احسن صدیقی

اسلام آباد

۸ شوال المکرم، ۱۴۲۵ھ

بمطابق ۲۱ نومبر ۲۰۰۴ء

لا الٰہ الّا اللہ

ضیائے کون و مکاں لا الٰہ الا اللہ
بنائے نظمِ جہاں لا الٰہ الا اللہ

شفائے دردِ نہاں لا الٰہ الا اللہ
سکونِ قلبِ تپاں لا الٰہ الا اللہ

نفس نفس میں رواں لا الٰہ الا اللہ
رگِ حیات کی جاں لا الٰہ الا اللہ

بدستِ احمدِ مرسل بفضلِ ربِّ کریم
ملی کلیدِ جناں لا الٰہ الا اللہ

دلوں میں جڑ جو پکڑ لے تو برگ و بار آئیں
ابھی ہے زیرِ زباں لا الٰہ الا اللہ

ہے تار تار اسی سے تو چادرِ ظلمت
چراغِ نور فشاں لا الٰہ الا اللہ

شجر حجر ہوں کہ جنّ و بشر کہ ماہی و مرغ
سبھی کے وردِ زباں لا الٰہ الا اللہ

سرور و کیف و حلاوت نظر جو ہے درکار
صباح و شام بخواں لا الٰہ الا اللہ

وہ سرورِ کونین وہ اللہ کے محبوب

وہ سرورِ کونین وہ اللہ کے محبوب
اے صلِّ علیٰ خوب ہے واللہ بہت خوب

پھیرا رخِ انور طرفِ قبلۂ مرغوب
راضی ہے خدا بھی بہ رضائے دلِ محبوب

یوں صاف کروں روضۂ اقدس کو تو کیا خوب
ہو شوق کے ہاتھوں میں مرے پلکوں کی جاروب

غالب ہیں وہ دنیا میں وہ خورسند بہ عقبیٰ
سرکار کی الفت سے جو دل ہو گئے مغلوب

وہ ختمِ رسل ہیں جسے تسلیم نہیں یہ
وہ راندۂ درگاہِ خداوند وہ مغضوب

پردہ شبِ اسرا کا جو سرکاؤ تو دیکھو
یک جا ہیں سرِ عرشِ بریں طالب و مطلوب

یا رب ہو عطا شربتِ دیدارِ محمدؐ
دے یا کہ نہ دے چشمۂ تسنیم کا مشروب

دل شاد ہوئے سن کے سرِ بزم سبھی لوگ
تم نے یہ سنائی جو نظرؔ نعتِ خوش اسلوب

جب ان کا ذکرِ محبت مری زباں سے چلا

جب ان کا ذکرِ محبت مری زباں سے چلا
سرشکِ اشک بھی پہنائی نہاں سے چلا

بندھا تھا تارِ نبوت جو اس پہ ختم ہوا
یہ سلسلہ نہ پھر آگے شہِ شہاں سے چلا

خبر کسے تھی کہاں پر ہے اور کیا ہے
پتہ خدا کا ہمیں شاہِ انس و جاں سے چلا

ہے اس کا زخمِ محبت قلوب میں گہرا
سراغ اس کا مجھے آہِ عاشقاں سے چلا

اسے تھی ایک ہی منزل حریمِ پاک خدا
وہ دم زدن میں رسا تھا جو خاکداں سے چلا

نقوشِ پا سے اجاگر ہے رہگذارِ حیات
دیئے جلا کے چلا وہ جہاں جہاں سے چلا

تھا غم زدہ شبِ ہجرت دلِ شہِ خوباں
کہ جب حرم سے اٹھا بزمِ دوستاں سے چلا

تھا پھول پھول فسردہ کلی کلی خاموش
وہ دارِ خلد کو جب میرے گلستاں سے چلا

دیارِ پاک چلے کارواں پئے دیدار
کوئی کہاں سے چلا ہے کوئی کہاں سے چلا

نہ دل ہوا کسی صورت نظرؔ شریکِ سفر
میں واپسی پہ اکیلا اس آستاں سے چلا

ہے تمنا شہرِ طیبہ ہم بھی جا کر دیکھتے

ہے تمنا شہرِ طیبہ ہم بھی جا کر دیکھتے
ذرہ ذرہ ہے جہاں کا روح پرور دیکھتے

سیر کب ہوتا یہ دل جب شہرِ دلبر دیکھتے
ایک کیا ہم سیکڑوں چکر لگا کر دیکھتے

روضۂ انور پہ جب نیچے سے اوپر دیکھتے
نور کا سیلِ رواں تا چرخِ چنبر دیکھتے

دیکھتے ہی رہتے جب جالی کے اندر دیکھتے
روضۂ اقدس کا منظر سیر ہو کر دیکھتے

دیکھتے مسجد کے در محراب و منبر دیکھتے
شکر کے سجدے میں پھر دل دیکھتے سر دیکھتے

ماہ و اختر شب کو دن میں شاہِ خاور دیکھتے
گنبدِ خضراء پہ سب ہوتے نچھاور دیکھتے

قدِّ سرو و خندۂ گل، غنچۂ تر دیکھتے
کیا کہیں کیا کیا مناظر روح پرور دیکھتے

جان و دل، تارِ نفس اک اک معطر دیکھتے
بے خودی ہوتی، فضائے مشک و عنبر دیکھتے

فخر سے ہوتے ہوئے اونچا مقدر دیکھتے
سامنے اپنے نگوں بختِ سکندر دیکھتے

آنکھ میں اشکوں کے ہم رخشندہ گوہر دیکھتے
دل میں برپا اک تمناؤں کا محشر دیکھتے

نیند آتی شب کو جب میدانِ محشر دیکھتے
ساقیِ کوثر سے ملتے جامِ کوثر دیکھتے

سر پہ رکھتے، چومتے، آنکھوں میں رکھتے خاک وہ
جو بھی ہو سکتا عقیدت سے وہ سب کر دیکھتے

یہ بھی ہے اک آرزو اے کاش پوری ہو وہیں
خواب کے عالم میں ان کا روئے انور دیکھتے

حشر تک آسودہ رہتی یہ تمہاری مشتِ خاک
خاکِ طیبہ میں نظرؔ اے کاش مل کر دیکھتے

فضلِ رب ہے جو کیا مجھ کو ثنا خواں تیرا

فضلِ رب ہے جو کیا مجھ کو ثنا خواں تیرا
خادمِ ہیچ مداں اس پہ ہے نازاں تیرا

کوئی ہمسر نہیں اے خاصۂ خاصاں تیرا
مرتبہ ہے شبِ اسرا سے نمایاں تیرا

ماورا سرحدِ ادراک سے عظمت تیری
وصف کس سے ہو بیاں خواجۂ گیہاں تیرا

اپنے محبوب کی امت میں کیا ہے شامل
میرے رب مجھ پہ ہے دوگونہ یہ احساں تیرا

دامنِ دل میں سمیٹا ہے انہیں چن چن کر
مجھ کو ہر حرفِ سخن ہمسرِ مرجاں تیرا

یہ نہ ہوتا تو اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا
دین و دنیا کا اجالا ہے یہ قرآں تیرا

اس کے پینے سے تو دنیا ہی بدل جاتی ہے
مرحبا جرعۂ پیمانۂ عرفاں تیرا

افقِ وقت پہ روشن ہے مثالِ خورشید
قابلِ دید ہے وہ عہدِ درخشاں تیرا

بات ہی اور ہے صدیقؓ کی تیرے، یوں تو
مرتضیٰؓ تیرا، عمرؓ تیرا، ہے عثماںؓ تیرا

حشر میں ایک نیا حشر نہ برپا ہو جائے
عام دیدار ہو جب اے شہِ خوباں تیرا

مانعِ راہِ مدینہ ہے خدا جانے کیوں
کیا برا ہم نے کیا گردشِ دوراں تیرا

شرط بس یہ ہے تو آ جائے نظر محشر میں
کام میرا ہے پکڑ لوں گا میں داماں تیرا

کہتا ہوں صاف صاف تکلف کئے بغیر

کہتا ہوں صاف صاف تکلف کئے بغیر
فرحاں نہ ہو یہ دل تری مدحت لکھے بغیر

روشن نہ ہو ضمیر نہ ہو روح مطمئن
تیری کتاب اور حدیثیں پڑھے بغیر

قومِ ستم شعار نے توڑے ستم ہزار
چھوڑی نہ ایک بات بھی رب کی کہے بغیر

کافی یہی دلیلِ نبوت ہے عقل کو
موتی لٹائے علم کے لکھے پڑھے بغیر

تاریخِ انبیاء کی شہادت سے میں کہوں
پورا ہوا نہ کارِ رسالت ترے بغیر

داد و دہش کا آپ کی صد مرحبا یہ حال
لوٹا نہ در سے کوئی بھی جھولی بھرے بغیر

کوئی بشر بھی پا نہ سکے گا رہِ حیات
حلقہ بگوشِ سرورِ عالمؐ ہوئے بغیر

ہو مغفرت نہ داخلِ فردوس ہو سکے
خم خانۂ حجاز کی صہبا پئے بغیر

اجرِ صلوٰۃ و صوم تو مشروط ہے مگر
اجرِ درود رہ نہیں سکتا ملے بغیر

حبِ نبیؐ ہو دل میں اگر موجزن تو پھر
ملتا نہیں ہے چین مدینہ گئے بغیر

منزل نہ مل سکے کسی رہرو کو اے نظرؔ
ختم الرسل کے نقشِ قدم پر چلے بغیر

لکھ رہا ہوں مدحتِ شاہنشہِ گردوں سریر

لکھ رہا ہوں مدحتِ شاہنشہِ گردوں سریر
المدد اے خالقِ کون و مکاں نعم النصیر

ذکرِ خیرِ مصطفیٰؐ ہے موجبِ خیرِ کثیر
ہو خدا راضی قلوبِ بندگاں ہوں مستنیر

فیض یابِ نور تھا ہر ذرۂ کون و مکاں
جلوہ گر تھا عرش پر جس رات وہ بدرِ منیر

دیدنی ہے فقر اس کا جاہِ شاہانہ کے ساتھ
زندگی کر دی بسر بر لقمۂ نانِ شعیر

اس کے نورِ باطنی کا یہ تصرف مرحبا
ہم نشیں اس کے رہے جو، ہو گئے روشن ضمیر

راہِ حق سے تا نہ بھٹکیں رہروانِ زندگی
صفحۂ ہستی پہ اس نے کھینچ دی سیدھی لکیر

دین و دنیا دونوں بن جائیں اگر ہے آرزو
اس کے بتلائے ہوئے رستوں پہ چلنا ناگزیر

جس میں جتنا ظرف ہو حکمت کے موتی رول لے
از کتابِ العزیز اتری جو اس پر بے نظیر

اس کی خوشنودی ملے تو رب کی خوشنودی ملے
یعنی خوشنودی ہے اس کی موجبِ فوزِ کبیر

حشر کی رسوائیوں سے ڈر رہا ہوں میں شہا
ہو کرم کی اک نظر مجھ پہ بوقتِ دار و گیر

توصیفِ نبی کا مجھے مقدور نہیں ہے

توصیفِ نبیؐ کا مجھے مقدور نہیں ہے
چپ سادھ لوں یہ بھی مجھے منظور نہیں ہے

وہ دین و شریعت ہو کہ اخلاق و محاسن
کس پہلو سے آقا مرا مشہور نہیں ہے

ہے نامِ مبارک سے ہی ظاہر تری عظمت
اس نام میں اک حرف بھی مکسور نہیں ہے

عقبیٰ میں ہے وہ باعثِ خسران و ندامت
محفل میں اگر آپ کا مذکور نہیں ہے

صہبائے محبت تری اللہ فزوں دے
گو نشہ ہے لیکن ابھی بھرپور نہیں ہے

ہر شخص سلامی کو تری جائے مدینہ
جو گردشِ حالات سے مجبور نہیں ہے

ہے بارشِ انوارِ خدا شہرِ نبیؐ میں
جلوہ فگنی مثلِ سرِ طور نہیں ہے

مانا کہ بہت دور ہوں مسکن سے نبیؐ کے
یاد اس کی مرے دل سے مگر دور نہیں ہے

دوبارہ درِ قدس پہ پہنچائے نظرؔ کو
اللہ کی رحمت سے یہ کچھ دور نہیں ہے

ہوں آج محوِ ثنائے رسولِ زریں تاج

ہوں آج محوِ ثنائے رسولِ زریں تاج
رگوں میں فرطِ مسرت سے ہے لہو موّاج

کیا ثبوت فراہم زہے شبِ معراج
خدا کے سارے رسولوں کا مصطفیٰؐ سرتاج

صفِ رسل میں وہی ایک ہے شہِ لولاک
رسائے عرشِ معلّیٰ وہ صاحبِ معراج

کتاب اس کی ہے محکم خلل سے ہے محفوظ
جو صدیوں پہلے تھی ویسی ہی حرف حرف ہے آج

درِ حبیبِ خدا ہے یہاں کمی کیا ہے
ہر ایک وقت کھڑے ہیں ہزار ہا محتاج

شرف ملا یہ انہیں آپ ہی کی نسبت سے
کہ مؤمنین کی مائیں ہیں آپ کی ازواج

مثالِ سایہ رہے ساتھ تیرے جو تا عمر
بفضلِ رب وہ ترے پاس ہی ہیں دونوں آج

نظامِ دینِ شہِ انس و جاں ہے مستحکم
نظامِ قیصر و کسریٰ نہیں کہ ہو تاراج

وہ عاصیوں کی شفاعت کریں گے روزِ حساب
وہ لاج والے ہیں رکھیں گے امتی کی لاج

مجھے تو چاہئے سرمایۂ سخن تیرا
مری نظر میں ہے اک اک سخن ترا بکھراج

بغیر رحمتِ یزداں نہ ممکن ہے نہ آساں ہے

بغیر رحمتِ یزداں نہ ممکن ہے نہ آساں ہے
ثنا خوانِ محمدؐ ہوں تو میرے رب کا احساں ہے

کوئی سب لکھ دے اس کی مدحت کب اس کا امکاں ہے
کہ وہ ہے جس قدر ظاہر اسی نسبت سے پنہاں ہے

وہ ہے پیغمبرِ آخر مطاعِ نوعِ انساں ہے
وہ سرکارِ دو عالم ہے بر آں محبوبِ یزداں ہے

شہنشہ ہیں گدائے در وہ ایسا شاہِ شاہاں ہے
درِ اقدس پہ اس کے ازدحامِ میر و سلطاں ہے

وہ انسانوں کا ہادی ہے بذاتِ خود بھی انساں ہے
مقام اونچا ہے لیکن متصل ہی بعدِ یزداں ہے

نظر آنا نہ آنا اس کا مثلِ مہرِ تاباں ہے
جو اک مطلع سے غائب دوسرے مطلع پہ رخشاں ہے

ضیائے ماہ و انجم ہو نہ ہو کیا کام ہے مجھ کو
بہ یادِ شاہِ خوباں قلب میں میرے چراغاں ہے

شریعت نے کیے حل عقدہ ہائے زندگی سارے
ہمیں اب کچھ نہیں مشکل ہمیں ہر کام آساں ہے

شفاعت چاہئے ان کی، کرم کی اک نظر شاہا
سرِ محشر وہی ہیں اور میرا کون پرساں ہے

نعت شایانِ نبیؐ ہو نہیں اس کا امکاں

نعت شایانِ نبیؐ ہو نہیں اس کا امکاں
میں تو لکھتا ہوں کہ رہ جائے نہ دل میں ارماں

وہ ہے سرتاجِ رسولاں وہ ہے شاہِ خوباں
وہ ہے محبوبِ خداوند وہ شاہِ گیہاں

پاک دامان و خوش اندام ہے شاہِ خوباں
خوش دل و خوش نگہ و خوش سخن و خوش الحاں

زلفِ سنبل سے بھی خوش تر ہے وہ زلفِ پیچاں
صبحِ خنداں ہو نچھاور وہ ہے روئے تاباں

دل میں پیوست ہوں ایسے ہیں خدنگِ مژگاں
رشکِ یاقوت ہیں لب دُرِّ عدن ہیں دنداں

وہ ہے مستغنیِ ہر شان و شکوہِ شاہاں
ہے کوئی شیش محل اور نہ در پر درباں

وہ ہے ناراضگیِ رب سے ہمیشہ ترساں
وہ ہمہ وقت ہے خوشنودیِ رب کا خواہاں

اپنے اصحاب کی محفل میں ہو گوہر افشاں
رزم گاہِ حق و باطل میں وہ مردِ میداں

مشکلیں اتنی اٹھائی ہیں برائے امت
مرحبا ہو گئی ہر مشکلِ امت آساں

اپنی امت کے لئے اس کی پریشاں قلبی
اٹھ کے راتوں کو دعا جو بہ حضورِ یزداں

جس کی گردن میں پڑا طوقِ غلامی اس کا
وہ ہے آزاد زِ آلامِ بلائے دوراں

کوئی محروم نہیں جود و کرم سے اس کے
رحمتِ کون و مکاں ہے وہ عمیم الاحساں

چشمِ انساں پہ سب اوصافِ نبیؐ کب روشن
دیکھ سکتا نہیں انساں بہ نگاہِ یزداں

روضۂ پاک کی ہم نے بھی زیارت کی ہے
بارِ دیگر بھی نظر دل سے ہے عہد و پیماں

تکمیلِ ثنا کر دے یہ انساں میں نہیں دم

تکمیلِ ثنا کر دے یہ انساں میں نہیں دم
ذات ایسی، صفات ایسی تری جانِ دو عالم

در زمرۂ خاصانِ خدا سب سے معظم
وہ رحمتِ دارین ہے وہ خیرِ مجسم

وہ منبعِ ہر علم وہ گنجینۂ حکمت
دنیا کا معلّم ہے وہ ہے رب کا معلَّم

کیوں کیف نہ ہو کیوں نہ کرے صبح یہ چم چم
وہ عالمِ ظلمات میں آیا تھا سحر دم

ہر قولِ نبیؐ حق ہے کہ فرمودۂ حق ہے
ہر بات دل آویز ہے ہر فیصلہ محکم

انساں ہوں کہ جنات، فرشتے ہوں کہ غلماں
خواہاں ترے دیدار کے اے حسنِ مجسم

بخشی جو کتاب آپ نے قرآنِ مقدس
ہر دکھ کا مداوا ہے ہر اک زخم کا مرہم

آتا ہے وہ جب یاد دل آرائے مدینہ
کافور نہاں خانۂ دل سے ہو ہر اک غم

طائف کا سنا مت مجھے وہ قصۂ خونیں
اے واعظِ لسّان ذرا ہوش ذرا تھم

کس درجہ مقدس ہے نظرؔ والی طیبہ
از عرش سلام آتے ہیں اس ذات پہ پیہم

کیفِ دل کب سخن وری سے ملے

کیفِ دل کب سخن وری سے ملے
ہاں مگر مدحتِ نبیؐ سے ملے

علم و دانش نہ آگہی سے ملے
راہِ حق اس کی پیروی سے ملے

روئے روشن ہو رشکِ ماہِ منیر
لب گلِ تر کی پنکھڑی سے ملے

اہلِ عالم کو رہنما کامل
ہر سبق سیرتِ نبیؐ سے ملے

دینِ قیم صحیفۂ قرآں
یہ خزانے اسی سخی سے ملے

لے کے لوٹے وہ دولتِ ایماں
ان سے جو نیک نیتی سے ملے

علم وعرفاں کے سب درِ نایاب
بس اسی ایک جوہری سے ملے

کیسی ہے رب کی شانِ یکتائی
یہ خبر بھی ہمیں اسی سے ملے

یہ شرافت اسی نے سکھلائی
دوست کی طرح اجنبی سے ملے

جو نہ ہو اس کے دین کا تابع
چین کیا ایسی زندگی سے ملے

کہیں ملتا نہیں وہ کیف و سرور
جو ترے در کی حاضری سے ملے

جامِ کوثر نظرؔ کو ہے امید
آپ کی بندہ پروری سے ملے

الفاظ و معانی کے بل پر زنہار یہ سر انجام نہیں

الفاظ و معانی کے بل پر زنہار یہ سر انجام نہیں
یعنی کہ ثنائے ختمِ رسل انسان کے بس کا کام نہیں

کیا وحیِ جلی، کیا وحیِ خفی، ارشادِ خدا سب پہنچایا
تا حشر خدا کے بندوں کو اب کوئی نیا پیغام نہیں

اقوالِ نبیؐ سے کھلتے ہیں اسرار و رموزِ قرآنی
قرآں کے مطالب ہیں واضح اب ان میں کوئی ابہام نہیں

میخانے پہ ان کے جمع ہیں سب، ہر رند بلا تفریق پئے
تقسیم بقدرِ ذوق ہے یاں تقسیم بقدرِ جام نہیں

سب لوگ ہیں اس کی امت میں پیغمبر آخر وہ سب کا
سب رحمتِ عالم اس کو کہیں، کب اس کی محبت عام نہیں

اللہ رے ان کی شب خیزی، وہ ذوقِ عبادت دستِ دعا
اف بخششِ امت کی خاطر بے چین ہے دل آرام نہیں

اس طرح سے دعوت کس کو ملی، کب عرش پہ کوئی اور گیا
انعام ہوا جو خاص ان پر، خاصانِ خدا پر عام نہیں

بتلا دیئے سب احکامِ خدا، توضیح بھی کی، تشریح بھی کی
قربان شریعت پر ان کی، ہیں کون سے جو احکام نہیں

دنیا بھی سنواری عقبیٰ بھی، خالق سے ملایا بندوں کو
مرہونِ پیمبر ہیں بے شک، انسان جو کالانعام نہیں

تا وسعتِ ذوقِ قلب و نظرؔ پیتا ہوں اسی میخانہ سے
سرمستِ مئے توحید ہوں میں، بدمستِ مئے گلفام نہیں

اکسا رہا ہے دل کو مرے جذبۂ دروں

اکسا رہا ہے دل کو مرے جذبۂ دروں
لکھتا ہوں نعتِ پاکِ نبیؐ، جیسی لکھ سکوں

یونہی نہیں سبب حجتِ لولاک میں کہوں
منت پذیر اس کی ہے یہ بزمِ کاف و نوں

از چہرۂ صبیح گریبانِ صبح چاک
رنگِ شفق ہے ماند زِ رخسارِ لالہ گوں

فی الذات و فی الصفاتِ خدا وہ نہیں شریک
مخلوقِ کائنات میں سب سے بڑا ہے یوں

پڑھتے رہیں جو مصحفِ قرآنِ مصطفیؐ
پائیں گے حکمتوں کے گہر ہائے گونا گوں

مال و منال و لعل و گہر سے کہاں نصیب
ذکرِ حبیبِ پاکؐ سے ملتا ہے جو سکوں

اس پر گواہ ہو شبِ اسرا کی تیرگی
زیرِ قدم حضورؐ کے افلاک بے ستوں

داتا ہیں، نکتہ سنج ہیں، روشن ضمیر ہیں
پہنچے جو اس کے عشق میں تا منزلِ جنوں

دربارِ مصطفیؐ کی جلالت مآبیاں
شاہانِ ذی حشم بھی وہاں پر ہیں سرنگوں

ہادی ہے سارے اہلِ جہاں کا وہی نظر
بے امتیازِ خاک و وطن، نسل و رنگ و خوں

پوری نہ جس طرح سے ہو حمدِ خدا کبھی

پوری نہ جس طرح سے ہو حمدِ خدا کبھی
کامل نہ ہو ثنائے شہِ دوسرا کبھی

روشن ہوئی جو شمع بہ غارِ حرا کبھی
تھی باخدا وہ زینتِ عرشِ عُلا کبھی

بجلی چمک اٹھی جو دیئے مسکرا کبھی
موتی برس پڑے جو تکلم کیا کبھی

میرے نبیؐ کی طرح کوئی جامع الصفات
خلّاقِ دوجہاں نے نہ پیدا کیا کبھی

باتیں وہ ہیں کہ منطقی و فلسفی نثار
اُمی لقب نے گرچہ نہ لکھا پڑھا کبھی

یکتائے روزگار ہے وہ شانِ خلق میں
احساں کیے ہزار نہ احساں دھرا کبھی

امت کی فکر نے اسے بے چین ہی رکھا
سویا نہ میٹھی نیند وہ درد آشنا کبھی

اللہ رے نصیب، لگے اس کو چار چاند
اس چاند کے جو گرد ستارا رہا کبھی

اٹھتی جو ساتھیوں کی طرف چشمِ مکتحل
ہوتا تھا کیف اس کا نہ دل سے جدا کبھی

سنت سے اس کی ہٹ کے چلا جو بھی راہرو
منزل نہ مل سکے گی اسے برملا کبھی

پڑھئے درود ایک تو دس نیکیاں ملیں
وعدے سے اپنے پھر نہیں سکتا خدا کبھی

رب سے حصولِ خلد کی امید رکھ نظرؔ
ہاں ٹوٹنے نہ پائے یہ تارِ شنا کبھی

تھا سکوں نا آشنا جو دل اسے اب چین ہے

تھا سکوں نا آشنا جو دل اسے اب چین ہے
جب سے مصروفِ ثنائے سرورِ کونینؐ ہے

آمنہ بی کا جگر گوشہ ہے نورِ عین ہے
جانِ عبد اللہ، جدِّ امجدِ حسنین ہے

عرش کا تارا وہ سب کا قرۃِ عینین ہے
بندۂ محبوبِ یزداں ہے شہِ کونین ہے

وہ شہنشاہِ ہدیٰ ہے ہادیِ نجدین ہے
قبلۂ اہلِ جہاں ہے کعبۂ دارین ہے

اس کی آقائی مسلّم ہے ہمیشہ کے لئے
ہاں نہ مانے گا وہی جو درحجابِ رَین ہے

وہ مہِ تاباں کہ چمکا تھا سرِ فاراں کبھی
نور افشاں بارک اللہ تا سرِ قطبین ہے

چھوڑنا دامن نبیؐ کا ہے خدا کو چھوڑنا
ربطِ واحد خالق و مخلوق کے مابین ہے

فرش پر بستر ہے اس کا ہے غذا نانِ جویں
کرّ و فر سے مجتنب وہ سرورِ کونینؐ ہے

واہ وہ ساتھی کہ جس کا چولی دامن کا ہے ساتھ
غار کی خلوت میں بھی وہ واحد الاثنین ہے

دیدنی ہے اوجِ تقدیرِ صدیقؓ و عمرؓ
بعد مردن بھی نبیؐ سے قربتِ شیخین ہے

مل گئی سارے زمانے کی شہنشاہی اسے
اے نظرؔ جو بہرہ مندِ صدقۂ نعلین ہے

نغمہ طرازِ نعت رہوں میں تھکے بغیر

نغمہ طرازِ نعت رہوں میں تھکے بغیر
عمرِ عزیز صرف ہو میری بہ کارِ خیر

میں بھی ترا ہی رند ہوں ساقی نہیں میں غیر
پیمانہ اک مجھے بھی، ترے میکدہ کی خیر

دامن چھٹے نہ ان کا اگر چاہتے ہو خیر
اپنی ہی ذات سے کہیں رکھتا ہے کوئی بیر

حور و قصور و جامِ طہور اور لحمِ طیر
مجھ کو نہیں قبول یہ سب آپ کے بغیر

تیری برابری جو کرے ایک بھی نہیں
نوحؑ و کلیمؑ و یونسؑ و ایوبؑ یا عزیرؑ

یہ تاجِ سرفرازیٔ کامل کسے نصیب
کی جلوہ گاہِ عرش کی بس آپ ہی نے سیر

داد و دہش ہے شہرۂ آفاق آپ کی
آیا ہوں در پہ آپ کے مجھ کو عطا ہو خیر

واللہ تو نے کعبہ کو کعبہ بنا دیا
اک مدتِ دراز سے جو بن چکا تھا دیر

نقشِ قدم حضورؐ کا پیشِ نظر رہے
پھر کیا مجال ہے کہ کہیں ڈگمگائیں پیر

کام آئیں گے حضور رسالت مآبؐ ہی
کام آئے جس گھڑی کوئی اپنا نہ کوئی غیر

مستِ نگاہِ ساقیِ کوثر ہوں میں نظرؔ
کیا طرفہ بے خودی ہے یہ جام و سبو بغیر

پھر دل میں آئی یادِ آں ذاتِ عالم آرا

پھر دل میں آئی یادِ آں ذاتِ عالم آرا
لکھیں ثنا ہم اس کی دل آج ہے ہمارا

رخشِ قلم نے اپنا ہر چند زور مارا
میدانِ محمدت کا پایا نہ پر کنارا

وہ تاجدارِ بطحا عرشِ عُلا کا تارا
ہے نظمِ دو جہاں سے پہلے کا جلوہ آرا

لاکھوں میں ایک ہے وہ یعنی کہ وہ ہے نیارا
ہر دل کی ہے صدا وہ ہر آنکھ کا وہ تارا

جچتا ہے اس کے لب پر غنچہ کا استعارا
خوشبوئے زلفِ پیچاں خوش تر زِ مشکِ سارا

بحرِ علوم و حکمت جس کا نہیں کنارا
بے شک نبیؐ ہمارا ہاں ہاں نبیؐ ہمارا

مہکائے پھول زلفِ سنبل کو بھی سنوارا
آ کر اسی نے آخر رنگِ چمن نکھارا

تبلیغِ دینِ حق میں ہمت کبھی نہ ہارا
راہوں میں اس کی آئے ہر چند سنگِ خارا

میں سرگزشتِ خونیں کس دل سے سن سکوں گا
اے قصہ گوئے طائف خاموش بس خدارا

ختم اس پہ ہے نبوت ختم اس پہ ہے رسالت
اس تاج و تخت پر ہے اس کا ہی اب اجارا

یہ حسنِ خلق دیکھیں دشمن کو بھی دعا دے
دشمن کو بد دعائیں اس کو نہیں گوارا

کیا ہے وہ ذاتِ اقدس اتنا ہی کہہ سکیں ہم
پوشیدہ کچھ ہے سب سے کچھ سب پہ آشکارا

سائل اس آستاں کے گردوں وقار سب ہیں
زیرِ قدم ہیں ان کے تاج و سریرِ دارا

لاکھوں ہی دیکھ آئے اپنی نظر سے طیبہ
انیس سو بیاسی کا سال ہے تمہارا

جب ثنائے پاک میں ہوتا ہوں گرمِ جستجو

جب ثنائے پاک میں ہوتا ہوں گرمِ جستجو
منصرف رکھتا ہوں دل کو از جہانِ چار سو

ایک بحرِ بیکراں وہ میں ذرا سی آبجو
لکھ نہیں سکتا ہوں مدحت میں بقدرِ آرزو

نرم خو، سنجیدہ فطرت، خوش جبیں، آئینہ رو
طرفہ سیرت، خوش ادا، شیریں کلام و خوش گلو

ربِ دو عالم نے خود توصیف فرما دی ہو جب
خلقِ پاکیزہ پہ اس کے کیا کریں ہم گفتگو

زلفِ سنبل سے کہیں خوش تر وہ زلفِ مشک بو
آبِ گوہر گم بروئے رشتۂ دندان اُو

جو چلے بر نقشِ پائے مصطفٰی وہ سرخرو
مژدۂ رب ان کو فی جنّٰت عدنٍ اُدخلوا

نرم خوئی ، پاک بینی، پارسائی، عبدیت
ان اداؤں پر نثار اس کے جہانِ رنگ و بو

جب وہ آیا آدمیت تھی دریدہ پیرہن
اس نے کی بخیہ گری اس نے کیا کارِ رفو

ہے طریقِ عشق میں مسلک یہی اے ہم نشیں
بھیجئے اس پر درودِ پاک ہو کر با وضو

وہ امام الانبیاء ہے وہ حبیبِ کبریا
ذکر اس کا چار سو ہے نام اس کا کو بکو

ساقیا اک جام اس عاجز نظرؔ کو حشر میں
جام تیرا، حوض تیرا، مالکِ کوثر ہے تو

شعر و سخن کا ذوق ودیعت ہوا مجھے

شعر و سخن کا ذوق ودیعت ہوا مجھے
نعتِ نبیؐ کے شوق نے اپنا لیا مجھے

شکرِ خدا ملا وہ رسولِ خدا مجھے
لگتا ہے دو جہاں میں جو سب سے بھلا مجھے

مشکِ ختن خطا کی نہ خوشبو سنگھا مجھے
لادے صبا وہ نکہتِ زلفِ دوتا مجھے

سب مانگ لوں میں یاد ہے جتنی دعا مجھے
مل جائے قربِ روضۂ اطہر ذرا مجھے

پھر تاجِ قیصری سے سروکار کیا مجھے
مل جائے گر حضورؐ کی نعلین پا مجھے

اپنے کرم کی بھیک مرے ساقیا مجھے
کوثر کا ایک جام لبالب بھرا مجھے

برپا ہے روزِ حشر، بہت ڈر لگا مجھے
دامن میں اپنے آپ چھپالیں شہا مجھے

پہنچا ہوں روضۂ نبوی میں ہزار بار
مرغِ خیال لے کے گیا مرحبا مجھے

اٹھوں نہ ان کے در سے اٹھانے کے باوجود
اس بات پر بھلے ہی کہیں سب برا مجھے

صد شکر جا رہا ہوں دیارِ حبیبؐ میں
اب واپسی کا دھیان لگے بے تکا مجھے

اعمالِ صالحہ پہ نہیں تکیۂ نجات
اس رحمتِ تمام کا ہے آسرا مجھے

امکاں غلط روی کا مری اے نظرؔ نہیں
ہے رہنمائے منزلِ حق نقشِ پا مجھے

ہے اگرچہ کارِ مشکل شہِ دوسرا کی مدحت

ہے اگرچہ کارِ مشکل شہِ دوسرا کی مدحت
مرے قلب و جاں کو لیکن اسی مشغلے میں راحت

وہ نبیؐ اُمیؐ ایسا کہ نہیں ہے کوئی اس سا
وہ نگینۂ نبوت وہ تتمۂ رسالت

وہ ہے حسن کا مرقع وہ ہے خلق کا نمونہ
زہے پُر جمال سیرت زہے تابدار سیرت

کہوں اس کو ماہِ کامل تو ہے ناقص استعارہ
نہیں کوئی شے بھی ایسی جسے دوں میں اس سے نسبت

اسی آفتاب سے ہے یہ ضیائے علم و عرفاں
ہوا مستنیر اسی سے یہ جہانِ جہل و ظلمت

تہِ قعرِ صد مذلت تھا ذلیل ابنِ آدم
وہی دستگیر پہنچا تو ملی ہے اس کو رفعت

بہی خواہِ بندگاں وہ کوئی دوست ہو کہ دشمن
وہ کریم اور بے حد وہ رحیم بے نہایت

جو کتاب اس پہ اتری وہ ہے لازوال و کامل
ہے چراغِ راہ و منزل بخدا ہر ایک آیت

ہے جو حرف حرف حکمت تو کلام ایسا معجز
اسے لاکھ بار پڑھئے تو نہ کم ہو شوق و رغبت

تری مغفرت کا امکاں ہے نظرؔ حساب کے دن
وہی تاجدارِ بطحا کو کریں تری شفاعت

خدا کا شکر بخشی جس نے توفیقِ ثنا خوانی

خدا کا شکر بخشی جس نے توفیق ثنا خوانی
کہاں ناچیز ورنہ میں کہاں توصیفِ سلطانی

زہے صورت ہے نورانی خوشا سیرت ہے قرآنی
اسے دیکھیں تو سکتہ ہو اسے دیکھیں تو حیرانی

تری توصیف میں نازل ہوئیں آیاتِ ربانی
کہ ممکن ہی نہ تھی انساں سے تیری مرتبہ دانی

تھی اپنی سرزمینِ دل میں ویرانی ہی ویرانی
ترا ابرِ کرم برسا اُگی تب فصلِ ایمانی

مرے ظلمت کدے میں تو نے کی جب جلوہ سامانی
مسائل حل ہوئے سارے سیاسی اور عمرانی

تمہیں حاصل ہوئی واللہ جب معراجِ جسمانی
کھلی تب آنکھ انساں کی تمہاری قدر پہچانی

کہوں گا بات سچی میں کروں گا بات ایمانی
ہزاروں آئے پیغمبر مگر تم سب میں لاثانی

اسی روئے زمیں تک تھی سلیماں کی سلیمانی
قیامت تک جو ممتد ہے وہ ہے تیری ہی سلطانی

دھنی ہیں وہ مقدر کے انہیں سجتی ہے سلطانی
جنہیں سونپی گئی دربارِ عالی کی نگہ رانی

ترے ہاتھوں ملی سوغات کیا کیا اے شہِ والا
نمازِ پنجگانہ حج و روزہ اور قربانی

سکوں چہرے پہ بس اس کے نظر آتا ہے محشر میں
جلالِ حق سے ورنہ سب کا پتّہ ہو گیا پانی

میری زباں پہ اس کی ثنائے جمیل ہے

میری زباں پہ اس کی ثنائے جمیل ہے
بندوں کو آخری جو خدا کی دلیل ہے

سدرہ پہنچ کے شل قدمِ جبرئیل ہے
وہ جلوہ گاہِ عرش میں تنہا دخیل ہے

اس کے بیانِ حسن کو الفاظ ہی نہیں
ناممکن البیاں ہے وہ اتنا جمیل ہے

ہو گی نہ منتہی نہ ہوئی اس کی داستاں
تیئیس سال کی ہے پہ اتنی طویل ہے

از اعتبارِ خُلقِ کریمانہ دیکھئے
رطب اللسان بمدح وہ ربِّ جلیل ہے

وہ صائم النہار ہے وہ دائم الصلوٰۃ
کھانا برائے نام ہے سونا قلیل ہے

وہ ہے حبیبِ ربِ دو عالم خوشا نصیب
ورنہ کوئی کلیم ہے کوئی خلیل ہے

کیا اس کی عظمتوں کا تصور کرے کوئی
دربان جس کے گھر کے لئے جبرئیل ہے

رحمت نشاں بحقِ گنہ گار روز حشر
در پیش گاہِ داورِ محشر وکیل ہے

یومِ جزا نصیب شفاعت ہو آپ کی
بس بخشش نظرؔ کی یہی اک سبیل ہے

جب تک مری زبانِ شگفتہ بیاں رہے

جب تک مری زبانِ شگفتہ بیاں رہے
نغمہ طرازِ نعتِ شہِ دوجہاں رہے

رحمت خدائے پاک کی سایہ کناں رہے
کیا خوب جتنی دیر بھی ان کا بیاں رہے

ہر چند ہم بہ زمرۂ آوارگاں رہے
پھر بھی اسیر الفتِ شاہِ شہاں رہے

یادِ حبیبِ پاک جو جلوہ فشاں رہے
قندیلِ نور قلب مرا بے گماں رہے

ق

جب تک نظر فروز گل و گلستاں رہے
جب تک بساطِ عرض رہے آسماں رہے

جب تک فلک پہ روشنیِ کہکشاں رہے
ہر لب پہ داستانِ شہِ انس و جاں رہے

کرّو بیاں بہ عرش ہیں اہلِ زمیں بہ فرش
معمور ان کے ذکر سے دونوں جہاں رہے

سب انبیاء خدا کے مقرب ہیں ہاں مگر
محبوبِ کبریا وہی رحمت نشاں رہے

کوئی عمل مطابقِ سنت اگر نہ ہو
لاریب ایسی سعیِ عمل رائیگاں رہے

دینِ متیں پہ ان کی چلے جو تمام عمر
خرسند و کامیاب رہے کامراں رہے

دیکھا ہے جب سے گنبدِ خضرا خوشا نصیب
بزمِ تصورات میں وہ آستاں رہے

طیبہ کے قافلے میں ہو شامل پھر ایک بار
آگے رہے نظر کہ پسِ کارواں رہے

سکوں پہ واجب رہے وہ دل میں خرد پہ لازم رہے وہ حاضر

سکوں پہ واجب رہے وہ دل میں خرد پہ لازم رہے وہ حاضر
میں لکھنے بیٹھا ہوں نعت اس کی جو ہے حبیبِ خدائے قادر

ہے اسمِ محمود اس کا احمد وہ ایک منذر وہ اک مبشر
صفِ رسل میں وہی ہے اول اگرچہ بعثت ہے اس کی آخر

نبیؐ کامل، نبیؐ رحمت، نبیؐ عاقب، نبیؐ حاشر
کمال و خوبی سب اس سے مشتق وہ شمعِ حق مصدرِ مصادر

اسی کا ہے منصبِ رسالت اسی پہ ہے منتہی نبوت
اسی کے تابع اب نواہی اسی کے تابع اب اوامر

ہے شہرِ مکہ نبیؐ کا مولد مدینۂ طیبہ ہے مسکن
خدا کا فرمان پا کے اس نے وطن کو چھوڑا بنا مہاجر

ملی ہدایت اسی کے ہاتھوں بہار آئی اسی کے قدموں
تمام رعنائیاں ہیں اس سے سب لوحِ باطن سب سطحِ ظاہر

جو ان کا حلقہ بگوش ہو وہ خدا کی نظروں میں مردِ مومن
نہ مانے ان کو جو صدقِ دل سے نگاہِ یزداں میں وہ ہے کافر

حبیبِ خالق، منارِ عظمت، سراجِ ظلمت، حریصِ امت
بیاں ہو کیا شان اس نبیؐ کی ہے فکرِ نارس زباں ہے قاصر

نماز میں رخ ہو سمتِ کعبہ نبیؐ کے دل کی تھی آرزو یہ
کیا خدا نے بہ پاسِ خاطر "فَوَلِّ وَجھک" کا حکم صادر

تمام وحیِ خدا ہے بے شک مجالِ چون و چرا نہیں کچھ
سخن ہے اس کا تمام برحق کہا جو اس نے وہ حرفِ آخر

کہیں نہ جائیں تہی بداماں یہ طالبانِ علوم و حکمت
کتابِ عظمت نشاں میں ان کی ملیں گے حکمت کے کل جواہر

حساب کے دن وہ شاہِ شاہاں پناہ گاہِ گناہ گاراں
مقامِ محمود ہے اسی کا وہ رب کا منصور سب کا ناصر

کھنچی چلی آ رہی ہے دنیا کہ شہرِ طیبہ کو آ کے دیکھے
بہ فرطِ ارماں بصد عقیدت رواں دواں ہے ہر اک مسافر

وہ شاہِ لولاک ہے بلاشک نظر ہیں منت پذیر اس کے
تمام قدرت کے یہ مظاہر تمام فطرت کے یہ عناصر

میرا قلم بہ صفحۂ قرطاس ہے رواں

میرا قلم بہ صفحۂ قرطاس ہے رواں
میں لکھ رہا ہوں مدحتِ سرکارِ دوجہاں

اس میں کچھ اختلاف نہیں سب ہیں یک زباں
توصیفِ مجتبیٰ نہ کبھی ہوسکے بیاں

اللہ رے شرف کہ ہے وہ قبلۂ جہاں
اللہ کا نبیؐ ہے وہ مخدومِ بندگاں

نام اس کا گونجتا ہے فضا میں اذاں اذاں
نقشِ قدم بہ عرشِ معلیٰ ہے ضوفشاں

ان سے ہی جگمگائیں ستاروں کے قمقمے
ان کے ہی دم سے روشنیِ بزمِ کن فکاں

قرآنِ پاک جس کی ہے تنزیل آپ پر
حکمت کے موتیوں کا ہے اک بحرِ بیکراں

بیکل رہا وہ شدتِ احساسِ فرض سے
سویا نہ نیند بھر وہ کبھی سرورِ جہاں

امت کی مغفرت کے لئے دل میں اک تڑپ
اللہ کے نبیؐ کی وہ شب زندہ داریاں

آگے تو سب فسانۂ دجل وفریب ہے
میرے نبیؐ پہ ختم نبوت کی داستاں

اتنا ٹھہر کہ دیکھ لوں وہ بارگاہِ میں
لے چل پھر اس کے بعد مجھے مرگِ ناگہاں

ساقی سبو بدست کہے کاش حوض پر
کوثر کا جام آئے پڑے ہے نظر کہاں

لکھوں ثنا نبیؐ کی تو اک بے خودی رہے

لکھوں ثنا نبیؐ کی تو اک بے خودی رہے
سرشار جامِ دل زِ مئے سرخوشی رہے

تخلیقِ کائنات کا جب فیصلہ ہوا
مخلوقِ کائنات میں اول وہی رہے

یوں تو امامِ وقت تھے سب انبیاءؑ مگر
ان سب کے بھی امام مرے ہی نبیؐ رہے

سیرت پہ اس کی لاکھوں کتابیں رقم ہوئیں
پھر بھی رہے کچھ اور ابھی بن لکھی رہے

لازم ہے اس پہ پیرویِ اسوۂ حضورؐ
جو شخص چاہتا ہے کہ وہ آدمی رہے

شمعِ حرا کے جلووں سے جو بھی ہو مستفیض
کیوں وہ شکارِ فتنۂ تیرہ شبی رہے

یہ بھی کتابِ حق کا ہے اک زندہ معجزہ
پڑھئے ہزار بار نئی کی نئی رہے

نانِ جویں خورش ہے تو بستر ہے ٹاٹ کا
محبوبِ کبریا وہ بہ ایں سادگی رہے

یادِ نبیؐ جو دل میں ہے ذکرِ نبیؐ بہ لب
یا رب ترا کرم ہو یہ جوڑی بنی رہے

اس جلوہ گاہِ قدس کو دیکھا ہے ایک بار
پھر دیکھنے کی اس کو ابھی لو لگی رہے

شاہد مرا خدا شبِ اسرا الگ گواہ
فائز بہ اوجِ عرش ہمارے نبیؐ رہے

یہ معجزہ تو بس مہِ بطحا کا ہے نظرؔ
منظر پہ ہو نہ چاند مگر روشنی رہے

نگاہِ رحمتِ حق ملتفت ہوئی مجھ پر

نگاہِ رحمتِ حق ملتفت ہوئی مجھ پر
ازل میں بخش دیا ذوقِ نعتِ پیغمبر

صفِ رسل میں ہے واللہ اک سے اک بڑھ کر
مرے نبی کا مگر سب سے مرتبہ برتر

وہ رحمتِ دوجہاں عفوِ عام کا خوگر
گداز قلب، سلیم النظر، کرم گستر

وہ پاک نفس وہ ہادی، مطہر و اطہر
امیرِ لشکر و رہبر، وہ غازی وہ صفدر

علوم و معرفتِ حق کا ہر سخن دفتر
ہر ایک حرفِ سخن رشکِ دانۂ گوہر

وہ جس کا نام لیا جائے روز و شب گھر گھر
وہ جس کے خلق کی توصیف خود کرے داور

ہلال اس کے ادب میں رہے جھکائے سر
نگوں ہے اس کی سلامی کو گنبدِ بے در

اسی کی جلوہ گری سے جہانِ دل روشن
سجی اسی کے سبب محفلِ مہ و اختر

وہ رازدانِ حقائق وہ کاشفِ اسرار
وہ جس کے نطق کا صدقہ ہے رونقِ منبر

فقیہ و مصلح و سالار و شارحِ قرآں
حکیمِ بے بدل و نکتہ سنج و دیدہ ور

رسائے پردہ سرائے خدا کا کیا کہنا
وہ تاجدارِ جہاں ہے وہ صاحبِ کوثر

اسی پہ ختم نبوت اسی پہ دیں کامل
ہے تاج وتختِ نبوت اسی کا تا محشر

تری کتابِ مقدس کا صدقۂ جاری
مٹائے جہل مٹائے فسادِ قلب ونظر

تمہارا دامن رحمت خدا سے مانگ لیا
نظرؔ نے آئی دعا سب دعاؤں میں بہتر

انساں سے کیا کام بھلا ہو نہیں سکتا

انساں سے کیا کام بھلا ہو نہیں سکتا
بس حقِ ثناء ہے کہ ادا ہو نہیں سکتا

قامت ہے وہ شہ پارۂ فنِ یدِ قدرت
یعنی کہ حسیں اس سے سوا ہو نہیں سکتا

سیرت ہے وہ آئینۂ قرآنِ مقدس
کہنا مجھے کم اس سے روا ہو نہیں سکتا

وہ بندۂ محبوبِ خدا صاحبِ اسرا
عظمت میں کوئی اس سے بڑا ہو نہیں سکتا

مشکِ ختن و مشکِ خطا خوب ہے لیکن
بوئے تنِ سیمیں سے سوا ہو نہیں سکتا

ان کے دُرِ دندانِ مبارک سے یقیناً
دُرِ عدنی بیش بہا ہو نہیں سکتا

تاریخ کے اوراق سے ثابت ہے کہ ان سا
مرد افگن میدانِ وغا ہو نہیں سکتا

مستغنیِ ہر شے وہ شہِ فقر و غنا ہے
اس پر اثرِ حرص و ہوا ہو نہیں سکتا

انگلی کے اشارے سے ہے دو نیم قمر اُف
ابرو کا اشارہ ہو تو کیا ہو نہیں سکتا

اللہ نے اس ذات پہ کی ختم نبوت
اب آئے نبی کوئی نیا ہو نہیں سکتا

امت کے گنہ گاروں سے ناراض تو ہو گا
منہ پھیر لے اتنا بھی خفا ہو نہیں سکتا

پڑھے جو درود اس پہ شب و روز بہر دم
حق اس کا ادا پھر بھی ذرا ہو نہیں سکتا

ہے بخشش امت کا طلب گار خدا سے
کیسے میں کہوں اس کا کہا ہو نہیں سکتا

وہ کیا مری نظروں میں ہے کیا پوچھ رہے ہو
سب کچھ ہے نظرؔ ایک خدا ہو نہیں سکتا

لکھنی پڑی جو آج اسے مدحتِ رسولؐ

لکھنی پڑی جو آج اسے مدحتِ رسولؐ
لرزہ بہ جسم خامہ ہے از عظمتِ رسولؐ

پتھر ہے یا وہ اور کوئی شے ہے سخت تر
جس دل میں ہو نہ شائبۂ الفتِ رسولؐ

قائم ہے اور تا بہ قیامت یونہی رہے
قرانِ پاک سب سے بڑی آیتِ رسولؐ

اعزاز یہ ملا بہ طفیل شہِ حجاز
فائق سب امتوں میں ہوئی امتِ رسولؐ

چٹان پاش پاش بہ یک ضرب ہو گئی
اللہ رے یہ دبدبہ و قوتِ رسولؐ

راضی خدا ہے ان سے وہ راضی خدا سے ہیں
دو دن کو بھی رہے ہیں جو در صحبتِ رسولؐ

ان کا مقام خلدِ بریں ہے زہے نصیب
جاں سے گزر گئے ہیں جو بر حرمتِ رسولؐ

بخشیں خدا نے بندوں کو لاکھوں ہی نعمتیں
نعمت بڑی ہے سب سے مگر بعثتِ رسولؐ

ان کے لئے بمنزلۂ فرضِ عین ہے
جاں سے عزیز تر ہے جنہیں سنتِ رسولؐ

اونچے نصیب والے ہیں عظمت نشاں وہ ہیں
جو بندھ گئے بہ سلسلۂ نسبتِ رسولؐ

مہمانِ رب فی الاصل بہشتِ بریں کا ہے
جس نے قبول کر لی نظرؔ دعوتِ رسولؐ

لکھتا ہوں مدحت کے خدا دستگیر ہے

لکھتا ہوں مدحت کہ خدا دستگیر ہے
مولائے بندگاں ہے وہ نعم النصیر ہے

ختم الرسل ہے اہلِ جہاں کو نذیر ہے
اللہ کا نبیؐ ہے بشر ہے بشیر ہے

محبوبِ ذاتِ حق ہے وہ روشن ضمیر ہے
نورِ ہدیٰ ہے اور سراجِ منیر ہے

کمخواب ہے نہ تن پہ لباسِ حریر ہے
کملی میں مست وہ شہِ گردوں سریر ہے

وہ فرق تا قدم ہے مطافِ کمالِ حسن
خلقِ عظیم اس کا کتابِ منیر ہے

رکھتا نہیں وہ کچھ بھی بجز قوتِ لایموت
اس کی غذا کھجور ہے نانِ شعیر ہے

روشن نقوشِ پا سے ہے ہر منزلِ حیات
مامون گمرہی سے ہر اک راہ گیر ہے

وہ افصح العرب ہے کلام اس کا مرحبا
واضح، بلیغ اور عدیم النظیر ہے

پروانہ ہائے شمع رسالت ہیں خوش نصیب
ان میں ہر ایک فائزِ فوزِ کبیر ہے

ہے مرجع انام کہ محبوبِ رب ہے وہ
آقائے خاص و عام و غریب و امیر ہے

دیدارِ روضۂ نبوی کو رواں دواں
اطرافِ روزگار سے جمِ غفیر ہے

ہر فکرِ اخروی سے وہ آزاد ہے نظرؔ
جو زلفِ تابدار کا ان کی اسیر ہے

نعت بحرِ بیکراں یعنی کوئی ساحل نہیں

نعت بحرِ بیکراں یعنی کوئی ساحل نہیں
نعت سے عہدہ برآ ہو کوئی اس قابل نہیں

عشقِ محبوبِ خدا جس کی متاعِ دل نہیں
گنجِ قاروں بھی ہو حاصل تو بھی کچھ حاصل نہیں

صورتِ اجمل پہ اس کی حسنِ دو عالم نثار
ہے وہ پاگل اس کے دیوانوں میں جو شامل نہیں

جگمگا رکھا ہے محفل کو فروغِ نور سے
شمعِ محفل گرچہ منظر پر سرِ محفل نہیں

حاتمِ دوراں ہے لائینفک ہیں اس کی بخششیں
کون سی ساعت ہے در پر جب کوئی سائل نہیں

اس نے حل کر دی مری ہر مشکلِ راہِ حیات
ہے مجھے آساں یہ کہنا اب کوئی مشکل نہیں

کامل و اکمل ہمارا ہادیِ برحق ہے وہ
کوئی اس سا رہنمائے جادہ و منزل نہیں

جو اسی کے دین کے پیرو رہے تا زندگی
ان کو کچھ اندیشہ ہائے حال و مستقبل نہیں

شانِ محبوبِ خدائے قادرِ مطلق یہ دیکھ
کب درود اِس ذات پر اُس ذات کا نازل نہیں

طاقِ نسیاں میں نہ رکھیں آپ اس کی الکتاب
فائدہ کیا گر کھلا قرآں بہ رحلِ دل نہیں

رہتا ہے مستغرقِ دیدارِ طیبہ ہر گھڑی
دیکھتا ہوں جب بھی پہلو اس میں حاضر دل نہیں

دو عمل سے اے نظرؔ اس کی محبت کا ثبوت
صرف قولاً اس کے دم بھرنے کا میں قائل نہیں

جب تک یہ ذکرِ خیرِ شہِ مرسلیں رہے

جب تک یہ ذکرِ خیرِ شہِ مرسلیں رہے
میری زباں پہ چاشنیٔ انگبیں رہے

در سایۂ ملائکہ مکرمیں رہے
محفل وہ جس میں تذکرۂ شاہِ دیں رہے

میری دعاؤں میں یہ دعا اوّلیں رہے
کلمہ زباں پہ اس کا دمِ واپسیں رہے

معراجِ مصطفیٰ کا خیالِ حسیں رہے
کچھ ساعتوں کو دل یہ سبِ عرشِ بریں رہے

پیشِ نگاہ جس کے بھی عرشِ متیں رہے
وا اس کے واسطے درِ خلدِ بریں رہے

یاروں میں چار یار جو بے حد قریں رہے
بعدِ نبیؐ، نبیؐ کے خوشا جانشیں رہے

جائے قرارِ شیفتگاں کیوں نہ ہو حرا
اس میں حبیبِ رب کبھی عزلت گزیں رہے

تسبیح و ذکرِ ربِ دو عالم ہے بے ثمر
حبِ نبیؐ نہ دل میں اگر تہ نشیں رہے

پہنے کفن وہاں تو ملے جنت البقیع
ہو گا نہ دل یہ کس کا کہ مر کر وہیں رہے

خوش خلقیِ نبیؐ مکرم صد آفریں
چیں بر جبیں ہوئے نہ کبھی خشمگیں رہے

بچپن سے لے کے تا نفسِ آخریں نظرؔ
وہ صادق الحدیث رہے وہ امیں رہے

وہ حسنِ مکمل، پیکرِ الفت، خلقِ مجسم کیا کہیے

وہ حسنِ مکمل، پیکرِ الفت، خلقِ مجسم کیا کہیے
محبوبِ خدا مطلوبِ جہاں وہ ذاتِ مکرم کیا کہیے

وہ صورتِ انور صلِّ علیٰ وہ گیسوئے پر خم کیا کہیے
اک صبح درخشاں کا منظر اک شام کا عالم کیا کہیے

افلاک پہ غلماں حور و ملک اور فرش پہ آدم کیا کہیے
مصروفِ ثنا سب رہتے ہیں سکّانِ دو عالم کیا کہیے

سرتاجِ نبوت، ختمِ رسل یا ہادیِ اعظم کیا کہیے
القاب سبھی تو پیارے ہیں حیراں ہوں مقدم کیا کہیے

شاہانِ عرب خاقانِ عجم دارا و کَے وجم کیا کہیے
ہوں روضۂ اقدس پر حاضر سر اپنا کئے خم کیا کہیے

بیداریِ شب در پیشِ رب وہ سجدۂ پیہم کیا کہیے
امت کے لئے بخشش کی دعا با دیدۂ پُرنم کیا کہیے

بھرپور خزینہ حکمت کا اور نورِ ہدایت کا چشمہ
اترا ہے صحیفہ جو ان پر قرآنِ معظم کیا کہیے

اس شمع کے سارے پروانے توحید کے سارے دیوانے
سب شہرِ مدینہ میں آکر مل بیٹھے ہیں باہم کیا کہیے

اتنی تو خبر ہے آپ گئے در جلوہ گہِ یزداں لیکن
کیا بندۂ و رب میں بات ہوئی یہ واللہ اعلم کیا کہیے

گنجینۂ حکمت، منبعِ حق سرچشمۂ علمِ بے پایاں
آگاہِ رموزِ سربستہ وہ عرش کا محرم کیا کہیے

تم ختمِ نبوت صلِّ علیٰ ہم آخرِ امت ہیں واللہ
تا حشر تمہیں تم کیا کہنا تا حشر ہمیں ہم کیا کہئے

محشر میں نظر پر چشمِ کرم اے شافعِ محشر فرمائیں
اعمال کی پرسش ہو جس دم کیا حال ہو اس دم کیا کہئے

سردارِ رسل خواجۂ گیہاں کی طرح

سردارِ رسل خواجۂ گیہاں کی طرح
کوئی بھی نہیں احمدِؐ ذی شاں کی طرح

امت کو وہ محبوب دل و جاں کی طرح
امت سے محبت ہے اسے ماں کی طرح

وہ دل میں سمایا مرے ایماں کی طرح
یونہی مری صورت ہے مسلماں کی طرح

گیسو ہیں ترے سنبلِ پیچاں کی طرح
ہے تیری جبیں مہرِ درخشاں کی طرح

ابرو ہیں ترے خنجرِ براّں کی طرح
مژگاں ترے واللہ ہیں پیکاں کی طرح

آنکھیں ہیں تری چشمِ غزالاں کی طرح
کیف ان میں ہے کیفِ مئے عرفاں کی طرح

رخسار ترے ہیں گلِ خنداں کی طرح
دنداں میں چمک گوہر رخشاں کی طرح

صورت ہے منور مہِ تاباں کی طرح
سیرت ہے سراسر تری قرآں کی طرح

ہر حرفِ سخن لولوء و مرجاں کی طرح
ہر بات تری آیتِ قرآں کی طرح

ہے ظلمتِ دوراں پرِ پرّاں کی طرح
عالم میں ہے تو شمع فروزاں کی طرح

ہے شرم و حیا غیرتِ نسواں کی طرح
سطوت ہے تری سطوتِ شاہاں کی طرح

ہر حکم ترا ہے سب بہ دل و جاں تسلیم
طاعت ہے تری طاعتِ یزداں کی طرح

کوچہ ہے ترا مرجع عالم شاہا
مجمع ہے جہاں حشر کے میداں کی طرح

حسن آپ کا ہے یوسفِ کنعاں سے سوا
کیسے میں کہوں یوسفِ کنعاں کی طرح

اعزاز و شرف آپ کا اللہ اللہ
بلوائے گئے عرش پہ مہماں کی طرح

سردارِ ملائک وہی جبریل امیں
دولت کدۂ پاک میں درباں کی طرح

نبیوں کو ملے کب ترے جیسے ساتھی
صدیقؓ و عمرؓ حیدرؓ و عثماںؓ کی طرح

گنبد پہ ترے گنبدِ مینا قرباں
بہتات تجلی کی ہے باراں کی طرح

روضے کو وہ دن آئے کہ میں بھی دیکھوں
ارماں ہے مرے دل میں یہ ارماں کی طرح

ہے تیرا طلب گار زمانہ سارا
مطلوب ہے تو مرضیِ یزداں کی طرح

ہے آپ کی تعلیم کا ادنیٰ اعجاز
آدم نظر آتا ہے جو انساں کی طرح

ثنائے پاکِ نبیؐ کا لکھنا ہے ایک کارِ نگینہ کاری

ثنائے پاکِ نبیؐ کا لکھنا ہے ایک کارِ نگینہ کاری
نہیں ہے لکھنے کا مجھ کو یارا پہ لکھ رہا ہوں زلطفِ باری

عجب نہیں ہے کہ روزِ محشر یہ کارِ خوبِ ثنانگاری
ہماری فردِ عمل سے دھو دے گناہ سارے خطائیں ساری

بلند سیرت ہے شکل پیاری کہ جو بھی دیکھے وہ جائے واری
دراز گیسو کے زیر سایہ سکوں بہ دل ہے خدائی ساری

شجر شجر پہ بہار آئی نکھار دی اس نے کیاری کیاری
کہ باغِ اسلام کی شہِ دیں نے کی ہے خوں سے بھی آبیاری

نبیِؐ آخر زماں محمدؐ، نبی وہی اب ہے تا قیامت
ہے تاج و تختِ نبوت اس کا اسی کی قائم اجارہ داری

شغف ہے دینِ خدا سے اس کو بہ کارِ تبلیغِ دیں ہے ہر دم
مشقتیں ہیں عبادتیں ہیں، نہ جسم پیارا نہ جاں پیاری

میانِ شب میں زخوابِ راحت وہ جاگ اٹھے بفکرِ امت
حضورِ رب میں خلوصِ دل سے دعائیں لب پر بہ آہ وزاری

وہ زور آور ، بڑا دلاور، وہ شیر افگن ، شجیعِ دوراں
وہ تیغ زن ہے جہادِ حق میں ہے قابلِ دید شہ سواری

وہ جبرئیلِ امیں کا آنا وہ عرشِ اعظم پہ ان کا جانا
یہ خاص اکرام ہے انہی کا انہی کا حصہ یہ کامگاری

ہے قول انھیں کا کہ میری دختر سے ہو جو سرزد گناہِ سرقہ
زروئے انصاف قطع ید کی ضرور اس پر بھی حد ہو جاری

اسی کا صدقہ یہ چار چیزیں جو چار یاروں کو اس نے بخشیں
کسی کو تقویٰ ، حیا کسی کو کسی کو سطوت کسی کو یاری

نہ جانے قسمت میں کیا ہے لیکن نظر ہماری یہ آرزو ہے
نکل رہی ہو جو روح تن سے ہو پہلا کلمہ زباں پہ جاری

خبر ہے عالمِ ایجادِ کُل اور مُبتدا تم ہو

خبر ہے عالمِ ایجادِ کُل اور مُبتدا تم ہو
پسِ حمدِ خدا واللہ سزاوارِ ثنا تم ہو

تمہیں انساں یہ سمجھا جس قدر اس سے سوا تم ہو
خدا ہی جانتا ہے کیا نہیں ہو اور کیا تم ہو

شہِ کونین ہو ، ختم الرسل ہو، مجتبیٰ تم ہو
خدا مطلوب ہے تم کو خدا کا مدعا تم ہو

تمہاری ہر ادا ہے دل نشیں وہ خوش ادا تم ہو
حسینانِ دو عالم سے زیادہ دل رُبا تم ہو

دلوں کی آرزو تم ہو نوائے بے نوا تم ہو
ہماری روح کا قبلہ ہو جانِ اتّقا تم ہو

خلیل اللہ ہے کوئی ، کلیم اللہ ہے کوئی
حبیب اللہ لیکن اے محمد مصطفٰیؐ تم ہو

ہماری عقل پر کھلتا نہیں رازِ شبِ اسرا
بس اتنا جانتے ہیں تا حریمِ حق رسا تم ہو

خدا مطلوب ہو جس کو وہ تھامے آپؐ کا دامن
کہ مرضیاتِ رب کے راستوں کے رہنما تم ہو

نہ رہ جائے تمنا پھر کوئی باقی مرے دل میں
مرے آئینۂ دل میں کبھی چہرہ نما تم ہو

نظرؔ پر بھی نگاہِ لطف ہو جائے شہِ والا
شفاعت کا سرِ میدانِ محشر آسرا تم ہو

احسان ہے خدائے علیم و خبیر کا

احسان ہے خدائے علیم و خبیر کا
ہوں مدح خواں نبیؐ بشیر و نذیر کا

مالک ہے دو جہاں کے وہ تاج و سریر کا
محبوب ہے خدائے عزیز و قدیر کا

سرتاجِ انبیاء ہے وہ سرکارِ دو جہاں
اعزاز دیکھنا یہ یتیم و یسیر کا

ڈالے کوئی نگاہِ مسلسل نہیں یہ تاب
اللہ رے جمال رُخِ دل پذیر کا

سات آسماں کے پار بھی پھیلی ہے روشنی
یہ اوجِ بخت ہے اُسی بدرِ منیر کا

سامان اس کے گھر میں ہے اس درجہ مختصر
ہوتا ہے جس قدر کہ کسی راہ گیر کا

ہم پایہ واقعہ نہ ملے گا کہیں کوئی
اسرا کی شب کے واقعۂ بے نظیر کا

ظلمت کدہ میں اپنے وہی نور پاش ہے
پایا خطاب اس نے سراجِ منیر کا

اس نے ہی علم دے کے وسیع النظر کیا
تھا آدمی فقیر یہ ورنہ لکیر کا

آرام گاہِ قبلۂ عالم کہیں جسے
مرجع ہے عاشقوں کے وہ جمِ غفیر کا

ہشیار کر دیا ہمیں غفلت کی نیند سے
نعرہ لگا کے اس نے 'اِلیہِ المصیر' کا

اُف بے نیازیِ شہِ کونینؑ اے نظرؔ
طاعم ہے بس کہ لقمۂ نانِ شعیر کا

بھٹک رہا تھا زمانہ درِ خدا نہ ملا

بھٹک رہا تھا زمانہ درِ خدا نہ ملا
شہِ مدینہ کا جب تک نہ آستانہ ملا

خرد کو علم سے نکتہ یہ عارفانہ ملا
اُسے خدا نہ ملا جس کو مصطفیٰؐ نہ ملا

ہماری زمزمہ سنجی کو اک ترانہ ملا
ہماری روح کی تسکیں کو پنجگانہ ملا

فلاحِ زیست کو اک دین عادلانہ ملا
رسولِ پاکؐ کے صدقہ میں ہم کو کیا نہ ملا

مرے نبیؐ کے برابر نبی نہیں کوئی
مجھے وہ ختمِ رسل یکتا و یگانہ ملا

انھیں کے ہاتھوں ملا ہے صحیفۂ قرآں
نہ ختم ہو جو کبھی ہم کو وہ خزانہ ملا

ملا ہے خاک میں شاہوں کا سب غرورِ شہی
ترے گداؤں کو وہ تاجِ خسروانہ ملا

وہ ارجمند ہے وہ خوش نصیب ہے لاریب
نبیؐ کے شہر کا جس جس کو آب و دانہ ملا

بروزِ حشر ہم عاصی بھلا کہاں جاتے
انھیں کے دامنِ رحمت میں بس ٹھکانہ ملا

نگاہِ لطفِ خدا ، کیفِ جاں ، سُرورِ دل
نظرؔ کو اُن کی ثنا کا یہ محنتانہ ملا

تصور منتہی ہو جائے جس پر رنگ و نکہت کا

تصور منتہی ہو جائے جس پر رنگ و نکہت کا
وہ دلکش پھول ہے تو ہی گلستانِ نبوت کا

نمونہ حُسنِ سیرت کا ، مُرقّع حُسنِ صورت کا
وجودِ پاک ہے شہکارِ نادر دستِ قدرت کا

وہ چشمہ نورِ عرفاں کا خزینہ علم و حکمت کا
کھلا مخزن پئے دنیا گہر ہائے حقیقت کا

دیا تاجِ شرف انساں کو بخشا تخت عزت کا
زمانہ سے مٹایا اس نے فتنہ بربریت کا

پڑھایا نوعِ انساں کو سبق عشق و محبت کا
ستارہ اس سے روشن ہے عروجِ آدمیت کا

مٹایا ظلم انسانوں پہ انساں کی حکومت کا
کیا واضح تصور اک خدا کی حاکمیت کا

وہ مسکینی کے عالم میں بھی عالم اس کی صولت کا
لرز اٹھا دلِ سطوت جھکا سر کبر و نخوت کا

ہوئی نازل کتاب اللہ اس کی ذاتِ اقدس پر
مکمل پیش کرتی ہے جو نقشہ دینِ فطرت کا

بھریں گے اپنا دامن حشر تک اہلِ طلب اس سے
لٹایا وہ گراں گنجینہ اس نے علم و حکمت کا

اسی سے مقتبس ہے محفلِ مہر و مہ و انجم
اسی کے نور ہی سے تو ہے سینہ چاک ظلمت کا

خطابِ رحمۃ للعٰلمیں بخشا گیا اس کو
بنایا رب نے مظہر اس کو اپنی شانِ رحمت کا

بقدرِ ظرفِ مستی جو بھی جتنا پی سکے پی لے
برابر چل رہا ہے دور اس کے جامِ وحدت کا

ہزاروں امتیں گزریں ملا ایسا شرف کس کو
لقب امت کو اس کی ہی ملا ہے خیرِ امت کا

جلالِ حق سرِ محشر وہ ہیبت خیزیِ منظر
پھرے گا ڈھونڈتا ہر اک ترا دامن شفاعت کا

نظرؔ پر بھی عنایت کی نظر کیجے شہِ والا
اسے بھی شوق بے حد ہے مدینہ کی زیارت کا

ثنا گوئے پیمبر ہوں ثنا لکھتا ہوں میں اکثر

ثنا گوئے پیمبر ہوں ثنا لکھتا ہوں میں اکثر
نبیؐ کی نعت ہی میرے تصور کا ہے اب محور

گروہِ انبیاء میں ہے بلا شک افضل و برتر
اسی کے حق میں ہے رب کی عطائے خاص "الکوثر"

ہے اتنا خوبیوں والا نبیِؐ محتشم اپنا
کہ خود توصیف میں رطب اللساں ہے خالق اکبر

وہ رحمت بن کے آئے اہلِ عالم کے لیے واللہ
وہی ذاتِ مقدس روزِ محشر شافعِ محشر

فصاحت اس پہ ہو نازاں بلاغت اس کی گرویدہ
اتر جاتی ہے ہر اک بات اس کی قلب کے اندر

حقائق کا سمندر موجزن ہے چند لفظوں میں
جنہیں ذوقِ ادب ہے دیکھ سکتے ہیں وہ یہ منظر

شریعت اس کی کامل دیں مکمل گفتگو برحق
دکھادی صورتِ منزل بتادی راہِ خیر و شر

نظیر اس کی نہیں ملتی ہے تاریخِ رسالت میں
وہ اک شب جس میں بلوائے گئے تھے عرشِ اعظم پر

سلامی کے لیے جاتی ہے دنیا ان کی بستی میں
ہجومِ عاشقاں رہتا ہے حاضر ان کی چوکھٹ پر

بڑی مدت سے دل میں آرزو تھی دیدِ طیبہ کی
خوشا قسمت کہ دیکھ آیا ہے روضہ ان کا یہ احقر

ہے ذکر اس کا نظر روئے زمیں سے آسمانوں تک
فرشتے انس و جن سب روز و شب بھیجیں درود اس پر

نعتِ پیغمبرؐ لکھوں طاقت کہاں رکھتا ہوں میں

نعتِ پیغمبرؐ لکھوں طاقت کہاں رکھتا ہوں میں
ذکرِ پیغمبر سے خود کو شادماں رکھتا ہوں میں

نامِ پاکِ مصطفیٰؐ وردِ زباں رکھتا ہوں میں
ہر نفس یوں مشکبو عنبر فشاں رکھتا ہوں میں

دل میں یادِ نازشِ پیغمبراں رکھتا ہوں میں
شمع روشن دل میں اک شایانِ شاں رکھتا ہوں میں

گرمیٔ محشر سے سامانِ اماں رکھتا ہوں میں
سایۂ دامانِ شاہِ دو جہاں رکھتا ہوں میں

دربدر کی ناصیہ فرسائی کیوں کیجے کہ جب
اس شہِ کون و مکاں کا آستاں رکھتا ہوں میں

گلشنِ اغیار سے میں کیوں کروں گل چینیاں
فوق تر اپنا الگ جب گلستاں رکھتا ہوں میں

کیا ضرورت ہے مجھے پڑھنے کی انجیل و زبور
جب کہ ان کا مصحفِ معجز بیاں رکھتا ہوں میں

شہرِ طیبہ ہے جہاں آرام گاہِ مصطفیٰؐ
اس کو دیکھوں آرزو دل میں نہاں رکھتا ہوں میں

تو نظر آئے حسیں تر در گروہِ انبیاء
جب تری تصویر سب کے درمیاں رکھتا ہوں میں

شکر صد شکر کہ فیضانِ خدا ہوتا ہے

شکر صد شکر کہ فیضانِ خدا ہوتا ہے
دل سے جب غوطہ زنِ بحرِ ثنا ہوتا ہے

کوئی شاعر ہو کہ نثّار ہر اک ہے عاجز
آپؐ کا حقِّ ثنا کس سے ادا ہوتا ہے

سایہ گستر ہو وہاں رحمتِ یزداں لاریب
جس جگہ ذکرِ شہِ ہر دوسرا ہوتا ہے

ذکر اس ذات کا کب روئے زمیں تک محدود
ذکرِ پاک آپؐ کا برعرشِ عُلا ہوتا ہے

آپؐ ہیں فخرِ بنی آدم و سرتاجِ رُسُل
بس کہ رب آپؐ سے رُتبہ میں سوا ہوتا ہے

قابلِ دید ہے یہ اوجِ مقدّر اس کا
ایک شب عرش پہ وہ جلوہ نما ہوتا ہے

فکرِ اُمّت میں وہ بے چین ہمہ شب رہنا
شب کو اُٹھ اُٹھ کے وہ مصروفِ دعا ہوتا ہے

ان کی تعلیم سے ہی آئی یہ انساں کو تمیز
کیا بھلا کام ہے، کیا کام بُرا ہوتا ہے

داخلِ خلدِ بریں جو کوئی ہونا چاہے
رہنما آپؐ کا نقشِ کفِ پا ہوتا ہے

معصیت کاروں کی بخشش کے لیے روزِ جزا
ملتجی رب سے وہی شاہِ ہدیٰ ہوتا ہے

جب سے دیکھی ہے نظر جلوہ گہِ شاہِ اُممؐ
بیشتر دل یہ مدینے میں پڑا ہوتا ہے

ثنا اس کی سخن دانوں نے حسبِ استطاعت کی

ثنا اس کی سخن دانوں نے حسبِ استطاعت کی
مکمل کب ہوئی یعنی ثنا فخرِ رسالتؐ کی

صفات و ذات میں یکتا ہے مخلوقِ خدا میں وہ
کروں کیا بات اس کے حسنِ صورت حسنِ سیرت کی

زباں اس کی مرصع، دل نشیں، شیریں، رواں، شستہ
سخن میں جھلکیاں ہیں ستہ بہ تہ نورِ حقیقت کی

وہ منبع ہے شرافت، بردباری، انکساری کا
وہ پیکر ہے قناعت کا وہ تصویر استقامت کی

سحابِ علم و حکمت تھا گہر افشاں رہا برسوں
بجھائی پیاس جس کو جس قدر تھی علم و حکمت کی

مصافِ حق و باطل میں سرِ لشکر ہمیشہ تھا
مثالیں اس نے قائم کی ہیں جرأت کی شجاعت کی

امام الانبیا ہے وہ زہے عزّ و شرف اس کا
شبِ معراج اقصیٰ میں رسولوں کی امامت کی

فرازِ طور کیا ہے وہ فرازِ عرش پر پہنچے
خبر ہم کو ملی ان سے مقامِ آدمیت کی

خدا کا دین قائم کر کے دکھلایا مدینے میں
خدا کی راہ میں مکہ سے اس نے یونہی ہجرت کی

کیا سب کام پورا آپؐ نے تیئیس برسوں میں
سدھاری قوم ساری اور تکمیلِ شریعت کی

ہم اس کے کیوں نہ گرویدہ ہوں ہے وہ محسنِ اعظم
بچایا نارِ دوزخ سے دکھائی راہ جنّت کی

نظر آ بابِ مسائل کھول لیتے ہیں انھیں سے ہم
کلیدیں جو ملیں اس سے ہمیں قرآن و سنّت کی

تیری ثنا میں جس قدر دنیا شکر زباں ہوئی

تیری ثنا میں جس قدر دنیا شکر زباں ہوئی
حق میں کسی نبی کے وہ رطب اللّساں کہاں ہوئی

تیرے قدومِ میمنت کی ہیں شہا یہ برکتیں
وادیِ ریگ زار وہ وادیِ گل فشاں ہوئی

تیری اذانِ پُر اثر وحدہٗ لا شریکَ لہٗ
پہنچی ہے چار دانگ میں مسموعِ کُل جہاں ہوئی

تجھ سے فروغ پا گیا دینِ خدائے ذوالجلال
مکر و فسادِ دشمناں کوششِ رائگاں ہوئی

ذکرِ جمیل بالیقیں موجبِ رحمتِ خدا
یادِ رسول باعثِ راحتِ قلب و جاں ہوئی

اسراکی شب وہ گھڑی اپنی مثال آپ ہے
ذاتِ رسولِ پاک جب رونقِ لامکاں ہوئی

دنیا میں کامیاب وہ عقبیٰ میں خوش مآب وہ
سنّت و اَلکتاب کی جو قوم قدرداں ہوئی

نسبتِ آنحضورؐ نے کتنا بلند کر دیا
خاکِ مدینۃ النّبیؐ رشکِ آسماں ہوئی

اسوۂ شاہِ انس و جاں سب کو نمونۂ عمل
اِک اِک اَدا کی پیروی مسلکِ عاشقاں ہوئی

سنّتِ شاہِ مرسلاں سے نہ ہو گر مطابقت
محنتِ ہر عمل نظر محنتِ رائگاں ہوئی

لکھنے کو لکھیں اہلِ سخن نعتِ پیمبر

لکھنے کو لکھیں اہلِ سخن نعتِ پیمبر
شایانِ نبیؐ لکھ نہ سکے کوئی سخن ور

جو فخرِ رُسل ہے ہمیں بخشا وہ پیمبر
ہم شکر ادا کرتے ہیں بر حسنِ مقدر

ہے صورتِ انورمہِ کامل سے حسیں تر
نازاں ہو فرشتے بھی وہ ہے سیرتِ اطہر

شاہی میں بھی مسکیں کی طرح اس نے بسر کی
وہ تارکِ لذّات و تکلف ہے سراسر

جس بزم میں ہو تذکرۂ آں شہِ خوباں
آجائیں فرشتوں کے پرے اُڑ کے وہیں پر

اس شان سے کی مشعلِ توحید فروزاں
گل کرنے میں ناکام رہی موجۂ صرصر

سر آنکھوں پہ امت کے ہو ہر بات نبیؐ کی
اللہ رے یہ عزّت و اکرامِ پیمبرؐ

حالات تقاضہ جو کریں نام پہ اس کے
کر دیتے ہیں عُشّاقِ نبیؐ جاں بھی نچھاور

دامن سے لپٹ جاؤں گا چھوڑوں گا نہ دامن
اے کاش نظر آئیں وہ مجھ کو سرِ محشر

دستِ طرفہ کارِ فطرت نے سمو دی طرفگی

دستِ طرفہ کارِ فطرت نے سمو دی طرفگی
از ہمہ پہلو ہے دلکش ذاتِ پاکِ آں نبیؐ

اب نہیں کوئی نبی بعد از رسولِ ہاشمیؐ
تا قیامت اب تو لازم ہے اسی کی پیروی

منبعِ نورِ بصیرت چشمۂ ہر آگہی
آپؐ پر نازل ہوئی ہے جو کتابِ آخری

تذکرہ اس کا نہیں محدود روئے ارض تک
آسمانوں پر فرشتوں میں بھی ہے ذکرِ نبیؐ

پیکرِ رعنا پہ اس کے حسنِ دو عالم نثار
اس کے اوصافِ حمیدہ پر ہے دنیا حیرتی

وحیِ ربانی پہ مبنی اس کا ہر حرفِ سخن
دل کے اندر گھر کرے جو بات بھی اس نے کہی

زندگی کی راہ چلنا اب نہیں دشوار کچھ
ہر جگہ اس کی بدولت روشنی ہی روشنی

کیوں نہ بھیجیں روز و شب اپنے نبیؐ پر ہم درود
اپنی دنیا بھی وہی ہے اپنا عقبیٰ بھی وہی

آدمی کی عاقبت لاریب بن جائے نظرؔ
پیروی ختم الرسل کی کر کے دیکھے تو سہی

ہیچ ہے عقلِ بشر فکرِ بشر ہے نارسا

ہیچ ہے عقلِ بشر فکرِ بشر ہے نارسا
حقِّ توصیفِ نبیؐ ایسے میں ہو کیسے ادا

پاک طینت، نرم خو، من موہنی ہر اک ادا
کم سخن، بالغ نظر، شیریں مقال و باحیا

صورتِ زیبا پہ اس کی حسنِ یوسف بھی نثار
سیرتِ اطہر کی خود تحسین فرمائے خدا

کوہِ فاراں پہ ہوا جو اوّلاً جلوہ فگن
چار سو پھیلی ہے اب اس ماہِ طیبہ کی ضیا

ہر طرف اقصائے عالم میں اسی کی ہے پکار
نامِ نامی کی فضا میں گونج ہے صبح و مسا

ہے انھیں کا ذکر ہر پھر کر یہ قرآن میں
یعنی قرآں ہے سراسر ذکرِ خیرِ مصطفیٰؐ

وہ مرادِ عاشقاں ہے وہ پناہِ عاصیاں
ذاتِ آں ختم الرسل لاریب سب کا منتہیٰ

وحیِ رب ماخذ ہو جس کے ہر سخن کا اے نظرؔ
حرفِ آخر کیوں نہ ہو پھر اس کا فرمایا ہوا

جامعِ اوصاف ہے جو حسن کی تصویر ہے

جامعِ اوصاف ہے جو حسن کی تصویر ہے
وہ نبیؐ مجھ کو ملا ہے یہ مری تقدیر ہے

کیا ہے زورِ حیدریؓ کیا قوتِ شبیرؓ ہے
زورِ بازوئے محمدؐ ہی کی اک تعبیر ہے

تزکیہ اخلاق کا، افکار کی تطہیر ہے
ہر طرح تذکیر ہے، تنذیر ہے، تبشیر ہے

کس طرح سنورے بشر غوطہ زنِ تدبیر ہے
وہ کہ ہے معمارِ انساں فکرِ ہر تعمیر ہے

وہ رفیع الذکر ہے از فضلِ ربِّ ذوالجلال
فرش سے تا عرش اس کے نام کی تکبیر ہے

صورتِ انور خوشا دیباچۂ اُمّ الکتاب
سیرتِ اطہر کتاب اللہ کی تفسیر ہے

ذی وجاہت، ذی حشم، ذی جاہ و عالی مرتبت
وہ امام الانبیا ہے، صاحبِ توقیر ہے

وہ ہے محبوبِ خدا بھی وہ شہِ لولاک بھی
کائنات اس کی ہے سب اس کے لیے تسخیر ہے

معتکف ہو کر بہ قرآں چنتے رہیے دُرِ ناب
بخششِ شاہِ ہدیٰؐ ہے مفت کی جاگیر ہے

ہو کون عہدہ برآمد حتِ پیمبر سے

ہو کون عہدہ برآمد حتِ پیمبر سے
کہ پار اتر نہ سکا کوئی اس سمندر سے

نہ آفتاب سے روشن نہ ماہ و اختر سے
ہے کُل زمانہ منوّر حضورؐ انور سے

نکل رہا ہے پسینہ جو جسمِ اطہر سے
بڑھا ہوا ہے وہ خوشبو میں مشک و عنبر سے

نگاہ کر نہ سکیں عاشقانِ تیز نگاہ
جلال و رعب وہ ٹپکے رُخِ پیمبرؐ سے

دلِ سیاہ بھی ناممکن العلاج نہیں
جو کسبِ نور کرے سیرتِ مطہرؐ سے

قدم جمے ہی رہے آنحضورؐ کے پھر بھی
اُحد میں موجۂ خوں بھی گزر گئی سر سے

سکوں نصیب ہے از یادِ شافعِ محشر
لرز رہا تھا ابھی دل حسابِ محشر سے

وہ یارِ غار کا انفاق فی سبیل اللہ
اٹھا کے لائے وہ سارا اثاثہ ہی گھر سے

بفکرِ اُمّتِ عاصی وہ شب میں ہے بیدار
حضورِ رب میں دعائیں وہ اُٹھ کے بستر سے

مقربین ملائک درود پڑھتے ہیں
ملا ہے حکم یہی ان کو ربِّ اکبر سے

غمِ فراقِ دیارِ حبیب یا اللہ
اُٹھیں جو غم کے یہ بادل نہ جائیں بن برسے

وہ بارگاہ نظر ہم بھی دیکھ آئے ہیں
عجب نہیں ہے کہ پھر دیکھ لیں مقدر سے

کر سکے توصیفِ آقا کس میں یہ تاب و تواں

کر سکے توصیفِ آقا کس میں یہ تاب و تواں
ہے یہ سب کارِ ثنا خوانی پئے تسکینِ جاں

میں رہوں تا عمر تیرے ہی لیے رطب اللساں
زمزمہ سنجی کروں جب تک کہ ہے منہ میں زباں

برگزیدہ ، مجتبیٰ ، اے تاجدارِ انس و جاں
لختِ قلبِ آمنہ اے حاصلِ کون و مکاں

مرکزِ پرکارِ ہستی باعثِ کون و مکاں
اے محمدؐ ، اے شہِ لولاک ، اے روحِ رواں

آپؐ کے قدموں کے نیچے ہے فرازِ آسماں
رُتبۂ خیر البشر ! انگشتِ حیرت در دہاں

تو نے بندوں کو ملایا از خدائے دو جہاں
کیا خبر کیا ہوتا گر ، اک تو نہ ہوتا درمیاں

موجۂ بادِ صبا کی یہ تمام اٹکھیلیاں
طائرانِ خوش نوا کی جملہ نغمہ سنجیاں

نرگسِ شہلا کی چشمک بوئے گل کی مستیاں
ہیں تجھی سے باغِ عالم کی یہ سب رنگینیاں

ذکرِ پاکِ مصطفیٰؐ صلِ علیٰ ہو جس جگہ
گوش بر آواز ہو کر گرد ہوں کرّو بیاں

پیکرِ رحمت بنایا تجھ کو بندوں کے لیے
رب ہوا جب اپنے بندوں پر نہایت مہرباں

شاہدِ عرشِ معلّٰی ہے شبِ معراج تو
اس سفر کی اک نشانی ہے یہ گردِ کہکشاں

سایۂ دامانِ رحمت کا سکوں مجھ کو ملے
گرمیٔ روزِ جزا اُف اَلحفیظ و اَلاَماں

جامِ کوثر تو پلائے میں کہوں اک جام اور
ساقیا میں بھی تو ہوں من جملۂ تشنہ لباں

صدقے شانِ کرم روضہ پہ بلوایا مجھے
ورنہ حیثیت ہے کیا میری، کہاں میں وہ کہاں

قبلۂ اہلِ جہاں ہے ہاں وہی صحرا نشیں
ریگ زاروں کو بنایا جس نے رشکِ گلستاں

اے امیرِ کارواں ڈالیں نگاہِ التفات
بے جگہ ٹھہرا ہوا ہے کارواں کا کارواں

جامِ وحدت کا پیے بیٹھا ہے کب سے یہ نظرؔ
ڈال ساقی اک نگہ دو چند کر سر مستیاں

ذکرِ رسولِ پاکؐ میں عمرِ عزیز صرف کر

ذکرِ رسولِ پاکؐ میں عمرِ عزیز صرف کر
خونِ جگر نچوڑ کر نعتِ شہی میں رنگ بھر

چہرہ حسیں ہے اس قدر دیکھ سکے نہ آنکھ بھر
مصحفِ حق کا نور ہے سیرتِ پاک سر بسر

ماخذِ ہر سخن کہ ہے وحیِ خدائے باخبر
حرفِ سخن الف سے ی تک ہے حسین و معتبر

ان کے کلامِ پاک کو ہم نے پڑھا ہے حرف حرف
بین السطور ہر جگہ جاذبِ دل ہیں نُہ گہر

دن میں نبرد آزما دینِ خدا کی راہ میں
راتوں کو بندۂ شکور سر بہ سجود تا سحر

شہرِ علوم و آگہی، بحرِ حِکم میرا نبیؐ
سب ہی سخن ہیں دل نشیں شیریں دہن ہے اس قدر

طائفِ بد نہاد کے خیرہ سروں کی مستیاں
سر تا بہ پا وہ سیم تن اپنے لہو میں تر بہ تر

دامنِ آنحضورؐ میں جائے اماں ملی انھیں
یومِ حساب سے کہ جو ترساں تھے حسبِ لاوَزَر

سرورِ دو جہاں کا خود اپنا شرف ہو کیا بیاں
اس کی گلی کے بے نوا جب کہ جہاں کے تاجور

مہرباں بندوں پہ اپنے ربِّ ذوالاکرام ہے

مہرباں بندوں پہ اپنے ربِّ ذوالاکرام ہے
بعثتِ شاہِ عرب اس کا بڑا انعام ہے

رحمتِ عالم ہے وہ اس کی عنایت عام ہے
جو بھی دامن تھام لے اس کا وہ خوش انجام ہے

عرشِ اعظم جو مقامِ خالقِ علّام ہے
ایک شب پہنچا وہاں بھی ہادیِ اسلام ہے

روز و شب دل ہے پریشاں کب اسے آرام ہے
فکرِ امّت ہے اسے فکرِ اولوالارحام ہے

مصطفیٰؐ صلِ علیٰ ہیں آخری پیغام بر
جو کتاب اتری خدا کا آخری پیغام ہے

مژدہ باد اے بادہ نوشانِ حقیقت مژدہ باد
بادۂ کوثر بھی مِلکِ ساقیِ گلفام ہے

ہے گروہِ عاصیاں، محشر ہے اور ربِّ انام
مغفرت کے واسطے اُٹھنا اسی کا کام ہے

دیں کی نسبت ہم تو بس یہ جانتے ہیں اے نظرؔ
جو کہا جو کر کے دکھلایا وہی اسلام ہے

نے بر سرِ افلاک نہ بر روئے زمیں ہے

نے بر سرِ افلاک نہ بر روئے زمیں ہے
مثلِ شہِ لولاکؐ کسی جا بھی نہیں ہے

یوں تو رُخِ مہتاب بھی حد درجہ حسیں ہے
اس رخ سے تقابل ہو تو پھر کچھ بھی نہیں ہے

وہ تاجِ نبوّت کا درخشندہ نگیں ہے
وہ جان ہے ایمان کی وہ روحِ یقیں ہے

انساں کے تخیل سے پرے عرشِ بریں ہے
لیکن شبِ اسرا میں وہ بالذّات وہیں ہے

بستر ہے زمیں پر تو غذا نانِ جویں ہے
ہو کر شہِ کونین بھی وہ خاک نشیں ہے

جو تابعِ فرمانِ شہِ دینِ مبیں ہے
اللہ کی رحمت سے وہ حد درجہ قریں ہے

جو آپؐ کو سمجھے کہ نہیں ختمِ رُسل آپؐ
ظالم ہے، وہ کافر ہے، وہ مردود و لعیں ہے

اس خُلق کی تعریف در امکانِ بشر کب
جس خُلق کی تحسین بہ قرآنِ مبیں ہے

معیارِ صداقت ہے وہ معیارِ امانت
دُشمن کی نگاہوں میں بھی صادق ہے امیں ہے

اللہ کے نزدیک وہی سب ہیں سر افراز
جس جس کی جھکی در پہ ترے لوحِ جبیں ہے

اطرافِ زمانہ سے چلی دیکھنے دنیا
کس درجہ کشش رکھتی یہ طیبہ کی زمیں ہے

سب دین مٹے دہر سے تا حشر نظر آب
تابندہ و محفوظ فقط آپؐ کا دیں ہے

مری زباں پر ہے فضلِ رب سے ثنائے پاکِ حضورِ انورؐ

مری زباں پر ہے فضلِ رب سے ثنائے پاکِ حضورِ انورؐ
تمام دنیا کی رہبری کا سجا کے آئے جو تاج سر پر

نہ لکھ سکا کوئی تاب ایں دم نہ لکھ سکے گا کوئی سخن ور
محاسن اس کے بیاں ہوں کیونکر ہیں جب کہ حدِ بیاں سے باہر

سریر و تاجِ نبوت اس کا خوشا کہ ہے تا قیامِ محشر
اذاں اسی کی ہے چار سو اب اسی کی مسجد اسی کا منبر

وہ مستِ خوشبوئے زلف شبگوں کہ ہیچ بوئے گلاب و عنبر
وہ روئے تاباں جمال پرور کہ پانی پانی مہِ منوّر

ضمیر روشن ہے خُلق اطہر، نگاہ پاکیزہ، دل مطہّر
دھنی ہے قسمت کی خیرِ اُمّت ملا جو ایسا اسے پیمبر

یتیم ہے وہ یتیم پرور، غریب ہے وہ غریب پرور
تمام شاہ و گدا کا ملجا پڑے ہیں سارے اسی کے در پر

ہے فقر جس کا لباسِ شاہی ہے جس کے تن پر بس ایک چادر
ہیں اس کے قدموں میں تاجِ زرّیں ہے گنجِ قاروں پہ اس کی ٹھوکر

گزر بسر ہے کھجور و جو پر لباس سادہ مجسم اطہر
ہے اک چٹائی پہ خوابِ راحت بغیر تکیہ بغیر بستر

وہ جس کے گھر میں نہ تھا اثاثہ وہ جس کو رہتا تھا فاقہ اکثر
رواں زمانہ میں اس کا سکّہ اسی کا جاری ہے آج لنگر

دلاوروں میں بڑا دلاور سپہ گروں میں بڑا سپہ گر
قدم جمائے جہاد میں جب تو پیٹھ پھیرے عدو کا لشکر

اسی نے دی ہے خبر یہ ہم کو حقیقت اس نے یہ کی احاگر
متاعِ دنیا قلیل و کہتر متاعِ عقبیٰ کثیر و بہتر

یہ بارگاہِ جلیل و سطوت جلیں جہاں جبرئیل کے پر
ہے مصطفیٰؐ کی وہاں رسائی ہے لامکاں میں وہ جلوہ گستر

سب اس کے ساتھی وفا کے پیکر نشانِ سجدہ ہر اک جبیں پر
گروہِ عشّاق میں سبھی ہیں کوئی جواں ہے کوئی معمر

وہی ہے آقائے دو جہاں اب وہی ہے ہادی وہی ہے رہبر
وہی جو بے بس تھا بے اماں تھا وہ جس نے طائف میں کھائے پتھر

نظر جب اپنی سے ڈھونڈھ لے گی حبیبِ داور کو روزِ محشر
پکڑ کے دامن یہی کہوں گا کرم ہو بندے پہ بندہ پرور

ہے علم و عرفاں کا ایک معدن ہے حکمتوں کا وہ اک سمندر
زمانہ بالغ نظر ہوا ہے تری کتابِ ہدیٰ کو پڑھ کر

ہے دل پریشاں بہ فکرِ امّت اُچاٹ نیندیں کہاں کی راحت
برائے بخشش حضورِ رب میں دعائیں لمبی سب قلبِ مضطر

یہ اس کی معجز نمائیاں اُف یہ اس کی خاطر گواہیاں اُف
قمر ہوا شق سبہ چرخِ چنبر تو اس کی مٹھی میں بولے کنکر

ہزار احساں ہیں جس خدا کے اسی سے عرضِ نظرؔ ہے ہمدم
کہ اب دکھائے دیارِ طیبہ کہ اب سنوارے مرا مقدر

مرے رب نے مجھے بخشا سلیقہ نعت گوئی کا

مرے رب نے مجھے بخشا سلیقہ نعت گوئی کا
نہیں ہے ورنہ کچھ آساں ثنائے مصطفیٰؐ لکھنا

وہ جب خورشیدِ عالم تاب نکلا نور برساتا
لپیٹا بوریہ بستر ضلالت نے، بشر جاگا

نرالی شان ہے اس کی نہیں اس سا کوئی پیدا
وہ محبوبِ خدا شمعِ ہدیٰ وہ صاحبِ اسرا

ہے سیرت اس کی پاکیزہ نہایت ارفع و اعلیٰ
کہا ہے عینِ قرآں عائشہؓ نے جس کو سرتاپا

تصوّر اس نے بخشا ربِّ واحد کی عبادت کا
مٹائی بت پرستی، پرچمِ توحید لہرایا

اسی کی سعیِ پیہم سے نظامِ حق ہوا برپا
عوام آکر ہوئے داخل بہ دینِ اللہِ اَفواجا

بنی آدم کو اس نے وسعتِ فکر و نظر بخشی
دلوں کو نغمۂ وحدت سے اس نے خوب گرمایا

قدومِ میمنت سے مزرعِ ایماں کی زرخیزی
چمن دیں کا عرق ریزی سے اس کی ہی پھلا پھولا

فسادِ قلب کا تریاق تعلیماتِ پاکیزہ
علاجِ دردِ انساں ہے ترا دینِ مبیں حقّا

تمام اطرافِ عالم میں اسی کا آج شہرہ ہے
تمام اطراف بجتا ہے اسی کے نام کا ڈنکا

قلوبِ زنگ خوردہ کو مجلّا کر دیا اس نے
زِ انوارِ حقیقت کر دیا ہے مثلِ آئینہ

جِلا ملتی ہے ایماں کو مرے، اے قبلۂ ایماں
تری باتوں پہ جب کہتا ہوں آمنّا و صدّقنا

وہ گھل مِل کر ہی بیٹھا جب بھی بیٹھا ہم نشینوں میں
اُٹھا دی اس نے محفل سے تمیزِ بندہ و آقا

شفیعِ عاصیاں تو ہے نظر ہے بندۂ عاصی
شفاعت کی اسے تجھ سے بندھی امید ہے کیا کیا

دل بستگی نہ ہو تری مدحت لکھے بغیر

دل بستگی نہ ہو تری مدحت لکھے بغیر
لکھوں تو پھر رہے نہ دل اپنا کھلے بغیر

مؤمن نہ ہو تری مئے وحدت پیے بغیر
کامل نہ ہو کوئی تری چاہت کیے بغیر

ہلکا نہ دل ہو آپؐ سے دل کی کہے بغیر
بنتی نہیں ہے بات مدینہ گئے بغیر

حسن و جمالِ روئے مبارک جو دیکھ لیں
حور و ملک رہیں نہ تصدّق ہوئے بغیر

خلق عظیم آپ کا اس درجہ بے مثال
ماں عائشہؓ نہ کہہ سکیں قرآں کہے بغیر

وہ ہادی و معلّم و مستجمعِ علوم
دنیا کی درسگاہوں میں لکھّے پڑھے بغیر

یہ بھی عظیم پہلوئے خلقِ عظیم ہے
احساں کیے ہزار اک احساں دھرے بغیر

اللہ رے پاسِ عظمتِ آں ربِّ ذوالجلال
کُل زندگی گزار دی کُھل کر ہنسے بغیر

جاتی وہیں سے ہو کے ہے خُلدِ بریں کی راہ
پہنچے نہ کوئی بھی درِ دولت ملے بغیر

طائف کے ظالموں کا پڑھوں جب بھی ظلم و جور
رہتے نہیں ہیں آنکھ سے آنسو گرے بغیر

مرغوب اسے یہ رنگ ہے چارہ نہیں کوئی
دینِ متیں کے رنگ میں خود کو رنگے بغیر

ذرّے جو پائے ناز سے ان کے لپٹ رہے
کب رہ سکے وہ نازشِ دوراں بنے بغیر

اس بارگاہِ قدس میں جاتے ہیں خوش نصیب
آتے نہیں ہیں لوٹ کے جھولی بھرے بغیر

اس چمن کی مصطفیٰؐ کے دم سے سب تزئین ہے

اس چمن کی مصطفیٰؐ کے دم سے سب تزئین ہے
نسترن ہے، گل ہے، نرگس ہے گلِ نسرین ہے

صورۃً پُر تمکنت ہے سیرۃً مسکین ہے
کس قدر وہ شاہِ بطحا لائقِ تحسین ہے

اے دلِ عصیاں زدہ کیوں اس قدر غمگین ہے
شافعِ روزِ جزا وہ جب کہ یوم الدّین ہے

ذکرِ پاکِ مصطفیٰؐ سے روح میں بالیدگی
یاد سے سرکار کی دل کو بہت تسکین ہے

ذاتِ پاکیزہ کو بخشے رب نے پاکیزہ خطاب
دیکھیے قرآں کہیں طٰہٰ کہیں یٰسین ہے

شاہِ بطحا کے غلاموں کو نویدِ جاں فزا
نامۂ اعمال ان کا درجِ علّیّین ہے

ٹھوس بھی ہے، معتدل بھی، مصلحت آمیز بھی
عین فطرت کے مطابق آپؐ کا آئین ہے

سرورِ عالم ہے ہادی اہلِ عالم کے لیے
اس کی حدِ مملکت میں چین ہے ماچین ہے

آخرت بہتر کرے اور زندگی آرام دہ
کام آئے دوجہاں میں جو وہ اس کا دین ہے

بسترِ راحت ہے اس کا اک چٹائی دیکھنا
مخملیں توشک نہ کوئی فرش پرِ قالین ہے

نقشِ پائے مصطفیٰؐ کی پیروی کر اے نظرؔ
عیشِ دنیائے دنی لاریب حتّیٰ حسین ہے

نہ ہے اِدّعائے سخن وری نہ ہے مجھ کو نام کی آرزو

نہ ہے اِدّعائے سخن وری نہ ہے مجھ کو نام کی آرزو
میں ثنائے ختم رسل لکھوں کہ ہے ذکر جس کا چہار سو

یہ خدا کی دین ہے جس کو دے وہ عطا ہوئی اسے شکل وخو
نہ مثال اس کی کہیں ملے نہ مثیل اس کا ہے ہو بہ ہو

میں یہ کہہ رہا ہوں بہ قبلہ رُو نہیں اس میں شائبۂ غُلو
ہے ہزار وجہِ سکونِ دل ترا ایک نغمۂ وحدہٗ

جو تری جناب سے پھر گیا وہ خود اپنے حق میں ہے فتنہ جُو
جو تری نگاہ میں چڑھ گیا وہ نگاہِ رب میں بھی سرخرو

وہ حبیبِ ربِّ کریم ہے وہ خدا کے بعد عظیم ہے
وہی نورِ دیدۂ آمنہ کہ ہے عبدہٗ و رسولہٗ

وہ نبیؐ ہے رحمتِ عالمیں وہ ہے شمع محفلِ مرسلیں
ہے پکار اس کی چہار سو ہے اسی کی روشنی کو بہ کو

وہ شہِ عرب وہ شہِ عجم جب اسی کے آئے یہاں قدم
تو بہار آئی چمن چمن تو فروغِ سبزہ و رنگ و بو

میں پڑھوں کتاب کی آیتیں میں پڑھوں تمہاری حکایتیں
ہے اسی سے روح میں تازگی ہے اسی سے گرم مرا لہو

نہ فریب خوردۂ مہوشاں نہ شکار کردۂ گل رُخاں
میں اسیر زُلفِ نگار آں میں ہوں محوِ دید خجستہ رُو

ہے یہی وطیرۂ عاشقاں ہے یہی وظیفۂ قدسیاں
اسی نامِ پاک کا ورد ہے اسی خوش جمال کی گفتگو

مجھے قلب و روح کا عارضہ میں مریضِ کہنۂ معصیت
ترے پاس چل کے میں آ بسا تو ہے چارہ ساز میں چارہ جو

ترے آستاں سے کہاں اٹھوں یہیں موت سے میں گلے ملوں
یہی میرے دل کا ہے فیصلہ یہی میرے دل کی ہے آرزو

تری نعتِ پاک ہو اور میں مرے ارد گرد ہو نکہتیں
نہ سخن فضول پسند اب نہ پسند محفلِ ھاؤ ہو

سرِ حشر جامِ نظر کو بھی مرے ساقیا مرے ساقیا
کہ شراب و جامِ شراب کا ہے وہاں پہ مالکِ خاص تو

غم ہائے زمانہ سے ملے جب بھی مجھے چین

غم ہائے زمانہ سے ملے جب بھی مجھے چین
مصروف کروں دل کو بہ نعتِ شہِ کونین

وہ ختمِ رسل نورِ مبیں ہادیِ نجدین
وہ راحتِ جاں، فرحتِ دل، قرۃِ عینین

جو مطلعِ مکہ پہ نمودار ہوا تھا
اس چاند کی ضو پھیل گئی تا سرِ قطبین

اللہ سے اللہ کے بندوں کو ملایا
لاریب وہ ہم سب کے لیے رحمتِ دارین

فکر و غمِ امت کہ ہے لاحق اسے دن رات
آرام گیا دن کا، اُڑا رات کا سکھ چین

یہ صبر کہ بس آنکھ ہے نم مرگِ پسر پر
نالے ہیں، نہ زاری ہے نہ شیون ہے نہ ہے بین

ہر فیصلۂ عدلِ نبیؐ مان لیں دل سے
مومن نہیں گر ہوں نہ رضامند فریقین

ہرگز نہ میں دوں درعوضِ دولتِ قاروں
ہے دولتِ کونین مجھے تسمۂ نعلین

صدیقؓ و عمرؓ مرقدِ انور کے بھی ساتھی
وہ غار کا ساتھی یہ مرادِ شہِ کونینؐ

کندھوں پہ شہِ دیں کو اُٹھائے شبِ ہجرت
وہ غار کا ساتھی کہ جو ہے ثانیِ اثنین

مدّاحِ نبیؐ جان کے پوچھا نہیں کچھ بھی
آنے کو تو آئے مری تربت میں نکیرین

اک جام عطا کیجیے اے ساقیٔ کوثر
میں حق تو نہیں مانگتا ہاں صدقۂ حسنین

آؤ کہ نظرؔ تھام لیں دامانِ شہِ دیں
جھگڑے ہوں فرو ہیں جو مرے آپ کے مابین

وہ ایک پھول کھلا تھا جو ریگ زاروں میں

وہ ایک پھول کھلا تھا جو ریگ زاروں میں
اسی کے حسن سے سب رنگ ہیں بہاروں میں

وہ ایک شمع کہ روشن ہوئی تھی غاروں میں
وہ چاند بن کے ہوئی منعکس ستاروں میں

کہوں ببانگِ دُہل بے جھجک ہزاروں میں
حبیبِ رب ہے محمدؐ خدا کے پیاروں میں

کلام آپ کا جامع ، فصیح و پُر تاثیر
ادب شناس گنیں اس کو شاہ پاروں میں

اس آفتابِ ہدیٰ سے اگر نہ ہوں ضوگیر
نہ چاند میں ہو کوئی روشنی نہ تاروں میں

زہے نصیب کہ وہ سب ہیں زندۂ جاوید
شمار جن کا ہوا اس کے جاں نثاروں میں

جمال و حسن کے پہلو سے ہے وہ گل اندام
دمِ جہاد مگر وہ ہے شہ سواروں میں

مرے نصیب میں لکھا ہے ساغرِ کوثر
بفضلِ رب ہوں میں اس کے ثنا نگاروں میں

نظرؔ جو دل متلاطم ہے اس کی یادوں میں
سرشکِ اشک ہیں کچھ آنکھ کے کناروں میں

لاکھ آفتاب ڈوبے تو نکلا وہ ماہتاب

لاکھ آفتاب ڈوبے تو نکلا وہ ماہتاب
ضو پاشیوں سے جس کی ہے ہر ذرہ بہرہ یاب

خلاّقِ دو جہاں کا ہے وہ حسنِ انتخاب
آئے کہاں سے حسنِ محمدؐ کا پھر جواب

اس رخ پہ ہیں نثار جو صد ماہ و آفتاب
سیرت بعینہٖ ہے وہ تفسیرِ الکتاب

قرآں کہ آنحضورؐ سے ہو جس کا انتساب
'لاریبَ فیہ' ہے صفتِ 'ذٰلکَ الکتاب'

جو ہے خُمِ حجاز میں توحید کی شراب
ساقی کا اذن ہے کہ پئیں رند بے حساب

بحرِ علومِ معرفتِ حق ہے ان کی ذات
تا حشر چنتے رہیے لٹائے وہ دُرِّ ناب

ہر چند بے نیاز ہے ذاتِ خدا مگر
ان کی زباں سے بندوں کو برسوں کیا خطاب

اسرا کی شب گواہ ہے میرا خدا گواہ
جلوہ فگن ہوئے ہیں سرِ عرش بھی جناب

در بارگاہِ ربِّ دو عالم ہوں ملتجی
اک دن کرے مجھے بھی ترے در پہ باریاب

جائے پناہ نظرؔ کی لوائے محمدیؐ
اے روزِ حشر مجھ میں نہیں طاقتِ حساب

اب نوکِ زباں نعتِ رسولِؐ مدنی ہے

اب نوکِ زباں نعتِ رسولِؐ مدنی ہے
قربان لبوں پر مرے شیریں سخنی ہے

دندان مبارک ہے کہ دُرِّ عدَنی ہے
اس زلف کی خوشبو ہے کہ مشکِ ختنی ہے

نوکِ مژۂ چشم وہ برچھی کی انی ہے
ابروئے خمیدہ وہ کماں جیسے تنی ہے

ہے دوش پہ کملی کبھی چادر یمنی ہے
حُسن آفریں ہر حال تری گلبدنی ہے

خالق سے سرِ عرشِ بریں ہم سخنی ہے
کیا اوجِ شرف آپ کا اللہ غنی ہے

اے صلِ علیٰ سیرتِ اطہر ہے کہ قرآں
صورت وہ خوشا نور کے سانچے میں بنی ہے

اقصیٰ میں رسولانِ گرامی کی امامت
سردارِ رُسل آپؐ کو کہتے ہی بنی ہے

ظلمت کدۂ دہر میں پھیلا ہے اُجالا
نقشِ کفِ پا کی ترے جلوہ فگنی ہے

سیرت کا یہ پہلو بھی طرحدار ہے کتنا
دی اس کو معافی کہ جو گردن زدنی ہے

رنگینئ دنیا سے نظرؔ دل نہیں مسحور
غالب اثرِ رنگِ بہارِ مدنی ہے

مدحتِ سرورِ عالمؐ مجھے آساں ہو جائے

مدحتِ سرورِ عالمؐ مجھے آساں ہو جائے
نگہِ لطف تری اے مرے یزداں ہو جائے

دل یہ جب محوِ خیالِ شہِ خوباں ہو جائے
تیز تر روشنیِ مشعلِ ایماں ہو جائے

اس کی سیرت پہ نہ کیوں آدمی حیراں ہو جائے
از ہمہ پہلو جو ہم صورتِ قرآں ہو جائے

پیروِ دینِ مبیں کاش کہ انساں ہو جائے
یہ خزاں دیدہ چمن پھر سے گل افشاں ہو جائے

دن پھریں جام چلے، کیف کا ساماں ہو جائے
نگہِ لطفِ دِگر ساقیِ دوراں ہو جائے

حسنِ صورت میں کشش وہ ہے کہ سبحان اللہ
نقش گر آپ ہی انگشت بدنداں ہو جائے

ہاں رہے گا یونہی وقفِ غم و آلام و فغاں
جب تک انساں نہ غلامِ شہِ شاہاں ہو جائے

تب سمجھنا کہ تجھے لذّتِ ایماں ہے نصیب
جب وہ محبوبِ خدا حاصلِ ایماں ہو جائے

جب گناہوں کی طرف لغزشِ پا ہو مائل
لاج آ آ کہ تری مانعِ عصیاں ہو جائے

مغفرت کا مری امکان کوئی اور نہیں
بس یہی ہے کہ شہا آپؐ کا احساں ہو جائے

آ گیا شہرِ طرب، شہرِ بہاراں نزدیک
عین ممکن ہے کہ اب درد کا درماں ہو جائے

قطرۂ ناچیز میں وہ بحرِ ناپیدا کنار

قطرۂ ناچیز میں وہ بحرِ ناپیدا کنار
کس طرح لکھوں ثنائے خواجۂ عالی وقار

آمنہ بی کا جگر گوشہ، شہِ فرخ تبار
ذی حشم، ذی منزلت، ذی جاہ و گردوں اقتدار

گلشنِ ہستی تھا جانے کب سے محرومِ بہار
ان کے آتے ہی بہاریں آگئیں مستانہ وار

سر گروہِ انبیا ہے وہ عرب کا تاجدار
اب نہیں کوئی نبی بعد اس کے تا روزِ شمار

بر رُخِ شاہِ دو عالم حسنِ دو عالم نثار
خلقِ اطہر مصحفِ قرآں کا ہے آئینہ دار

کامیاب و کامراں وہ بامراد و کامگار
آپؐ کے نقشِ قدم پر جو رہا سجدہ گزار

حلقۂ یاراں میں وہ تصویرِ عجز و انکسار
ہے وہی شیرِ ببر در عرصہ گاہِ کارزار

جاں نثارانِ نبیؐ اللہ اکبر کیا کہیں
اک اشارے پر کریں قربان وہ جانیں ہزار

ہے سرِ فہرست جو ان سب میں مردِ خوش نصیب
ہے وہ ان کا جانشیں صدیقِ اکبرؓ یارِ غار

وحیِ ربانی سے ہے ماخوذ اس کا ہر کلام
ایک اک حرفِ سخن حکمت کا دُرِّ شاہوار

نسلِ آدم سے کیا پیدا محمدؐ مصطفیٰ
دستِ طرفہ کارِ فطرت پر میں ہو جاؤں نثار

حاصلِ عمرِ رواں گر ہو نہ عشقِ مصطفیٰؐ
لا نہیں سکتا ہے نخلِ زندگی یہ برگ و بار

بندۂ محبوبِ ربِّ اللہ اکبر دیکھیے
عرشِ اعظم پر ہوا ہے ایک شب وہ جلوہ بار

مصرعِ ثانی ہے یہ کس مردِ حق آگاہ کا
"باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار"

دیکھ آیا ہوں خوشا میں روضۂ پاکِ رسولؐ
اب تہی دامانِ قسمت میں نہیں میرا شمار

پڑھ درود ان پر نظرؔ جتنا بھی ہو قبلِ غروب
آفتابِ عمر ڈھلکا از خطِ نصف النہار

ہوں میں جب مستغرقِ کارِ ثنائے آنحضورؐ

ہوں میں جب مستغرقِ کارِ ثنائے آنحضورؐ
روشنی ہی روشنی ہے در شعور و لا شعور

مرتکز سارا جمال و حسن در ذاتِ حضورؐ
روئے تاباں پر ہے اس کے نور اک بالائے نور

اس کی نسبت کیا کہیں ہم بندگانِ بے شعور
کیا نہیں وہ اور کیا ہے جانے یہ ربِّ غفور

گرچہ ہیں صد ہا نِعَم جنّت میں مع حور و قصور
لطف کیا لیکن نہ ہو جب تک کہ دیدارِ حضورؐ

سرزمینِ پاکِ طیبہ میں ملا دو میری خاک
مر کے جب ہو جاؤں میں من جملۂ اہلِ قبور

وہ محمدؐ ہے وہ احمدؐ ہے وہ ختم المرسلیں
ہے نبی اس کے برابر کب کوئی نزدیک و دور

مطلعِ ہستی پہ ابھری یوں وہ ذاتِ عبقری
ہو شبِ یلدا میں جیسے بدرِ کامل کا ظہور

ذکر اس کا برسرِ محفل ہو یا خلوت میں ہو
رحمتِ یزداں محیطِ ذاکراں ہو بالضرور

اس کا قرآں رحلِ دل پر کھول کر پڑھیے جناب
طاقِ نسیاں میں رکھیں تلمود و انجیل و زبور

فاتحِ بدر و حنین و فاتحِ دنیائے دل
جھک گئے پیشِ نبیؐ سب کے سرِ کبر و غرور

مستِ صہبائے نبیؐ کی دیکھنا مہمانیاں
جامِ کوثر اوّلاً اور آخرش جامِ طہور

ہو عنایت کی نظر محشر میں مجھ پر اے شفیع
نامۂ اعمال اپنا پُر ہے از جرم و قصور

محبت سے سرشار ہو کر لکھی ہے

محبت سے سرشار ہو کر لکھی ہے
بصد شوق سنیے کہ نعتِ نبیؐ ہے

توجہ خصوصی جو اللہ کی ہے
دیارِ نبیؐ میں عجب دلکشی ہے

ضیا گستری ہی ضیا گستری ہے
وہ منظر رہے ہر سو کہ بس دیدنی ہے

وہ ماحولِ روضہ میں خوشبو بسی ہے
کوئی جیسے جنّت کی کھڑکی کھلی ہے

یہ اعزاز و اکرامِ خاکِ مدینہ
جبینِ فلک تک بھی دیکھیں جھکی ہے

کشاں لے چلا سب کو شوقِ زیارت
ہر اک سمت سے ایک دنیا چلی ہے

قدم اُٹھ رہے ہیں ادھر والہانہ
تمنّائے خوابیدہ سب جاگ اٹھی ہے

تصور میں آیا جو گنبد کا نقشہ
فسردہ دلوں پر بہار آگئی ہے

کلامِ خدا آخری جس پہ اترا
وہی تو رسولِ خدا آخری ہے

ہوا دینِ قیّم کا اتمام جس پر
وہ اُمّی لقب ہی ہمارا نبی ہے

حضوری میں اس کی جواں مرد کیسے
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثماںؓ علیؓ ہے

فرشتے کمر بستہ خدمت میں اس کی
وہ ہے کجکلاہی وہ شانِ شہی ہے

وہ فخرِ نبوت وہ شانِ رسالت
صفِ انبیا و رُسل مقتدی ہے

خدا کا درود و سلامِ محبت
اترتا ہے جس پر ہمارا نبیؐ ہے

نقوشِ قدم کا جو پیرو ہو اس کے
وہی پارسا ہے وہی متّقی ہے

غمِ دل سے مجبور ہوں لب کشا ہوں
بہ حالِ زبوں آپؐ کا امّتی ہے

بھٹکتا ہے صحرائے دنیا میں تنہا
بہر سمت رہزن ہیں فتنہ گری ہے

نگاہوں سے اوجھل حقیقت کی راہیں
بہر گام لغزش وہ تیرہ شبی ہے

بجھا سا ہے ہر دم چراغِ تمنّا
نہ کوئی خوشی ہے نہ دل بستگی ہے

دلوں میں محبت ہے اب کالعدم سی
ہر اک کو ہر اک سے دل آزردگی ہے

پس پشت ہے مقصدِ آفرینش
کہ بیگانۂ فرض و امر و نہی ہے

جنابِ خدا میں ہماری سفارش
شہا کیجیے گا کہ موقع ابھی ہے

اسے بھی خدا باریابِ حرم کر
نظرؔ کی دلی آرزو اب یہی ہے

بہر صورت میں مشغولِ ثنائے یار ہو جاؤں

بہر صورت میں مشغولِ ثنائے یار ہو جاؤں
کہ اس حسنِ عمل سے خلد کا حقدار ہو جاؤں

رسائے بارگاہِ سیّدِ ابرار ہو جاؤں
تمنّا ہے کہ میں لذّت کشِ دیدار ہو جاؤں

ذرا پہنچوں سہی اس بارگاہِ ناز تک میں پھر
خیالِ واپسی سے برسرِ پیکار ہو جاؤں

خوشا پامالیاں میری زہے خوش طالعی میری
جو میں پیوندِ خاکِ کوچۂ دلدار ہو جاؤں

تری نعلینِ پا کا ایک تسمہ بھی جو مل جائے
تو میں گنجِ گراں کا مالک و مختار ہو جاؤں

نہیں کچھ خوفِ راہِ پُل صراط ایسا مجھے لوگو
بہ جست گام ان کا نام لے کر پار ہو جاؤں

مجھے تو جامِ وحدت کا فقط اک جام کافی ہے
میں کیوں ساغر کشِ میخانۂ اغیار ہو جاؤں

ہے میری کامیابی، فتح و نصرت کی یہی کنجی
جہادِ زندگی میں پیروِ سالار ہو جاؤں

فرشتے بھی سلامی کو نظر آنے لگیں میری
اگر میں پیروِ آں سیرت و کردار ہو جاؤں

میں اُمتی ہوں وہ میرا آقا تو یہ خموشی ہے نامناسب

میں اُمتی ہوں وہ میرا آقا تو یہ خموشی ہے نامناسب
میں کچھ تو سوچوں میں کچھ تو لکھوں نبیؐ کی مدحت ہے امرِ واجب

تمام دنیا میں دھوم اس کی پکار اس کی چہار جانب
ہر ایک دل میں ہے اس کی چاہت ہر ایک انساں ہے اس کا طالب

خدا کی صنعت کا وہ مرقّع وہ آئینہ رو، حسین و دلکش
دراز پلکیں، سیاہ آنکھیں، کمان ابرو، نقوش جاذب

تمام نبیوں کا مقتدا وہ ہے سارے عالم کا رہنما وہ
نبیؐ آخر زماں کو بخشے ہمارے رب نے بڑے مراتب

لہو بہا کر بدن کا اپنے تمام دن رات ایک کر کے
قلیل مدّت میں کر دکھایا خدا کے دینِ ہدیٰ کو غالب

ہے مضطرب دل تو نیند کیسی ہے فکرِ امّت تو چین کیسا
وہ اپنی امّت کی مغفرت کا میانِ شب ہو خدا سے طالب

نبیؐ کا دربار ہے شہانہ ہر اک پہنچتا ہے والہانہ
کوئی رکاوٹ نہ کوئی قدغن نہ کوئی درباں نہ کوئی حاجب

مزارِ انور پہ زائروں کا سلام سننا جواب دینا
نظر سے ممکن نہیں ہے ہرگز بلا کے مہمان خود ہو غائب

آمنہ بی کا پسر راج کنور، لختِ جگر

آمنہ بی کا پسر راج کنور، لختِ جگر
ہے شہنشاہِ زمن، ختمِ رسل، فخرِ بشر

چاک رکھے شبِ یلدا کا جگر تا بہ سحر
بزمِ عالم میں سجی ایسی کہاں شمعِ دگر

دو پہر، چار پہر، بلکہ ہے سچ آٹھ پہر
ہر جگہ صلِ علیٰ تذکرۂ خیرِ بشر

رزم گاہِ حق و باطل میں وہ ہے شیر ببر
ایک آئے نہ مقابل جو چلے تیغ دو سر

ڈال دیں ان کی شریعت کو پس پشت اگر
نظم دیں، نظمِ جہاں پل میں ہوں سب زیر و زبر

شافعِ روزِ جزا، بندۂ محبوبِ خدا
ان کے حق میں تو یہ کہہ سکتے ہیں بے خوف و خطر

ایک ہی جملہ اگر شرطِ ثنا ہو تو کہوں
مبتدا سرورِ کونین، ہے کونین خبر

مصحفِ آخرِ حق آپؐ پہ نازل جو ہوا
اس کی ہر سطر ہے اک معدنِ رخشندہ گہر

ان کے قرآں کے لیے تیشۂ تحریف نہیں
رہے محفوظ بھر پیش و سکوں زیر و زبر

جو نہ بیٹھا کبھی در سایۂ قرآنِ حکیم
زندگی بھر وہ رہا نابلدِ علم و خبر

مستِ صہبائے حقیقت ہو وہ لاریب وگماں
ڈال دے جس پہ وہ ساقی نگہِ کیف اثر

میں بھی میکش ہوں ترا ساقی گلفام ذرا
"چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر"

لاوَرَ پڑھ کے بہت رَعشہ بر اندام تھا میں
مل گئی ایسے میں دامن میں ترے جائے مفر

مرتبت اس کی بیاں کیا ہو نظر جس کے لیے
آسماں راہ گزر ، کاہکشاں گردِ سفر

صریرِ خامۂ فطرت کا تو ہی نقشِ اعظم ہے

صریرِ خامۂ فطرت کا تو ہی نقشِ اعظم ہے
تری عظمت خدا کے بعد اک امرِ مسلّم ہے

حریمِ نازِ حسنِ لم یزل کا تو ہی محرم ہے
نقوشِ پا سے رخشندہ جبینِ عرشِ اعظم ہے

تمہارے جدِّ امجد کی بدولت آبِ زمزم ہے
تمہارے دم سے کعبہ قبلۂ ابنائے آدم ہے

تمہارا دیں قبولِ حق، مدلّل اور محکم ہے
مفصل، منضبط، مربوط، کامل، غیر مبہم ہے

رُخِ سیرت سے اپنے تو اگر خُلقِ مجسم ہے
رُخِ اعمال سے اپنے تو قرآنِ مکرّم ہے

سرِ مغرورِ استبداد تیرے سامنے خم ہے
تری ٹھوکر کی زد میں تاجِ زرینِ کے وجم ہے

گروہِ جنّ و انساں میں درود و ذکر پیہم ہے
صفِ کرّوبیاں میں بھی یہی اک شغل ہر دم ہے

پریشاں زُلف صد ہا قرن سے حورِ تمدّن تھی
سنواری شانۂ حکمت سے اس کی زلفِ برہم ہے

خدا کے ذکر کے پہلو بہ پہلو ذکر ہے تیرا
مؤخر ہے کہیں پر اور کہیں دیکھا مقدّم ہے

تیری فرماں روائی کا چلے گا حشر تک سکّہ
قیامت تک جو لہرائے گا وہ تیرا ہی پرچم ہے

ہزاروں فتنہ ہائے دہر میں محصور ہوں لیکن
تمہارے ذکر کے صدقے سکونِ دل فراہم ہے

نظر کا نام تیرے نام لیواؤں میں ہے شامل
یہ اس کی سرخوشی کے واسطے اعزاز کیا کم ہے

مہر نہ روشن تم سے سوا کچھ ماہ نہ تاباں تم سے زیادہ

مہر نہ روشن تم سے سوا کچھ ماہ نہ تاباں تم سے زیادہ
کس کو ملا ہے بہرۂ فیضِ جلوۂ یزداں تم سے زیادہ

معرفتِ حق کس کو ملی اے خاصۂ خاصاں تم سے زیادہ
کس نے پلائے بادہ کشوں کو بادۂ عرفاں تم سے زیادہ

کس نے جلائی بزمِ جہاں میں مشعلِ ایماں تم سے زیادہ
کون ہے ایسا جس نے کیا یہ کارِ نمایاں تم سے زیادہ

کس نے مٹایا فتنۂ ظاہر، شورشِ پنہاں تم سے زیادہ
کس سے دبے ہیں قیصرِ روم و کسریٰ ایراں تم سے زیادہ

بات ہے سچی حرج ہی کیا ہے کہہ دوں اگر میں سرورِ عالم
یہ کہ نہیں ہے احسن و اجمل یوسفِ کنعاں تم سے زیادہ

تاجِ رسالت سر پہ سجا کر آئے ہزاروں بزم میں لیکن
کوئی ہوا کب روحِ روانِ بزمِ رسولاں تم سے زیادہ

نوحؑ و خلیل اللہ و سلیمانؑ یونسؑ و موسیٰؑ یوسفؑ و عیسیٰؑ
سب ہیں خدا کے بندۂ ذیشاں پر نہیں ذیشاں تم سے زیادہ

کس نے ہے جوڑا رشتۂ اُلفت کس نے پڑھایا درسِ اخوّت
کس نے سنواری زُلفِ درازِ شامِ غریباں تم سے زیادہ

حُسنِ تمدّن کس نے نکھارا زُلفِ سیاست کس نے سنواری
کس نے مٹائے آکے جہاں میں فتنۂ دوراں تم سے زیادہ

فکرِ فلاحِ امتیاں میں فکرِ شیوعِ دینِ خدا میں
کس نے گھلائے تادمِ آخر اپنے تن و جاں تم سے زیادہ

سجدہ گزاری، گریہ وزاری اور حضورِ رب میں دعائیں
کون ہے اُمّت کے لیے اپنی زود پریشاں تم سے زیادہ

تیرِ ستم کی زد پہ ہے اُمّت تنگ ہے دنیا اس کی نظر میں
تم ہی کرو کچھ کون ہے اس کا اے شہِ شاہاں تم سے زیادہ

ہر چند مدح اس کی سب اہلِ ہنر کریں

ہر چند مدح اس کی سب اہلِ ہنر کریں
شایانِ شان اس کے نہ ہو جس قدر کریں

ان کے نقوشِ پا کا تتبع اگر کریں
لاریب لوگ وہ دلِ یزداں میں گھر کریں

ہم کیا بیانِ خُلقِ شہِ نامور کریں
جاں لیوا دشمنوں سے بھی وہ درگزر کریں

عشقِ نبیؐ میں آؤ اِن آنکھوں کو تر کریں
بے مایہ آنسوؤں کو بھی رشکِ گہر کریں

سب انبیا ہیں چاند مگر ماند ماند سے
بطحا کا چاند ان کے مقابل اگر کریں

آ اے شبِ فراق تجھے نورِ ذکر سے
ہم پایۂ صباحتِ روئے سحر کریں

رُعبِ جمال و حسن سے کانپے اگر نگاہ
اصحابؓ روئے پاک پہ کیسے نظر کریں

سب جمع ہو کے مسجدِ اقصیٰ میں انبیاء
تسلیم اقتدائے شہِ بحر و بر کریں

اسرا کی شب رسولِؐ خدا ہے رسائے عرش
اندازہ مرتبہ کا ذرا دیدہ ور کریں

لوٹ آئے درمیاں ہی سے درماندہ ہو کے جب
رفعت پہ اس کی اہلِ نظر کیا نظر کریں

میرا سلامِ شوق کہیں آنحضورؐ سے
طیبہ کو جانے والے کرم اس قدر کریں

جاناں اُس آستاں پہ مبارک تمہیں نظرؔ
ہاں واپسی کی بات نہ ہم سے مگر کریں

امامِ رسولاں متاعِ دوعالم

امامِ رسولاں متاعِ دوعالم
محمدؐ رسول و نبیؐ مکرّم

ملک بھیجتے ہیں درود اس پہ پیہم
سلام اس کو آتے ہیں از عرشِ اعظم

ہے قرآن اس کا مؤثر منظم
ہے دین اس کا کامل شریعت ہے محکم

درود اس پہ بھیجیں بھی دن رات گر ہم
ہے کم اس کے احساں کے آگے بہت کم

یہ حالاتِ امّت وہ غرقِ تفکر
وہ اک دردِ جاں سوز رکھتا تھا پیہم

علوم و معارف کا ذات اس کی مخزن
حقائق سے آگاہ رازوں کا محرم

کلام اس کا برحق کلام اس کا شیریں
مقفیٰ ، مسجّع ، مرصّع و محکم

وہ بیداریِ شب حضورِ خدا میں
دعاؤں میں مصروف باچشمِ پُرنم

ہے ذکر اس کا خالق کے پہلو بہ پہلو
کہیں ہے مؤخر کہیں پر مقدّم

ہے اس کی اطاعت خدا کی اطاعت
ہو جس کا وہ ہمدم خدا اس کا ہمدم

حقیقت میں اس کا ہے دربار شاہی
بظاہر نہیں گرچہ کوئی حشم و چشم

قدم بوس ہونے کو جاتی ہے دنیا
برآں بارگاہِ شہنشاہِ عالمؐ

نظر ہم نہ کیوں اس کے قربان جائیں
وہ رحمت سراپا وہ خیرِ مجسّم

ذکرِ پاکِ سرورِ دیں برلبِ اظہار ہے

ذکرِ پاکِ سرورِ دیں برلبِ اظہار ہے
دل پہ طاری ہے سکینت روح پُر انوار ہے

نعت گوئی کے لیے عشقِ نبیؐ درکار ہے
قافیہ پیمائی ورنہ شغلِ بے کردار ہے

خامۂ پُرکارِ فطرت کا وہی شہکار ہے
حسنِ آں سیمیں بدن دامن کشِ انظار ہے

فی سبیل اللہ دن بھر کا تھکا ماندہ ہے وہ
شب کو مصروفِ عبادت رہ کے شب بیدار ہے

وہ حبیبِ کبریا ہے وہ ہے مخدومِ جہاں
روئے گیتی پر خوشا سب سے بڑی سرکار ہے

خوبصورت خوب سیرت، پاک باطن، پاک تن
خوش جبین وخوش ادا ہے اور خوش گفتار ہے

قبلۂ عالم ہے کعبہ، قبلۂ کعبہ ہے وہ
اللہ اللہ سوچئے کیا عظمتِ سرکارؐ ہے

اپنی امّت کی ہدایت کے لیے کوشاں ہے وہ
درس ہے توحید کا، تبشیر ہے، انذار ہے

عشقِ اصحابؓ نبیؐ ہے دیدنی صد مرحبا
اک اشارے پر ہر اک مر مٹنے کو تیار ہے

زانوئے صدیقِ اکبرؓ پر سرِ شاہِ ہدیٰؐ
سب سے اونچا سر اسی کا ہے وہ یارِ غار ہے

حاصلِ عمرِ دو روزہ گر نہ ہو عشقِ نبیؐ
زندگی مع کُل متاعِ زندگی بیکار ہے

پھر گیا جس کی طرف سے وہ پھنسا گرداب میں
جس کا حامی ہو گیا وہ اس کا بیڑا پار ہے

مان کر اس کو نبیؐ پھر جو نہ مانیں آخری
کافر و زندیق ہیں ان پر خدا کی مار ہے

خون کے پیاسوں کو اپنے بخش دیتا ہے یونہی
رحمتُ اللعٰلمیں کا دیدنی کردار ہے

بے نیازِ مال و زر بیگانۂ دنیائے دوں
گنجِ قاروں پر بھی اس کا پائے استحقار ہے

دل طوافِ شہرِ طیبہ میں ہے اب تک منہمک
میں تو ہوں اک بار کا، دل دائمی زوّار ہے

روزِ محشر کیا پئیں گے اے نظرؔ بتلایئے
جامِ کوثر بھی وہاں ہے اور مئے دیدار ہے

الفاظ مرصّع ہوں کہ نقطے ہوں گہر سے

الفاظ مرصّع ہوں کہ نقطے ہوں گہر سے
باہر ہے ثنا اس کی پہ امکانِ بشر سے

صورت ہے منوّر وہ سوا روئے قمر سے
سیرت وہ مطہر کہ فرشتہ جسے ترسے

جو عشقِ محمدؐ میں گرے دیدۂ تر سے
ہیں بیش بہا اشک وہ مرجان و گہر سے

وہ صانعِ قدرت کا ہے شہکار کہ اس سا
پیدا نہ ہوا اور نہ ہو نسلِ بشر سے

اک بار پیا جس نے زِ میخانۂ توحید
نشّہ وہ چڑھا جو کہ نہ اُترا کبھی سر سے

رختِ سفرِ زیست ہے اور توشۂ عقبیٰ
سرمایۂ ایماں کہ ملا آپؐ کے در سے

بھٹکی ہوئی دنیا کو دکھائی رہِ توحید
آگاہ کیا ہم کو ہر اک خیر سے شر سے

کی جس نے سدا پیرویِ نقشِ کفِ پا
خوش بخت وہ مامون ہوا نارِ سقر سے

دیکھا تو سہی جلوۂ رب اس سے غرض کیا
دیکھا نگہِ دل سے کہ ظاہر کی نظر سے

جس نے نہیں دیکھا اسے اللہ دکھائے
اس روضۂ انور کو جہاں نور ہی برسے

از روئے عمل ہم تھے گنہ گار بہت پر
محشر میں چھٹے اس کی شفاعت کے اثر سے

جو آپؐ کا رتبہ ہے خدا ہی اسے جانے
باہر ہے نظر دائرۂ فہم بشر سے

بقدرِ فہم کرتے ہیں ثنا جتنی بھی ہو ہم سے

بقدرِ فہم کرتے ہیں ثنا جتنی بھی ہو ہم سے
کہ تکمیلِ ثنا ممکن نہیں ابنائے آدم سے

ترے چہرے کے آگے اور سب چہرے ہیں مدہم سے
ترا پیکر ہے موزوں تر حسینانِ دو عالم سے

تیری سیرت بتائیں ہم کوئی پوچھے اگر ہم سے
کہ وہ تو ہو بہو ملتی ہے قرآنِ مکرّم سے

سکونِ دل میسّر ہو جو گیسوئے منظّم سے
پریشاں ہوں دلِ عشّاق اس کی زُلفِ برہم سے

جو اس کی یاد میں ٹپکے تھے میرے دیدۂ نم سے
بچا کر لے گئے مجھ کو وہی نارِ جہنّم سے

پریشانی کا عالم تھا ہوئے جاتے تھے بیدم سے
چھڑایا تم نے آکر آدمی کو پنجۂ غم سے

مرا کہنا ہے ہر آزردہ دل وابستۂ غم سے
سکوں چاہو تو حاصل کرلو ان کے ذکرِ پیہم سے

محمدؐ ابنِ عبداللہ پہ ہاں ختم ہوتا ہے
نبوت کا چلا تھا سلسلہ اوّل جو آدم سے

شفاءِ کاملہ لے کر وہی ختم الرسل آیا
علاجِ نوعِ انساں ہو سکا کب ابنِ مریم سے

قدومِ میمنت نے آپؐ کے تابندگی بخشی
نقوشِ آدمیت پڑ چکے تھے سارے مدہم سے

تصوّر عمر بھر گرداں رہا لیکن نہیں پہنچا
وہ شب بھر میں پلٹ آئے ہیں جا کر عرشِ اعظم سے

حرم ہے منزلِ اوّل نظر شوق و عقیدت کی
مگر ہے آخری منزل پرے بیتُ المحرّم سے

ثنا خوانِ محمدؐ پتّہ پتّہ ڈالی ڈالی ہے

ثنا خوانِ محمدؐ پتّہ پتّہ ڈالی ڈالی ہے
کہ خود توصیف اس نے کی ہے جو گلشن کا مالی ہے

تری صورت خدا نے نور کے سانچے میں ڈھالی ہے
ترا اخلاق اونچا ہے ترا کردار عالی ہے

تیری سیرت مطہر ہے، منوّر ہے، نرالی ہے
تری تعلیم پاکیزہ ترا اسوہ مثالی ہے

سرِ عرشِ بریں پہنچی ہوئی وہ ذاتِ عالی ہے
شبِ معراج نے دیکھا کہ بستر اس کا خالی ہے

کہیں کا کوئی سلطاں ہے کہیں کا کوئی والی ہے
ترے دربار میں آکر مگر ہر اک سوالی ہے

تمہارا دین آساں ہے مطابق عین فطرت کے
کوئی افراط کا پہلو نہ کچھ بے اعتدالی ہے

قیامت تک تمہاری ہے بغیرِ شرکتِ غیرے
رسالت کاملہ کی آکے جو گدّی سنبھالی ہے

جمال ان کا ہے کیف آگیں ادائیں دل نشیں ساری
اُتر جاتی ہے دل میں بات وہ شیریں مقالی ہے

پسِ مُردن بھی صدیقؓ و عمرؓ ساتھی ہیں مرقد میں
نہ ان سے پہلے خالی تھا ترا پہلو نہ خالی ہے

تھی اپنی فکر ژولیدہ، پراگندہ و فرسودہ
ترے قرآں کی منت کش مری روشن خیالی ہے

ترے روضے کو چومیں پے بہ پے جوشِ عقیدت سے
ہمارے درمیاں حائل مگر روضے کی جالی ہے

مرے آقا گناہوں میں کٹی ہے زندگی ساری
سرِ محشر نظر تجھ سے شفاعت کا سوالی ہے

شعور و عقلِ بشر کی عیاں ہے مجبوری

شعور و عقلِ بشر کی عیاں ہے مجبوری
ثنائے سرورِ عالمؐ ہو کس طرح پوری

ہے دور شہرِ مدینہ تو یہ ہے مجبوری
پر اس کی یاد میں حائل نہ ہو سکے دوری

خجل ہو ماہِ منوّر وہ چہرۂ نوری
وہ بوئے زُلفِ دوتا ہے کہ ہیچ کستوری

فروغِ نور سے منظر ہے دیدنی دل کا
جب ان کی یاد کی جلتی ہو شمع کافوری

سنبھال کر اسے رکھ اپنے سینہ و دل میں
متاعِ بیش بہا ہے یہ دردِ مہجوری

وہ لا مکاں میں قدم زن ہوا تنِ تنہا
مقامِ سدرہ پہ روح الامیں کو معذوری

خدا کا بندۂ محبوب سرورِ کونینؐ
اسی نے ہم کو سکھائی ادائے جمہوری

نگاہِ مست کے صدقے کہ اک اشارے پر
اُٹھا کے مستوں نے پھینکی شرابِ انگوری

پسینہ خشک نہ ہو پائے از تنِ مزدور
ہے اس کا حکم کہ پہلے ادا ہو مزدوری

ہمیں نہ فخر ہو کیوں کالی کملی والے پر
ہیں ٹھوکروں میں پڑے جس کی تاجِ فغفوری

پہنچ کے روضۂ انور پہ میں سلام پڑھوں
نظرؔ یہ دل کی تمنّا خدا کرے پوری

رقصاں ہے روح وتن میں مرے موجۂ طرب

رقصاں ہے روح وتن میں مرے موجۂ طرب
غلطاں ہوں آج میں بہ ثنائے شہِ عرب

خطبہ ہو یا دعا ہو کہ شہ پارۂ ادب
ذکرِ رسولِ پاکؐ ہے بعدِ ثنائے رب

اس طرح سے نماز پڑھی اس نے ایک شب
خود تھا امام اور نبی مقتدی تھے سب

شیر وغا ہے دن میں وہ طاعت گزارِ شب
اپنے ہر اُمتّی کے لیے مغفرت طلب

شمعِ ہدیٰ کا نور بجھائے بجھے گا کب
ٹکرا کے اس سے دیکھ لے تقدیرِ بولہب

میخانۂ حجاز کی بٹتی ہے روز و شب
ہے بدنصیب اب بھی جو رہ جائے تشنہ لب

بھر دے لبالب اس کو کسی دن تو کیا عجب
دریائے فیض وہ ہے میں پیمانۂ طلب

ایسا کریم نفس کہ دشمن کے حق میں بھی
دل میں نہیں کوئی رمقِ غصہ و غضب

میرا حریف کون ہو کیف و سرور میں
ہوں بادہ نوشِ جام زِ میخانۂ عرب

کافر مرے جو پی نہ سکے اس شراب کو
ساقی سے مل رہی ہے جو بے صرفہ و طلب

حد سے گزر چکی تھی رہِ دشمنی میں جو
فی النّار و فی السّقر ہے وہ حَمَّالۃُ الحَطب

دل کو سنبھالوں یا نگہِ مضطرب کو میں
پہنچا ہی چاہتا ہوں سرِ کوچۂ ادب

کوچہ میں جائیے گا نظر آس کے سر کے بل
ہے راہِ عاشقی میں یہی اَمر مستحب

میں رہوں نغمہ طرازِ شہِ دیں حسینِ حیات

میں رہوں نغمہ طرازِ شہِ دیں حسینِ حیات
الحمد خالقِ کونین و مجیب الدعوات

اس کے اقوال سے واضح ہوں خدا کی آیات
اسوۂ پاک پہ چلنے سے ملے راہِ نجات

پنجگانہ کی ملی آپ کو شاہی سوغات
بھول سکتے نہیں ہم آپ کی معراج کی رات

جلوہ گستر سرِ محفل وہ ہوا ہے جب سے
مل گیا خاک میں سب سحر و فسونِ ظلمات

حسنِ ذاتی و صفاتی کا بیاں ہو کیسے
استعارے ہیں مناسب نہ بجا مصطلحات

اس معلم سے کھلے رازِ حقائق ورنہ
تنگ انساں کا تھا دائرۂ معلومات

نہ دلا یاد مجھے قصۂ طائف ہمدم
ورنہ لگ جائے گی اشکوں کی جھڑی بے برسات

فلکِ پیر کے رخشندہ ستاروں کی عوض
لے لوں طیبہ کے چمکتے ہوئے خاکی ذرات

ذاتِ اقدس پہ سدا بھیجتے رہتے ہیں درود
اہلِ ایماں ہیں جتنے بہ شمولِ جنات

نعت گوئی کے سبب رب نے مجھے بخش دیا
فردِ اعمال میں باوصف سیہ مندرجات

خدمتِ قدس میں کچھ حال بیاں کرتا ہوں
ہے زباں گنگ مری گرچہ بہ فرطِ جذبات

مستِ صہبائے تعیش تری امت شاہا
اب نمازیں ہیں نہ روزے ہیں نہ حج ہے نہ زکوٰۃ

ترے قرآن کو رکھا ہے بہ طاقِ نسیاں
روز و شب منہمکِ لہو و لعب ہے ہَیہات

حق پرستی نہ رہی دین پسندی نہ رہی
بے خیالی میں ہے پھر بندگی لات و منات

دھیان عقبیٰ کا ہے کچھ اور نہ خوفِ انجام
مختصر یہ کہ ہے در کشمکشِ موت و حیات

اک نظر آپ ہی ڈالیں جو کرم کی اس پر
ہے یقیں اب بھی سدھر سکتے ہیں بگڑے حالات

دل آج مرا منہمکِ کارِ ثنا ہے

دل آج مرا منہمکِ کارِ ثنا ہے
اس بندۂ عاجز پہ یہ احسانِ خدا ہے

لاریب کہ جس روز سے یہ چاند چڑھا ہے
ظلمت کی قبا چاک ہے بارانِ ضیا ہے

از قولِ "لقد منّ" پتہ مجھ کو چلا ہے
بعثت شہِ کونین کی اک خاص عطا ہے

ظلمت کدۂ دہر میں وہ شمعِ ہدیٰ ہے
ہر طالبِ منزل کے لئے راہنما ہے

قسّامِ ازل نے کوئی رس گھول دیا ہے
شیریں سخنی نطقِ محمدؐ پہ فدا ہے

سرچشمۂ فیض و کرم و جود و سخا ہے
وہ جامعِ اوصافِ حمیدہ بخدا ہے

ہر حرفِ سخن گوہرِ شب تاب ہو جیسے
ہر قول فقیہانہ ہے حکمت سے بھرا ہے

صناعیِ فطرت کا ہے بے مثل نمونہ
سرتا بہ قدم حسن کے سانچہ میں ڈھلا ہے

وہ رحمتِ عالمؐ ہے وہ ہے منبعِ رافت
اخلاقِ مجسم ہے وہ فانوسِ حیا ہے

حیرت زدۂ قصۂ معراج ہے دنیا
کیا طرفگیٔ فیصلۂ قدر و قضا ہے

وہ مرکزِ امیدِ خلائق سرِ محشر
ہر فرد جدھر وہ ہیں اُدھر بھاگ رہا ہے

وہ عالمِ ناسوت ہو یا عالمِ لاہوت
اک غلغلۂ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ ہے

فکر و غمِ امت میں نہیں آنکھ لگائی
ہے آخرِ شب اور وہ مصروفِ دعا ہے

کیفیتِ صہبائے حقیقت وہی جانے
جس نے کہ خمستانِ محمدؐ سے پیا ہے

اللہ دکھائے کبھی بیتاب نظرؔ کو
وہ شہر کہ آئینۂ فردوس بنا ہے

حسن و خوبی کا نمونہ ہے وہ حق بیں، دلجو

حسن و خوبی کا نمونہ ہے وہ حق بیں، دلجو
پاک دل، پاک نظر، نرم زباں، آئینہ رو

زلفِ شب رنگ میں اس کی جو رچی ہے خوشبو
ایسی عنبر میں کہاں ہے نہ بہ مشکِ آہو

لبِ لعلینِ شہِ طیبہ ہیں مثل یاقوت
مثل ناوک ہے مژہ تیغ دودم ہیں ابرو

"حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری"
جامعِ وصف و کمالات ہے ایسا بس تو

عرشِ اعظم پہ لہکتا ہے لوائے عظمت
اس کی ٹکر کا نہیں کوئی بھی دیکھیں ہر سو

مائل بخشش و الطاف و کرم ہے ہر دم
جوشِ رحمت سے دلِ شاہِ امم ہے مملو

سرنگوں کر کے کوئی بات کرے تو کر لے
گفتگو کوئی کرے، تاب کہاں رو در رو

قابلِ دید ہوئی تب کہیں جا کر دنیا
اس نے جب شانۂ حکمت سے سنوارے گیسو

گرمیِ حشر سے کیا خوف اسے اے ہمدم
مئے کوثر جسے مل جائے وہاں دو چلّو

ہم نشیں خاص جو منظورِ نظر تھے اس کے
بعد مردن بھی خوشا بخت رہے ہم پہلو

لوٹتا ہوں مدحتِ شاہِ مدینہ کے مزے

لوٹتا ہوں مدحتِ شاہِ مدینہ کے مزے
عمر تا آخر مری یارب اسی صورت کٹے

پیکر اپنی رحمتوں کا ڈھال کر اللہ نے
ابنِ عبد اللہ بھیجا اپنے بندوں کے لئے

کج روی، حق پیروی دونوں نشاں زد کر دیئے
اس نے واضح کر دیئے سب خیر و شر کے راستے

بھر کے سینوں میں حرارت جذبۂ ایمان کی
کر دیئے صیقل دلوں کے زنگ خوردہ آئینے

حق نما نے حق نمائی کا ادا حق کر دیا
رات دن اک کر دیا رب کی رضا کے واسطے

مانگتے ہیں بارگاہِ حق سے جانے کیا یہ لوگ
مل گیا محبوبِ حق تو اور پھر کیا چاہئے

فکرِ فردائے قیامت جب بھی دامن گیر ہو
دل میں جل اٹھتے ہیں فوراً ان کی یادوں کے دیے

آپ کی تصویرِ ذہنی بن تو جاتی ہے مگر
خواب میں آتے تو اصلی شکل و صورت دیکھتے

شرمِ عصیاں ہے کہ جس نے پابہ جولاں کر دیا
کون سامنہ لے کے جاؤں مصطفیٰؐ کے سامنے

رحمتِ حق نے انہیں بہر شفاعت چن لیا
آنکھ سے جتنے بیادِ مصطفیٰؐ آنسو گرے

آپ ہی محشر میں ہیں امید گاہِ عاصیاں
آخرت میں کام کے کب رشتے سوتیلے سگے

'قل ھو اللہ احد' سے لے کے تا 'کفواً احد'
وہ نہ بتلاتے تو ہم شانِ خدا کیا جانتے

راہِ طیبہ لے نظر شوقِ زیارت ہے اگر
گردشِ ایام پھر موقع تجھے دے یا نہ دے

زمرۂ انبیاء و رسل میں نہیں دوسرا کوئی شاہِ ہدیٰ کی طرح

زمرۂ انبیاء و رسل میں نہیں دوسرا کوئی شاہِ ہدیٰ کی طرح
نسلِ انساں میں پیدا کیا ہی نہیں میرے اللہ نے مصطفیٰ کی طرح

شانِ تکریم و عزت کا کیا پوچھنا شانِ محبوبیت آپ کی مرحبا
قلبِ مخلوق میں آرزو کی طرح قلبِ خلاق میں مدعا کی طرح

خاتم الانبیاء، خاتم المرسلین منتہی آپ پر کارِ پیغمبری
رہنمائی بھی کی رہنما کی طرح ناخدائی بھی کی ناخدا کی طرح

جامع خلق پاکیزہ ذاتِ نبیؐ حسنِ کامل کے مظہر بھی ہیں آپ ہی
ہم نے دیکھیں نہیں صورتیں سیرتیں، صورت و سیرتِ مجتبیٰ کی طرح

مومنوں کے لئے رحمتِ کبریا مجرموں کے لئے وہ نذیرِ مبیں
حق میں ہمراہ کے ابرِ گوہر فشاں حق میں گمراہ کے وہ ضیا کی طرح

اپنی امت سے اس درجہ تھا پیار انہیں ہو بہو جس کی تمثیل ممکن نہیں
بر سبیلِ تنزل سمجھنا ہو گر تو میں کہہ دوں کہ تھا ماما کی طرح

بس خدا کی خدائی میں نکلے وہی جن کو اعزازِ معراج حاصل ہوا
کون لذت کشِ قربِ یزداں ہوا سارے نبیوں میں خیر الوریٰ کی طرح

گر بلاغت کے پہلو سے پوچھے کوئی ایک ہی جملۂ محمدت تو کہوں
عالمِ رنگ و بو ہے مثالِ خبر ہستی پاک ہے مبتدیٰ کی طرح

سامنے گو نہیں ذاتِ پاکِ نبیؐ امتی کو ہے حاصل مگر رہبری
کارواں کارواں گونجتی ہے ابھی ان کی آواز بانگِ درا کی طرح

وصف کے کتنے پہلو نہاں رہ گئے چشمِ انساں سے خیر البشر کے نظر
کیا خبر یہ تو اس وقت کھلتا کہیں دیکھ سکتا کوئی گر خدا کی طرح

سرتاجِ انبیاء ہو شفاعت مدار ہو

سرتاجِ انبیاء ہو شفاعت مدار ہو
محبوبِ رب ہو رحمتِ پروردگار ہو

ختم الرسل ہو صاحبِ عالی وقار ہو
تم اول الشرف شہِ فرخ تبار ہو

دنیائے شش جہات کے تم تاجدار ہو
ساری حقیقتوں کے تم آئینہ دار ہو

تم مرکزِ عنایتِ پروردگار ہو
کامل تمہیں ہو اور زِ ہر اعتبار ہو

میدانِ کارزار کے تم شہ سوار ہو
راتوں کو رب کے سامنے سجدہ گزار ہو

رشتہ خدا سے بندوں کا کب استوار ہو
تم درمیاں نہ ہو تو بڑا انتشار ہو

دل سے غبارِ غم سے بھرا گو ہزار ہو
تم پر درود پڑھ کے سکون و قرار ہو

نقشِ جمیلِ صانعِ قدرت ہو مرحبا
امرِ مسلمہ ہے کہ تم شاہکار ہو

غمگیں پئے ہدایتِ انساں وہ روز و شب
کہنا پڑا خدا کو نہ یوں دلفگار ہو

عرشِ عظیم بھی ہے قدم بوس آپ کا
یعنی حریمِ قدس کے بھی رازدار ہو

سو بار ناز اپنے مقدر پہ میں کروں
دیدارِ آں دیار اگر ایک بار ہو

ہو چشمِ التفات مری سمت اے نبیؐ
یومِ حساب جب کہ نظرؔ کی پکار ہو

صد امتنان و فضلِ خدائے رحیم ہے

صد امتنان و فضلِ خدائے کریم ہے
میری زباں پہ مدحِ رسولِ کریمؐ ہے

وہ خوبرو ہے صاحبِ خلقِ عظیم ہے
فطرت میں ہے سلیم، طبیعت حلیم ہے

اس بات پر گواہ خدائے علیم ہے
مومن کے واسطے وہ رؤف و رحیم ہے

نازل ہوئی جو ان پہ کتابِ حکیم ہے
حکمت کے موتیوں کا خزانہ عظیم ہے

عرشِ عظیم جو کہ خدا کی حریم ہے
پہنچا وہاں پہ بھی وہ نبی کریمؐ ہے

ان گیسوؤں کی لائی اڑا کر شمیم ہے
رقصاں اسی لئے تو چمن میں نسیم ہے

دیکھیں اگر شرف تو وہ ہے سرورِ جہاں
سادہ مزاجیاں یہ کہ اوڑھے گلیم ہے

ختم الرسل ہے ہادیٔ برحق ہے مصطفیؐ
دنیا کو رہنمائے رہِ مستقیم ہے

موتی تمام عمر لٹائے گراں بہا
باایں صفت کہ آپ وہ دُرِ یتیم ہے

اسرا کے واقعہ میں ہے سوز و گدازِ عشق
اک حادثہ سا قصۂ طور و کلیم ہے

انگشتِ دستِ پاک کا اعجاز مرحبا
مہتابِ زر نگار فلک پر دونیم ہے

امت کو اپنی چھوڑ کے جانے کا وہ نہیں
آرام گاہِ ناز میں اب تک مقیم ہے

دیکھے نظرؔ بھی روضۂ انور کو اے خدا
یہ اک دعائے خاص بہ قلبِ صمیم ہے

میں ہوں نغمہ سنجِ ثنائے نبیؐ

میں ہوں نغمہ سنجِ ثنائے نبیؐ
مرے دل میں ہے موجزن سرخوشی

کسی بھی سخنور سے کب ہو سکی
ثنائے محمدؐ کما ینبغی

زِ سر تا قدم عالمِ دلکشی
حسیں ہے وہ اپنی مثال آپ ہی

نہ پوچھیں کہ سیرت ہے کیا آپ کی
خوشا ہو بہو ہے وہ قرآن ہی

وہ آنکھیں ہیں مخمور من موہنی
جو دیکھے تو سرمست ہو آدمی

وہ مردِ مجاہد، دلاور، سخی
وہ مرتاض، وہ پارسا، متقی

وہ ہے نسلِ آدم سے، ہے آدمی
پہ ہے اپنے رب کا وہ پیارا نبیؐ

بلاشک ہیں آئے ہزاروں نبیؐ
محمدؐ کی ہے شان پر اور ہی

مٹی اس کی آمد سے تیرہ شبی
اسی کی بدولت ہے سب روشنی

بتائے ہیں جتنے بھی امر و نہی
بجا لائے انساں اگر با خوشی

بدل جائے پھر نقشۂ زندگی
سنور جائے بگڑا ہوا آدمی

خوشا ان کے مصحف سے ہم کو ملی
خدا آگہی اور خود آگہی

شجاعت میں ان سے ہے نامِ علیؓ
انہیں کی بدولت ہے عثماںؓ غنی

تھے صدیقؓ و فاروقؓ ان کے ولی
ہیں تربت میں تینوں اکٹھا یونہی

نبوت کے منصب کا وہ مختتم
رسالت ہوئی آپ پر منتہی

تمام اہلِ محفل کا ساقی ہے وہ
پلائی خمستانِ توحید کی

اسی کی شریعت سکھائے ہیں
عبادت، ادب، طہر، پاکیزگی

سرِ عرش پہنچے بہ نفسِ نفیس
شرف آپ کا سوچئے تو سہی

یہ فضلِ خدا ہے وہ جس پر بھی ہو
ہے سب انبیاء پر اسے برتری

حدیثوں پہ کرلے عمل استوار
اگر چاہئے زندگی سکھ بھری

نگاہِ کرم ہو مرے ساقیا
نظرؔ کا بھی بھر جائے جامِ تہی

چہرۂ ماہ و خور نہیں چہرۂ حورِ عیں نہیں

ہرۂ ماہ و خور نہیں چہرۂ حورِ عیں نہیں
مثلِ نبیِ مجتبیٰ چہرہ کوئی حسیں نہیں

در صفِ انبیاء نہیں در صفِ مرسلیں نہیں
ان سا کہاں ملے کوئی، ان سا کوئی کہیں نہیں

تختِ نبوت آپ کا صلِ علیٰ، علی الدوام
سب کے تو جانشیں ہوئے، آپ کا جانشیں نہیں

آپ حبیبِ کبریا، آپ امامِ انبیاء
امر ہے یہ مسلّمہ اس میں چناں چنیں نہیں

ان کی کتاب آخری حکمت و علم سے بھری
کون سی بات اس میں ہے ایسی کہ پر یقیں نہیں

ذات ہے سو کریم ہے خلق ہے سو عظیم ہے
شاہدِ عدل ہے خدا کہتے یہ کچھ ہمیں نہیں

لذتِ گفتگو خوشا تار گ و روح ہے رسا
اس کے مقابلے میں کچھ لذتِ انگبیں نہیں

مرکزِ کیف و نور ہے دیکھ لے ان کا آستاں
موت ہے گھات میں تری عمر کا کچھ یقیں نہیں

سادہ و دل نشیں رواں تیری ہے اے نظرؔ زباں
کس کے لبوں پہ بزم میں کلمۂ آفریں نہیں

کہوں بات یہ میں تو بے جا نہیں ہے

کہوں بات یہ میں تو بے جا نہیں ہے
نبی کوئی ختم الرسل سا نہیں ہے

ہزار انبیاء ایک سے ایک بڑھ کر
پہ کوئی سراجاً منیرا نہیں ہے

وہ ختمِ نبوت، امام انبیاء کے
علو مرتبت کوئی ان سا نہیں ہے

وہ خلق مجسم وہ رحمت سراپا
کوئی اور میرے نبیؐ سا نہیں ہے

نقوشِ قدم اس کے عرشِ بریں پر
جہاں آج تک کوئی پہنچا نہیں ہے

ہے معراج کا واقعہ منفرد ہی
کسی اور قصہ سے ملتا نہیں ہے

تری بزم کے لوگ عقبیٰ کے طالب
کوئی ان میں دنیا کا بھوکا نہیں ہے

پلایا ہے وحدت کا ساغر جو اس نے
اتر جائے کیف اس کا ایسا نہیں ہے

لگی دل کو ہے آستانے پہ پہنچوں
مگر واپسی کی تمنا نہیں ہے

طرف دارِ امت وہی ایک ہو گا
نظر آئے کوئی جس دن کسی کا نہیں ہے

دل عطر بیض تارِ نفس مشکبو کریں

دل عطر بیض تارِ نفس مشکبو کریں
محبوبِ رب کا آیئے ذکرِ نکو کریں

قلبِ سیاہ رو کو ہم آئینہ رو کریں
خلوت ہو یا کہ بزم تری گفتگو کریں

تا اوجِ عرش پائیں گے اس کے نقوشِ پا
اس کے نقوشِ پا کی اگر جستجو کریں

صادق ہے وہ، امیں ہے وہ، عالی نسب ہے وہ
تسلیم اس قدر تو سب اس کے عدو کریں

پوچھے کوئی جو سیرتِ پاکِ نبیؐ ہے کیا
قرآں اٹھا کہ اس کے ذرا روبرو کریں

میخانۂ حجاز کی ہو اور وہ بھی مفت
پی پی کہ جام آیئے خالی سبو کریں

دیدارِ روضۂ نبوی کو ہے شرطِ عشق
آنکھیں زلالِ اشک سے پہلے وضو کریں

اونچا مقام ان کا ہے جنت انہیں کی ہے
تقلید آنحضورؐ کی جو ہو بہو کریں

لائیں بروئے کار اسی کا نظامِ دیں
دل غم سے چاک چاک ہے فکرِ رفو کریں

جانے کی آرزو ہے نظرؔ بر درِ حضورؐ
آنے کی کیا پڑی ہے کہ ہم آرزو کریں

سجا کر سر پہ وہ تاجِ نبوت زرنگار آیا

سجا کر سر پہ وہ تاجِ نبوت زرنگار آیا
رسولِ ہاشمی آیا نرالا تاجدار آیا

وہ ختم مرتبت عالی نسب فرخ تبار آیا
وہ بزمِ نازِ حسنِ لم یزل کا رازدار آیا

خدا کی صنعتِ تخلیق کا وہ شاہکار آیا
امام الانبیاء، ختم الرسل سا تاجدار آیا

بہاروں کے لئے مژدہ کہ وہ جانِ بہار آیا
ہوا شاداب گلشن ہر شجر پر برگ و بار آیا

درِ نایاب کا خواہاں ہر اک دیوانہ وار آیا
علومِ معرفت کا بحرِ ناپیدا کنار آیا

قرارِ جان و دل بن کر وہ سب کا غمگسار آیا
خوشا قسمت وہ جانِ رحمتِ پروردگار آیا

نظامِ زندگی برہم تھا ایسا انتشار آیا
بفضلِ ایزدی شیرازہ بندِ کاروبار آیا

وہ ساقی میکدہ بردوش جب عالی وقار آیا
تو لے کر ساغرِ دل دوڑتا ہر مے گسار آیا

تہی دامن کوئی پلٹا نہ کوئی شرمسار آیا
ہر اک دریوزہ گر اس آستاں سے کامگار آیا

وہ راہِ عشق کا سالک وہ حسنِ خلق کا مالک
تعلق بندہ و مولا کا کرنے استوار آیا

وہ مزّمل وہ مدّثر قیام اللیل کا خوگر
حبیبِ کردگار آیا زہے شب زندہ وار آیا

کرشمہ حسنِ سیرت کا کہ جاد وحسنِ صورت کا
ملا جو ایک بار ان سے وہ ملنے بار بار آیا

ابو بکرؓ و عمرؓ فاروق و عثمانؓ غنی، حیدرؓ
خوشا اس حسن کے پہلو میں عشقِ چار یار آیا

نظرؔ بیتاب دل رہتا ہے کیوں راہِ مدینہ لے
کہ ہر مضطر کو روضے پر پہنچ کر ہی قرار آیا

وہ تاب وتواں عقلِ بشر لائے کہاں سے

وہ تاب وتواں عقلِ بشر لائے کہاں سے
ہو عہدہ برآ نعتِ شہِ کون و مکاں سے

پوشیدہ نہیں ہے نگہِ دیدہ وراں سے
سب عقل وتمیز آئی ہے انساں کو کہاں سے

خورشیدِ درخشاں نہ مہِ جلوہ فشاں سے
روشن ہے خدائی یہ شہنشاہِ زماں سے

روپوش ہوا جب سے جہانِ گزراں سے
نزدیک ہوا اور بھی وہ حجلۂ جاں سے

ہیگل سے میں پوچھوں نہ فلاں سے نہ فلاں سے
منزل مری روشن ترے قدموں کے نشاں سے

معراج میں گزرے ہیں وہ شاید کہ یہاں سے
اک گرد سی اڑتی ہے ابھی کاہ کشاں سے

پیارا انہیں مجھ کو وہ فقط باپ سے ماں سے
لاریب وہ محبوب ہے اپنی رگِ جاں سے

دعویٰ محبت ہو اگر شاہِ شہاں سے
بچ سوءِ عمل، سوءِ زباں، سوءِ گماں سے

خاص ایک دعا یہ ہے مری ربِ جہاں سے
پہنچائے مدینہ پہ نہ لوٹائے وہاں سے

پیوست ہے ہر لفظِ سخن اپنی جگہ پر
مسحور ہیں جیسے کہ ترے حسنِ بیاں سے

محفوظ ہے درصورتِ قرآن واحادیث
نکلا جو کلام آپ کی پاکیزہ زباں سے

چپ چپ بھی دکھائی دے تو خاموش نہ سمجھیں
پڑھتا ہے درود ان پہ نظرؔ دل کی زباں سے

بہ میدانِ ثنا آنے سے میری عقل کترائے

بہ میدانِ ثنا آنے سے میری عقل کترائے
ہجومِ شوق لیکن مدحتِ پر ان کی اکسائے

لبِ اظہار تک دل سے جب ان کا ذکرِ خیر آئے
یہ دیکھا معجزہ ہم نے بھری محفل کو گرمائے

جگانے اہلِ دنیا کو محمدؐ مصطفیٰ آئے
ضلالت کی شبِ تیرہ میں وہ نورِ سحر لائے

شریعت اپنی وہ لائے وہ قرآنِ مبیں لائے
اجالا علم کا پھیلا سب اٹھے جہل کے سائے

خدا کے سارے بندوں پر تری رحمت کے ہیں سائے
سرِ میدانِ محشر بھی لوائے حمد لہرائے

خدا کی بندگی کے اس نے سب آداب سکھلائے
مسائل زندگی کے ایک اک سب اس نے سلجھائے

ہوا جب حکمِ ربی "قُم فانذر" کملی والے کو
تنِ تنہا وہ اٹھے پھر نہ کچھ جھجکے نہ گھبرائے

اسی ماہِ مبیں کی روشنی سے دل منور ہیں
اسی ابرِ کرم نے علم کے موتی ہیں برسائے

وہ حسنِ خلق اطہر اف خدا کے اس پیمبر کا
دعائیں ان کے حق میں کیں ہزاروں جن سے دکھ پائے

ترا پیغام جو مانیں اولو الالباب کہلائیں
نہ مانیں جو نگاہِ رب میں وہ انساں ہیں چوپائے

تمہارا روضۂ انور نظر سے اپنی میں دیکھوں
خدا اپنے کرم سے ساعتِ خوش جلد وہ لائے

مصروف دل ثنائے شہِ ذوالمنن میں ہے

مصروف دل ثنائے شہِ ذوالمنن میں ہے
اک سرخوشی کی لہر مرے تن بدن میں ہے

جو آب و تاب ماہِ عرب کی کرن میں ہے
وہ روشنی کہاں مہِ جلوہ فگن میں ہے

ملبوس کملی میں کہ ردائے یمن میں ہے
حسن آفریں وہ چاند ہر اک پیرہن میں ہے

ایسا کمالِ حسنِ تناسب بدن میں ہے
کیفِ ہزار گونہ ترے بانکپن میں ہے

خوشبوئے جاں نواز جو اس گلبدن میں ہے
مشکِ خطا میں ایسی نہ مشکِ ختن میں ہے

دانتوں میں جو چمک ہے سراپائے حسن کے
وہ آب موتیوں میں نہ دُرِ عدن میں ہے

اس سرزمینِ پاک سے گزری ہے بالیقیں
بادِ نسیم صبح سے رقصاں چمن میں ہے

منکر نکیر لوٹ ہی جائیں گے دیکھ کر
دستِ ثنا نگار جو میرے کفن میں ہے

رطب اللساں ہر اک ہے درود و سلام میں
ذکرِ جمیل آپ کا ہر انجمن میں ہے

دیکھے تمہارے روضۂ انور کو ایک دن
بس آرزو یہ قلبِ غریب الوطن میں ہے

محفل تمام بے خود و سرمست ہو گئی
خوشبوئے محمدؐ ہے کہ میرے سخن میں ہے

منت پذیرِ سرورِ عالمؐ ہے اے نظرؔ
رونق یہ سب جو آج ہمارے چمن میں ہے

تری صورت حسیں ترازمہِ کامل سمجھتے ہیں

ری صورت حسیں ترازمہِ کامل سمجھتے ہیں
تری سیرت کو ہم قرآن کا حاصل سمجھتے ہیں

تجھے ہم رونقِ دنیائے آب و گل سمجھتے ہیں
اے محفل تو تجھ کو شمعِ محفل سمجھتے ہیں

تری نسبت اس عالم سے کچھ اہلِ دل سمجھتے ہیں
اے محمل تو تجھ کو شاہدِ محمل سمجھتے ہیں

شریعت کو تری مفتاحِ ہر مشکل سمجھتے ہیں
بہر پہلو ترے ہی دین کو کامل سمجھتے ہیں

تصور ہی سے جس کے مضطرب دل کو قرار آئے
اسی ہستی کو بس ہم عشق کے قابل سمجھتے ہیں

اگر کچھ شان و شوکت ہو گی ان کے اپنے گھر ہو گی
ترے در پر شہ و سلطاں کو ہم سائل سمجھتے ہیں

جو برگشتہ ہوا تم سے وہ ہے بے عقل و سرگشتہ
جو وارفتہ ہوا تم پر اسے عاقل سمجھتے ہیں

جہاں تک نقشِ پا تیرے نظر آتے رہیں ہم کو
وہاں تک ہر قدم ہم جانبِ منزل سمجھتے ہیں

ثنا لکھیں تری کب خود کو اس قابل سمجھتے ہیں

ثنا لکھیں تری کب خود کو اس قابل سمجھتے ہیں
پہ لکھتے ہیں کہ اس کو ہم غذائے دل سمجھتے ہیں

نبوت سب کی برحق آپ کی کامل سمجھتے ہیں
جو جس قابل ہے اس کو ہم اسی قابل سمجھتے ہیں

بجوفِ کن فکاں عشاق تجھ کو دل سمجھتے ہیں
تجھے اہلِ نظر کونین کا حاصل سمجھتے ہیں

عبادت اور ریاضت سعیِ لاحاصل سمجھتے ہیں
بغیرِ مہرِ سنت ہر عمل باطل سمجھتے ہیں

تمہارا ہی عطا کردہ ہے جو وہ دینِ برحق ہے
تمام ادیان کو منسوخ اور باطل سمجھتے ہیں

نہ ہو جس دل میں الفت آپ کی وہ مضغۂ خوں ہے
ہو جس میں آپ کی الفت اسی کو دل سمجھتے ہیں

تمہارا دامنِ رحمت نہ چھوڑیں گے نہ چھوڑیں گے
کہ وابستہ اسی سے حال و مستقبل سمجھتے ہیں

جو تیرے نام کی حرمت پہ نقدِ جاں لٹا بیٹھے
انہیں ہم جنت الفردوس میں داخل سمجھتے ہیں

نظرؔ جس کا نہ مقصودِ نظر ہو کوچۂ طیبہ
ہم ایسا راہرو برگشتۂ منزل سمجھتے ہیں

مہرباں مجھ پہ مرا جب کہ خدا ہو جائے

مہرباں مجھ پہ مرا جب کہ خدا ہو جائے
اس کے محبوب کی اک تازہ ثنا ہو جائے

دل اگر اس کے تصور سے جدا ہو جائے
خوف آتا ہے کہ جانے مجھے کیا ہو جائے

قیدِ ہستی سے مرا دل جو رہا ہو جائے
خاک بن کر ترے کوچے کی ہوا ہو جائے

دن میں رہتا ہے وہ مصروفِ جہادِ حق میں
رات آتے ہی وہ مشغولِ دعا ہو جائے

زلفِ پیچاں کے اسیر اس کے بہت ہیں خرسند
آرزو مند نہیں کوئی رہا ہو جائے

اے مرے ساقیِ گلفام ترے قرباں میں
ساغرِ کوثر و تسنیم عطا ہو جائے

اس کی انگلی کے اشارے سے ہے مہتاب دونیم
آنکھ کا ہو تو قیامت ہی بپا ہو جائے

جان پڑتی ہے شفاعت کے تصور سے ترے
دھیان سے حشر کے جب روح فنا ہو جائے

روزِ محشر ہو شفاعت مرے حق میں آقا
کر دے میرا بھی بھلا تیرا بھلا ہو جائے

رونقِ بزم دوبالا ہو یہ دیکھا ہم نے
بزم میں جب بھی نظرؔ نعت سرا ہو جائے

جو توفیقِ یزداں بہم دیکھتے ہیں

جو توفیقِ یزداں بہم دیکھتے ہیں
ثنا میں رواں ہے قلم دیکھتے ہیں

جہانِ وجود و عدم دیکھتے ہیں
مگر کوئی تم سا نہ ہم سکیتے ہیں

یہ اعزازِ شاہِ امم دیکھتے ہیں
قدم بوس لوح و قلم دیکھتے ہیں

صفِ مرسلاں کی قسم دیکھتے ہیں
امام الرسل تم کو ہم دیکھتے ہیں

رسائی جہاں ہو نہ روح الامیں کی
نقوشِ کفِ آں قدم دیکھتے ہیں

ترے خلقِ اطہر کی توصیف کیا ہو
ثناخواں ہے ربِّ حرم دیکھتے ہیں

شریعت ہے تیری وہ لاریب جس میں
مداوائے ہر درد و غم دیکھتے ہیں

صحیفہ وہ تیرا کہ پڑھتے ہی پڑھتے
بہ قرطاسِ دل ہم رقم دیکھتے ہیں

بخاکِ مدینہ مزارِ مقدس
ارم اور شانِ ارم دیکھتے ہیں

تری ٹھوکروں میں شہنشاہِ عالم
سرِ یر کئی تاجِ جم دیکھتے ہیں

نظر چشمِ رحمت ہے ان کی سبھی پر
کھلا ان کا دستِ کرم دیکھتے ہیں

باعثِ تنزیلِ رحمت ذکرِ نامِ مصطفیؐ

باعثِ تنزیلِ رحمت ذکرِ نامِ مصطفیؐ
رہنمائے راہ و منزل نقشِ گامِ مصطفیؐ

بچھ گئی روئے زمیں بہرِ قیامِ مصطفیؐ
چرخِ چنبر جھک گیا در احترامِ مصطفیؐ

عود و عنبر کی قسم ہے مشکِ سارا کی قسم
کب نکلتا تھا پسینہ از مسامِ مصطفیؐ

کیف آگیں، روح پرور، دل نشیں ہوتا نہ کیوں
ہے کلامِ حق تعالیٰ سب کلامِ مصطفیؐ

روح بالیدہ ہو دل روشن، بڑھے نورِ شعور
برکتیں کیا کیا نہیں از وردِ نامِ مصطفیؐ

بالیقیں ہر کامرانی بڑھ کے چومے گی قدم
لوگ برپا کر کے دیکھیں تو نظامِ مصطفیؐ

آپ ہی اس کا محافظ ہے وہ مولائے کریم
تا قیامِ حشر ان مٹ ہے پیامِ مصطفیؐ

ہے جبینِ عرش پر نقشِ قدومِ میمنت
ماورائے فکرِ انساں ہے مقامِ مصطفیؐ

کیف اس کا ہے، خمار اس کا ہے، اس کا ہے سرور
مرحبا جو ہو گیا سیرابِ جامِ مصطفیؐ

ہم علیؔ وجہِ بصیرت کہہ رہے ہیں اے نظرؔ
امنِ عالم کو ضروری ہے نظامِ مصطفیؐ

لب پہ ثنا ہے اس شہِ عالم پناہ کی

لب پہ ثنا ہے اس شہِ عالم پناہ کی
کونین کی زباں پہ صدا واہ واہ کی

ٹھوکر سے بچ گئے ہیں ہر اک سنگِ راہ کی
بخشی انہوں نے شمع ہمیں لا الٰہ کی

جھکتا سلامیوں کو ہے اس بارگاہ کی
دیکھیں ہلال پہلی کو ہر ایک ماہ کی

تکیہ کیا ہے ہم نے شفاعت پہ شاہ کی
فردِ عمل سیاہ ہے اس روسیاہ کی

ایسی نہ آفتاب کی صورت نہ ماہ کی
صورت وہ دل نشیں ہے رسالت پناہ کی

گستاخیِ نگاہِ مسلسل کسے مجال
سب نے جمالِ رخ پہ اچٹتی نگاہ کی

جلوہ طراز جب سے ہوئے میمنت قدوم
قسمت کھلی زمینِ بے آب و گیاہ کی

دکھلا کے سیدھی راہ خدا سے ملا دیا
گم کردہ راہ ہم تھے خبر تھی نہ راہ کی

بندوں کو آپ ہی کی بدولت ہوئی خبر
بتلائی بات بات ثواب و گناہ کی

آقائے نامدار کی سطوت کے سامنے
گردن جھکی ہوئی ہے ہر اک کج کلاہ کی

امت کے حق میں رب سے دعائیں تمام شب
حد ہے نظر کوئی کرمِ بے پناہ کی

اوجِ شرف تک آپ کے پہنچے نظر کہاں

اوجِ شرف تک آپ کے پہنچے نظر کہاں
طے کر سکے خیال بھی اتنا سفر کہاں

پانی میں بھی ہے آب پہ آبِ گہر کہاں
فردِ بشر کہاں یہ، وہ خیر البشر کہاں

پائے حقیقتوں کو یہ عقلِ بشر کہاں
مانے بغیر اس کو کسی کو مفر کہاں

اللہ رے یہ رعبِ جمالِ محمدیؐ
دیکھا ہے ساتھیوں نے مگر آنکھ بھر کہاں

حسن و جمالِ یوسفِ کنعاں صد آفریں
لیکن کمالِ حسنِ شہِ بحر و بر کہاں

دیکھی ہے ماہتاب کی ہم نے کرن کرن
اس رشکِ ماہتاب کی کرنیں مگر کہاں

آئے ہیں رہبری کو ہزاروں پیامبر
ان سا مگر یہ حق ہے کوئی راہبر کہاں

بخشا ہے دشمنوں کو کھلے دل سے آپ نے
جو ان میں ہے وہ حوصلۂ درگزر کہاں

ٹپکے جو ان کی یاد میں آنسو زِ چشمِ تر
ان کے مقابلے میں ہیں لعل و گہر کہاں

پہنچوں جو ان کے در پہ تو اٹھنے کا میں نہیں
مجھ کو نہیں دماغ پھروں در بدر کہاں

ان کی نگاہِ لطف کا امیدوار ہوں
شوقِ سفر نظر ہے پہ رختِ سفر کہاں

وہ صورت مرحبا اتنی حسیں معلوم ہوتی ہے

وہ صورت مرحبا اتنی حسیں معلوم ہوتی ہے
کہ مدھم صورتِ ماہِ مبیں معلوم ہوتی ہے

کوئی کیسے کہے ایسی نہیں معلوم ہوتی ہے
وہ سیرت عکسِ قرآنِ مبیں معلوم ہوتی ہے

حلاوت میں سراسر انگبیں معلوم ہوتی ہے
حدیثِ پاک اک دل نشیں معلوم ہوتی ہے

طبیعت کھوئی کھوئی ہم نشیں معلوم ہوتی ہے
پڑی تھی فکرِ طیبہ میں وہیں معلوم ہوتی ہے

وہ آنکھیں مدھ بھری ان کی وہ ڈورے قرمزی ان میں
مئے وحدت بہ جامِ آتشیں معلوم ہوتی ہے

خموشی، گفتگو، برقِ تبسم، واہ کیا کہئے
ادا ہر ایک دل میں جاگزیں معلوم ہوتی ہے

یہ دنیا جس میں چرچا ہے خدائے پاک و واحد کا
یقیناً دیں کی تیرے خوشہ چیں معلوم ہوتی ہے

وہ دیکھیں سب سے آگے انبیاء کے صحنِ اقصیٰ میں
مجھے تو ذاتِ ختم المرسلیں معلوم ہوتی ہے

خلافِ حق عمل ہو یا تصور جب کوئی ابھرے
تمہاری یاد اس دم نکتہ چیں معلوم ہوتی ہے

نہ پوچھ اے ہم نشیں کیا بات ہے اس ارضِ بطحا کی
کہ سب کیفیتِ خلدِ بریں معلوم ہوتی ہے

سبھی نبیوں پہ رحمت کی نظر ہے ہاں مگر ان پر
نگاہِ خاصِ رب العٰلمیں معلوم ہوتی ہے

ضیائے بزمِ شہود ساری تمام بزمِ عدم کے جلوے

ضیائے بزمِ شہود ساری تمام بزمِ عدم کے جلوے
نگاہِ عرفاں سے دیکھئے تو ہیں میرے آقا کے دم کے جلوے

مرے تصور میں آگئے ہیں عرب کے جلوے عجم کے جلوے
تو مجھ کو لگتا ہے سب کے سب ہیں انھیں کے حسنِ شیم کے جلوے

نگاہ و دل میں سما گئے ہیں انھیں کے جاہ و حشم کے جلوے
جچیں نگاہوں میں میری کیسے سریرِ کۓ بزمِ جم کے جلوے

انھیں کی آمد کے بعد نکھرے خدا کے جلوے قسم خدا کی
حدودِ کعبہ میں ورنہ پہلے بکھر رہے تھے صنم کے جلوے

بفرشِ خاکی بعرشِ اعظم، بہ صحنِ اقصیٰ، بہ شاخِ سدرہ
کہاں نہیں ہیں بفضلِ ربی ہمارے شاہِ امم کے جلوے

تمھارے روضے کی جالیوں پر ہجومِ انوار اللہ اللہ
سمٹ کے جیسے کہ مرتکز ہیں یہیں پہ لوح و قلم کے جلوے

جمالِ پیکر، وہ خُلقِ اطہر ہے دینِ کامل کتابِ آخر
اس ایک ہستی میں جمع ہیں سب خدا کے فضل و کرم کے جلوے

کہاں ملیں دیکھنے کو ایسے اگرچہ دنیا یہ چھان ماریں
بخاکِ طیبہ، بخاکِ ام القریٰ ہیں جس کیف و کم کے جلوے

کسی کی یاری، کسی کی سطوت، حیا کسی کی، کسی کا تقویٰ
اسی کی شانِ عطا کے مظہر اسی کے حسنِ کرم کے جلوے

سوئے مدینہ رواں دواں ہیں ہجومِ حجاج دیکھ ہمدم
دلوں میں صد اشتیاق لے کر نظر میں لے کر حرم کے جلوے

مدح خواں اک میں بھی ہوں کونین کے سردار کا

مدح خواں اک میں بھی ہوں کونین کے سردار کا
بندۂ بے دام ہوں میں بھی اسی سرکار کا

ان کی جانب مڑ گیا جب سلسلہ افکار کا
دل کا عالم ہو گیا اس دم گل و گلزار کا

چشمۂ شیریں وہ اک شیرینیِ گفتار کا
وہ اک آئینہ مجلیٰ جوہر کردار کا

کارگاہِ زندگی میں پا گیا دل کا سکوں
مل گیا سایہ جسے اس زلفِ سایہ دار کا

بن گئے راہِ خدا میں لوگ وہ شمس و قمر
عکس جن پر پڑ گیا تابانیِ رخسار کا

تین سو تیرہ صحابہ بدر میں دشمن ہزار
حوصلہ دیکھیں مگر اس قافلہ سالار کا

اللہ اللہ یہ ہے معیارِ وفائے مصطفیٰؐ
حشر تک ساتھی بنا فاروقؓ و یارِ غارؓ کا

دست بستہ، سرخمیدہ، شاہ و سلطاں سب کھڑے
نقشہ دربار ہے یہ اس بڑی سرکار کا

روضۂ اقدس پہ محبوبِ خدا کی دیکھ آئے
دیکھنا ہو جس کو منظر بارشِ انوار کا

ذرہ ذرہ خاک کا آنکھوں کا تارا ہے نظرؔ
مرتبہ اللہ اکبر کوچۂ دلدار کا

شوقِ ثنائے خواجہ ہے کم مائیگی کے ساتھ

شوقِ ثنائے خواجہ ہے کم مائیگی کے ساتھ
ہوں رہ نوردِ شوق تنک روشنی کے ساتھ

حسن و جمالِ صورتِ زیبا ہے بے مثال
دنیا ملا کے دیکھ لے چاہے کسی کے ساتھ

سب سے بلند سیرتِ اطہر نبیؐ کی ہے
ملتی تمام تر ہے وہ قرآن ہی کے ساتھ

روئے حیات چادرِ ظلمت میں تھا نہاں
روشن ہوا خوشا تری جلوہ گری کے ساتھ

روزِ ازل بچھی تھی رسالت کی جو بساط
لپٹی بساط وہ تری پیغمبری کے ساتھ

بخشا کسی کو کب شبِ معراج سا شرف
حسنِ کرم خدا کا ہے یہ آپ ہی کے ساتھ

حق لا شریک ہے یہ ملا ہے سبق ہمیں
وحدت کی کوئی لاگ نہیں ہے دوئی کے ساتھ

دل سوزیاں ہدایتِ امت کے واسطے
پھر مانگنا دعا کا بڑی بے کلی کے ساتھ

نانِ جویں غذا ہے تو بستر زمین پر
اللہ رے شانِ فقر یہ شانِ شہی کے ساتھ

اعجازِ رنگِ نقشِ کفِ پائے مصطفیٰؐ
با وصفِ کہنگی ہے اسی تازگی کے ساتھ

میزانِ دوستی میں ہے جو کاملُ العیار
پایا اسی کو غار میں ہم نے نبیؐ کے ساتھ

آرام گاہِ سرورِ عالمؐ ہے جس جگہ
دنیا چلی ہے کھنچ کے وہاں بے خودی کے ساتھ

یہ سایۂ وجود کا اعجاز ہی تو تھا
چلتے تھے چار سایے ہمیشہ نبیؐ کے ساتھ

موت آئے یوں تو میری طرف سے خوش آمدید
صورت تمہاری آئے نظر جاں کنی کے ساتھ

کیا رونقِ محفل تھی کل رات جہاں میں تھا

کیا رونقِ محفل تھی کل رات جہاں میں تھا
اک ہستیِ کامل تھی کل رات جہاں میں تھا

آسودگیِ دل تھی کل رات جہاں میں تھا
جاں فائزِ منزل تھی کل رات جہاں میں تھا

ہاں دید کے قابل تھی کل رات جہاں میں تھا
محفل سی وہ محفل تھی کل رات جہاں میں تھا

نظارۂ پُر حیرت انوار و تجلی کا
خاموشیِ کامل تھی کل رات جہاں میں تھا

برہم زنِ کیفِ دل تھا سانس کا چلنا بھی
مشکل سی وہ مشکل تھی کل رات جہاں میں تھا

الفاظ کے پیکر میں ممکن تو نہیں ڈھلنا
جو کیفیتِ دل تھی کل رات جہاں میں تھا

اک عالمِ سرمستی اک عالمِ سرشاری
ہر شے متغزل تھی کل رات جہاں میں تھا

بس صاحبِ محفل تھا یا فرِّ شہنشاہی
یا شمعِ محفل تھی کل رات جہاں میں تھا

تھا خواب کے عالم میں وہ عالمِ لاہوتی
معراج کی منزل تھی کل رات جہاں میں تھا

اک طرفہ تجلی جو ہر سمت نظر آئی
حیرت زدۂ دل تھی کل رات جہاں میں تھا

اے ختمِ رسل اے شہِ ابرارِ مدینہ

اے ختمِ رسل اے شہِ ابرارِ مدینہ
اے روح فزا بوئے چمن زارِ مدینہ

اللہ رے کیفیتِ اذکارِ مدینہ
دل سب کے ہیں لذت کشِ گفتارِ مدینہ

کیا سحر سے دل رہتا ہے سرشارِ مدینہ
ہر چند کہ دیکھا نہیں دربارِ مدینہ

کہتے ہیں کہ جاں بخش ہے دیدارِ مدینہ
اللہ دکھائے در و دیوارِ مدینہ

وہ رحمتِ کونین ہے محبوبِ خدا ہے
اف مرتبت و عظمتِ سرکارِ مدینہ

روپوش وہیں پر کہ ہے وہ ماہِ درخشاں
دلکش ہے بہت خاکِ پُر انوارِ مدینہ

شاداب ہوئے قریہ و امصار جہاں سب
اے صلِّ علیٰ ابرِ گہر بارِ مدینہ

ہر لحظہ وہاں ابرِ کرم کی ہے تراوش
ہے کون نہ ہو گا جو طلب گارِ مدینہ

دامانِ طلب لے کے پہنچتے ہیں وہاں سب
العظمۃ للہ وہ دربارِ مدینہ

اللہ کے محبوب نبیؐ پر ہیں نچھاور
مکہ کے مہاجر ہوں کہ انصارِ مدینہ

ہر جلوۂ رنگیں اتر آیا مرے دل میں
ہے میری نظر مہبطِ انوارِ مدینہ

لکھتے ہیں سخن سنج بہ عنوانِ محمدؐ

لکھتے ہیں سخن سنج بہ عنوانِ محمدؐ
پر نعت کہاں کوئی بھی شایانِ محمدؐ

ہے جرعہ کش چشمۂ فیضانِ محمدؐ
ہر فردِ مسلماں پہ ہے احسانِ محمدؐ

وہ سرورِ کونین ہے محبوبِ خدا ہے
اے صلِّ علیٰ ہستی ذیشانِ محمدؐ

اجسامِ ضیا بار نجوم و خور و مہتاب
روشن ہیں ز عکسِ رخِ تابانِ محمدؐ

ایک ایک حدیث آپ کی گلدستۂ معنی
سرچشمہ ہدایت کا ہے قرآنِ محمدؐ

خلوت کدۂ عرش میں پہنچے شبِ اسرا
اللہ رے عزّ و شرف و شانِ محمدؐ

خوشنودیٔ یزداں ہے انہیں سب کا مقدر
جو لوگ کہ ہیں تابع فرمانِ محمدؐ

مٹی کا دیا اور کھجوروں کی چٹائی
کل یہ سر و سامانِ شبستانِ محمدؐ

پائیں گے اماں گرمیٔ محشر سے وہی لوگ
مل جائے جنھیں سایۂ دامانِ محمدؐ

پروانۂ فردوس نظرؔ حشر میں پایا
تھا نام سبہ فہرستِ ثنا خوانِ محمدؐ

مرے لبوں پر کسی گھڑی جب ثنائے خیر الانام آئے

مرے لبوں پر کسی گھڑی جب ثنائے خیر الانام آئے
زمیں سے پیغامِ تہنیت کا فلک سے مجھ کو سلام آئے

وہ راحتِ جانِ آمنہ جب بہ ارضِ بیت الحرام آئے
جھلک ذرا دیکھنے کو ان کی پرائے اپنے تمام آئے

بہ شکلِ نوری، بچشمِ میگوں، بہ قلبِ اطہر، بہ خلقِ احسن
نبیؐ عالی مقام آئے رسولِ والا کرام آئے

نبیؐ صادق، نبیؐ کامل، نبیؐ خاتم، نبیؐ رحمت
وہ آئے دنیا میں اس ادا سے کہ سب کے بن کر امام آئے

زمانہ پڑھتا ہے اس کا کلمہ زمانہ حلقہ بگوش اس کا
جو کام آیا یہاں پہ سب کے جو روزِ محشر میں کام آئے

اس آفتابِ ہدیٰ کی کرنوں کی فیض بخشی کا کیا ٹھکانہ
جو ذرے محفل میں اس کی ٹھہرے وہ بن کے ماہِ تمام آئے

اسی کی ہے ذاتِ پاک ایسی کہ جس کی خدمت میں لحظہ لحظہ
تمام دنیا سے امتی کا درود پہنچے سلام آئے

جو اس کے دامن کو چھوڑ بیٹھی ہے مبتلائے عذاب دنیا
خدائے قادر وہ دن دکھائے کہ اس کے دیں کا نظام آئے

اسی نے ایماں کا نخل اگایا وہ ابرِ رحمت ہی بن کے چھایا
تمام دنیا پہ ہے یہ روشن وہ ساری دنیا کے کام آئے

خدا کرے میں نظر سے اپنی وہ سرزمینِ حجاز دیکھوں
جہاں سرورِ سجود حاصل جہاں پہ لطفِ قیام آئے

ہماری نعت گوئی ہے نمود اک نورِ ایماں کی

ہماری نعت گوئی ہے نمود اک نورِ ایماں کی
ثنا ممکن نہیں انساں سے اس ممدوحِ یزداں کی

میں کس صورت سے دوں تشبیہ ان کے روئے تاباں کی
نہ صورت مہر کی ایسی نہ مہتابِ درخشاں کی

رسائی مرتبہ تک ان کے کب ہے فہم انساں کی
اسے تو فی الحقیقت جانتی ہے ذات یزداں کی

حبیبِ کبریا ہے وہ بنا ہے بزمِ امکاں کی
اسی نے سیر کی اسریٰ میں جلوہ گاہِ یزداں کی

خدا اس کی رسالت پر قسم کھاتا ہے قرآں کی
اسی نے ناخدائی کی بالآخر نوعِ انساں کی

نہ کیوں ممنون ہو ساری خدائی ان کے احساں کی
بدل دی آ کے آقا نے مرے تقدیر انساں کی

ہمارے پاس ان کی دی ہوئی مشعل ہے ایماں کی
خدائی چل نہیں سکتی کسی فرعون و ہاماں کی

کھلے گلہائے تر، مہکی روش، چہکے عنادل بھی
وہ کیا آئے کہ قسمت کھل گئی اپنے گلستاں کی

شہنشاہِ دو عالم کا وہ عالی آستانہ ہے
جبینِ عاجزی خم ہو جہاں پر میر و سلطاں کی

رسالت منتہی ان پر نبوت مختتم ان پر
نظر آس میں جسے شک ہو وہ مانگے خیر ایماں کی

ظلمتِ کفر میں ایماں کا اجالا نکلا

ظلمتِ کفر میں ایماں کا اجالا نکلا
مطلعِ دہر پہ جب سے مہِ بطحا نکلا

چاند سے بڑھ کے چراغِ رخِ زیبا نکلا
حسنِ سیرت میں فرشتوں سے بھی بالا نکلا

زہے قسمت کہ پیمبر وہ ہمارا نکلا
جو کہ محبوبِ خداوندِ تعالیٰ نکلا

ناظرِ جلوہ گہِ عرش وہ تنہا نکلا
سارے نبیوں میں وہی صاحبِ اسرا نکلا

ان کے خم خانۂ توحید میں جو آ نکلا
بادہ آشام نہ پھر اس سے پیاسا نکلا

کام آتا کوئی محشر میں نہ ایسا نکلا
اک وہی صلِّ علیٰ ملجا و ماویٰ نکلا

جو بھی خوش بخت غلامِ شہِ والا نکلا
تا قیامت وہ مسلمانوں کا آقا نکلا

چپہ چپہ وہ ترا نقشِ کفِ پا نکلا
رشکِ گلزارِ ارم شہرِ مدینہ نکلا

تیرا قرآن ہدایت کا صحیفہ ہی نہیں
وہ تو انسان کے ہر دکھ کا مداوا نکلا

رعب و ہیبت سے سرافگندہ ہوئے لات و منات
عظمتِ رب کا جو پرچم وہ اڑاتا نکلا

جس جگہ روز برستی ہے خدا کی رحمت
جا کے دنیا نے جو دیکھا ترا روضہ نکلا

کون جانے گا نظر آن کا مقامِ عظمت
عقلِ انساں کی رسائی سے کہ اونچا نکلا

اے ہستیِ پاکِ کون و مکاں تو روحِ روانِ ہستی ہے

اے ہستیِ پاکِ کون و مکاں تو روحِ روانِ ہستی ہے
دنیا ہے یہ تیری منت کش تو ہے تو یہ بستی بستی ہے

وحدت کے خمستاں سے تیرے اک بار ہوا جو ساغر کش
تا حشر نہ اتری مستی پھر کچھ ایسے غضب کی مستی ہے

ہے تیری طلب ہی جانِ طلب اس کرگہِ دو روزہ میں
وہ آرزو تیری آرزو ہے جو سب کے دلوں میں بستی ہے

آہنگ بھرا اک نغمہ کا ہر پردۂ سازِ ہستی میں
اب کیفِ نوائے ہستی اک اب ایک نوائے ہستی ہے

سمجھیں کہ نہ سمجھیں اہلِ ہوس مانیں کہ نہ مانیں اہلِ غرض
حقاً ترے دینِ قیّم کی ہر دین پہ بالادستی ہے

انوارِ خدا کا مرکز ہے وہ روضۂ انور صلِّ علیٰ
وہ شہرِ مدینہ کیا کہئے انوارِ خدا کی بستی ہے

اس رات کی باتیں جب سے سنیں معراج کا قصہ جب سے سنا
اس دن سے ہماری نظروں میں یہ اوجِ فلک بھی پستی ہے

اس درجہ بڑی وہ ہستی ہے ہستی نہیں اس سے کوئی بڑی
گر اس سے بڑی ہستی پوچھیں تو ایک خدا کی ہستی ہے

امت کی طرف محبوبِ خدا رحمت کی نظر فرمائیں کہ اب
مائل بہ تنزل ہے ہر دن ہر گام بہ سمتِ پستی ہے

گرچہ ہر حرفِ سخن لؤلؤ و مرجاں ہو جائے

گرچہ ہر حرفِ سخن لؤلؤ و مرجاں ہو جائے
مدحت پر وہ کہاں اس کے جو شایاں ہو جائے

ملتفت جب نگہِ رحمتِ یزداں ہو جائے
دل سے مصروفِ ثنائے شہِ شاہاں ہو جائے

بے نقاب ان کا اگر چہرۂ تاباں ہو جائے
حسنِ مہتابِ جہاں تاب یہ پرآں ہو جائے

آدمی کیوں نہ اس انساں پہ حیراں ہو جائے
جس کی سیرت بخدا جامعِ قرآں ہو جائے

صاحبِ عقل و خرد صاحبِ عرفاں ہو جائے
آدمی ان کا جو پیرو ہو تو انساں ہو جائے

نگہِ چشمِ نبوت کا جو فیضاں ہو جائے
صدقِ صدیقؓ پہ خود صدق بھی حیراں ہو جائے

ابنِ خطاب عمرؓ عدل کی میزاں ہو جائے
"اسد اللہ" علیؓ ہو "غنی" عثماںؓ ہو جائے

کرم اے شاہِ امم خواجۂ گیہاں ہو جائے
میرے پہلو میں جو دل ہے وہ مسلماں ہو جائے

لاکھوں احساں ہیں ترے یہ بھی اک احساں ہو جائے
حشر میں مجھ پہ ترا سایۂ داماں ہو جائے

چشمِ رحمت جو تری سلسلہ جنباں ہو جائے
مجھ خطاکار کی بخشش کا بھی ساماں ہو جائے

جب خدا ان سے ملاقات کا خواہاں ہو جائے
شبِ معراج سرِ عرش وہ مہماں ہو جائے

ہے تمنائے نظرؔ بارگہِ عالی میں
بار پائے تو وہیں آپ پہ قرباں ہو جائے

خوشا ذکر اس نبوت کے بطل کا

خوشا ذکر اس نبوت کے بطل کا
زباں میری مزہ لوٹے عسل کا

کرے گا کیا کوئی توصیف اس کی
جو ہے شہکار نقاشِ ازل کا

یقیناً آپ کی ذاتِ گرامی
سراپا آئینہ حسنِ ازل کا

انہیں کے ذکر کا اعجاز ہے یہ
بڑھا ہے کیف مینائے غزل کا

قدومِ میمنت سے چھٹ گیا سب
جو اس عالم پہ طاری تھا دھندلکا

بنایا مامنِ انساں وہ خطہ
اکھاڑی جو کہ تھا جنگ و جدل کا

وہ تارا عرش کا تھا اس گھڑی بھی
ستارہ جب نہ تھا صبحِ ازل کا

وہ ہے سرور وہ ہے سرکارِ عالم
وہی ہادی ہے اقوام و ملل کا

نبی بعد ان کے اب آئے کہاں سے
بدل ممکن نہیں نعم البدل کا

رفاقت عمر بھر کی جس نے اس کی
پسِ مردن بھی ہے ساتھی بغل کا

منقش لوحِ دل پر اس کا قرآں
نہیں امکاں کسی ردّ و بدل کا

مرے اللہ پہنچا دے مدینہ
کہ اب تو آفتابِ عمر ڈھلکا

تمنا یہ بھی پوری ہو نظرؔ کی
مدینے میں پیام آئے اجل کا

رسولوں میں والا مقام اللہ اللہ

رسولوں میں والا مقام اللہ اللہ
صفِ انبیاء کا امام اللہ اللہ

وہ شب بھر سجود و قیام اللہ اللہ
عبادت کا وہ التزام اللہ اللہ

نبیؐ پر مرے بالدّوام اللہ اللہ
درود و صلوٰۃ و سلام اللہ اللہ

ہے شاہوں سے اونچا مقام اللہ اللہ
غلاموں کے ان کے غلام اللہ اللہ

نبوت، رسالت، فضیلت، سعادت
سبھی کچھ ہے ان پر تمام اللہ اللہ

صحیفہ جو اترا شہِ مرسلاں پر
ہے کیا ہی بلاغت نظام اللہ اللہ

جو فرمائیں وہ سب اتر جائے دل میں
وہ حسنِ بیان و کلام اللہ اللہ

پئیں جام وحدت کا سب بے محابا
ہے ساقی کا خود اذنِ عام اللہ اللہ

کوئی اس کے اخلاقِ عالی کو دیکھے
پئے دشمناں عفوِ عام اللہ اللہ

درود اس پہ بھیجیں بحکمِ الٰہی
فرشتے بصد احترام اللہ اللہ

شہِ دیں کے ہاتھوں سے پائے نظرؔ بھی
سرِ حشر کوثر کا جام اللہ اللہ

کم ہے محیطِ فکر اور تنگ ہے ظرفِ آگہی

کم ہے محیطِ فکر اور تنگ ہے ظرفِ آگہی
مدحتِ آنحضور سے عہدہ برآ ہو کیا کوئی

ہے یہی عطرِ آگہی حاصلِ علم ہے یہی
بعدِ خدائے عزّ و جل مرتبۂ محمدیؐ

شمع ہدیٰ لئے ہوئے آئے ہزارہا نبیؐ
خاتمِ انبیاء کی ہے بات مگر کچھ اور ہی

گیسوئے تابدار سے ظلمتِ شب ڈری ڈری
اور زِ بوئے دل کشا خوشبوئے مشک اڑی اڑی

واہ وہ چشمِ سُرمگیں مست الست و سرمئی
چہرۂ پاک سے خجل ماہ کی ساری مہوشی

دانت کی آب و تاب اف دیکھ کر جن کی دل کشی
بحر کی تہ میں جا چھپا گوہر آبدار بھی

فرش پہ لیٹتا ہے اف عرش کا ہو کے آدمی
سادگی و فروتنی واہ بایں شہنشہی

ڈھل گیا آفتابِ عمر بڑھ گئی آرزو نظرؔ
دیکھ لوں خانۂ خدا دیکھ لوں روضۂ نبیؐ

صبح دم آمنہ بی کی آغوش میں جب وہ عالی نسب نیک نام آ گیا

صبح دم آمنہ بی کی آغوش میں جب وہ عالی نسب نیک نام آ گیا
دیکھنے والے سب کہہ اٹھے مرحبا بدرِ کامل بہ حسنِ تمام آ گیا

حکمِ ربی سے چرخِ نبوت پہ جب نور افشاں وہ ماہِ تمام آ گیا
ظلمتیں سب رخِ دہر سے چھٹ گئیں ظلمتوں کو فنا کا پیام آ گیا

دید کو ماہ و سیارگاں آ گئے اور خورشید بھی تیز گام آ گیا
بزمِ کونین میں چار سو غل ہوا دیکھو محبوبِ ربِ انام آ گیا

لوحِ محفوظ میں جو کہ محفوظ تھا وہ اتر کر خدا کا کلام آ گیا
اب سرِ عرش رہنے میں حکمت نہ تھی جبکہ دنیا میں خیر الانام آ گیا

اک فرشتہ کہ خدمت پہ مامور ہے صبح دم آ گیا وقتِ شام آ گیا
اب خدا کا لئے وہ سلام آ گیا اب لئے کوئی تازہ پیام آ گیا

میکدہ بند تھا کوئی رونق نہ تھی بادہ خواروں کی قسمت تھی سوئی ہوئی
ساقیِ دو جہاں کی عنایت سے پھر میکدہ چل پڑا دورِ جام آ گیا

مقتدی بن کے اقصیٰ میں موجود سب انبیاء منتظر صف بہ صف باادب
لو وہ ختم الرسل حضرتِ مصطفیٰؐ احمدِ مجتبیٰؐ سا امام آ گیا

شب ہے اسرا کی آج ان کی معراج ہے لذتِ قربِ رب مرحبا مرحبا
اب یہاں جبرئیل امیں بھی نہیں لامکاں میں یہ کیسا مقام آ گیا

قول ان کا ہے کیا حق کی میزان ہے خلق ان کا ہے کیا عین قرآن ہے
ناز کر، امتِ مسلمہ ناز کر تیرا ہادی وہ عالی مقام آ گیا

قلبِ مضطر کو دولت سکوں کی ملے اس نظرؔ کو زیارت سے سرشار کر
چلتے چلتے شہا دشتِ غربت میں اب عمر ڈھلنے لگی وقتِ شام آ گیا

میں ثنا گوئے محمد مصطفیؐ برسوں سے ہوں

میں ثنا گوئے محمد مصطفیؐ برسوں سے ہوں
تا دمِ آخر خدا توفیق دے نعتیں لکھوں

صورتِ انور کی کس صورت سے میں تشبیہ دوں
ایسی جب صورت نہیں کوئی سبہ بزمِ کاف و نوں

جسمِ سیمیں پاک از بارِ لباسِ فاخرہ
اک چٹائی شہ نشیں ہے تکیہ و توشک بدوں

بے نیازِ مال و زر ہے وہ شہِ فقر و غنا
پائے استحقار اس کا بر رخِ دنیائے دوں

شہرِ طائف میں کلوخ اندازیِ اہلِ جفا
سر سے تا پائے مبارک جسم آلودہ بہ خوں

بو لہب بو جہل جیسے دشمنانِ آنحضورؐ
نارِ دوزخ میں جلیں گے یاں پہ بھی خوار و زبوں

جبکہ خدامِ شہِ ہر دوسرا کے ہیں مزے
میوہ و حور و قصور و سیر جنّت و عیوں

ان کے نام و کام کی شہرت تعالی اللہ خوب
تا فرازِ عرش ہے از اوجِ چرخِ نیلگوں

نورِ حق اپنا بکھیرے حشر تک روشن چراغ
کارگر ہوگا نہ اب کفر و ضلالت کا فسوں

گنبدِ خضراء فضا میں کس قدر ہے سر بلند
گنبدِ گردوں ہے ہر دم احتراماً سر نگوں

زندگی جب تک ہے، جب تک ہیں بجا ہوش وحواس
میں درود اس پر پڑھوں، پڑھتا رہوں، پڑھتا رہوں

وہ شفیع عاصیاں ہیں عرصہ گاہِ حشر میں
امر یہ تیرے لئے ہے اے نظرؔ وجہِ سکوں

فکر یکسو کر کے اپنی کر کے ہر غم برطرف

فکر یکسو کر کے اپنی کر کے ہر غم برطرف
نعت لکھتا ہوں نبیؐ کی اس سے مجھ کو ہے شغف

جا نہیں سکتیں نگاہیں آسماں کے اس طرف
دیکھ سکتے ہیں کہاں ہم آپ کا اوجِ شرف

میں نہ لوں دُرِّ عدن لعلِ بدخشاں بالعوض
ان کے پائے ناز کی مٹی ملے گر کف دو کف

یہ ادا تم سے ہی سیکھی اے شہِ دینِ ہدیٰ
فی سبیل اللہ رہنا سر بکف خنجر بکف

مل گئی تیرے توسط سے صراطِ مستقیم
ہوگیا قلبِ پریشاں خیر سے اب یک طرف

ہے سرِ فہرستِ یارانِ نبیؐ وہ یارِ غار
آپ کے خدام کی فہرست میں شاہِ نجف

عرض اے آقائے دیں تم سے ہے با شرمندگی
ترک ہم سے ہو گئی راہِ بزرگانِ سلف

رہنمائے زندگی بخشی تھی تو نے جو کتاب
طاقِ نسیاں میں پڑی ہے ریشمی جزداں میں لف

بے نمازی ہیں ہزاروں چند ہیں اہلِ نماز
مسجدیں ویران ہیں خالی پڑی ہے صف کی صف

پنجگانہ کے علاوہ روزہ و حج و زکوٰۃ
سب کے سب ارکانِ دیں ہی تیرِ غفلت کا ہدف

عادتیں اتنی ہیں بگڑی عام ہے کذب و دروغ
جس سے سچی بات کہئے ہو مزاج اس کا الف

ساز و نغمہ کے ہیں رسیا جزوِ دیں ہے رنگ و راگ
بن گیا دینِ متیں تیرا تمسخر کا ہدف

شرک و بدعت کی ہوا نے کر دیا تاراج انہیں
ہوگئیں ساری بہاریں گلشنِ دیں کی تلف

حوضِ کوثر کا نظارہ دیدنی ہے، دیکھنا
ہے وہاں پر ساقیِ گلفام ہی ساغر بکف

قبلۂ کعبہ ادھر ہے اس طرف کعبہ نظرؔ
بیچ رستہ میں کھڑا سوچوں کہ جاؤں کس طرف

خاطی کہاں یہ اور کہاں نعتِ آنجناب

خاطی کہاں یہ اور کہاں نعتِ آنجنابؐ
لیکن ثنا نگار ہوں از نیتِ ثواب

صدیاں گزر گئیں مہ بطحا ہے در حجاب
عالم تمام پھر بھی ہے جلووں سے فیض یاب

صورت ہے پر جمال تو سیرت ہے ہر کمال
اس کی کوئی نظیر نہ اس کا کوئی جواب

دستورِ زندگی ہے اور آئینِ بندگی
اس فخر انبیاء پہ جو نازل ہوئی کتاب

اقوال منضبط ہیں سب احوال مستطر
سب کو کھلی کتاب ہے اک ذاتِ آنجناب

چنتیں رہیں گے لوگ انہیں تا قیامِ حشر
اتنے لٹا گیا ہے وہ حکمت کے دُرِّ ناب

پیری میں تھا وہ مثلِ جواں از رخِ عمل
طبعاً بزرگ سا تھا وہ در عالمِ شباب

غیر از مدینہ مجھ کو نہ آئے پیامِ موت
یارب دعا ہے یہ مری مٹی نہ ہو خراب

ان کا شمار ہو نہ سکے اے نظرؔ کبھی
احساں شہِ رسل کے ہیں دنیا پہ بے حساب

نہیں شعر و سخن میں گو مجھے دعوائے مشاقی

نہیں شعر و سخن میں گو مجھے دعوائے مشاقی
مگر لکھتا ہوں نعتیں میں سمجھ کر فرض اخلاقی

نہیں میں ہی اکیلا جانتا ہوں تجھ کو میں ساقی
زمانہ تجھ سے واقف ہے تری شہرت ہے آفاقی

کھلا ہے میکدہ تیرا بہ ہر دم دورِ ساغر ہے
جو اہلِ ذوق ہیں رہتے ہیں وہ مصروفِ ذواقی

ہزاروں خوبیاں یکجا ہیں تیری ذاتِ واحد میں
نمایاں تیرے پیکر میں خدا کی شانِ خلاقی

جو زہر کفر سے مسموم تھے آخر ہوئے اچھے
ترے اک ساغرِ وحدت کا ہے یہ کارِ تریاقی

امینِ جان و دولت بن گئے تیری بدولت وہ
جو رہزن کارواں کے تھے، تھا پیشہ جن کا قزاقی

خوشا قسمت کہ تیرا نام روشن ہے قیامت تک
ترا قرآن باقی ہے رسالت ہے تری باقی

وہی ہے ہاں وہی ہے ہو بہو جیسا ہوا نازل
نہیں قرآن میں واللہ کوئی حرفِ الحاقی

تری امت کی حالت ہو گئی ناگفتہ بہ شاہا
عداوت ہے، تشتت ہے، ہے باہم بغض و ناچاقی

مرے آقا دعا کیجے ہمارے حق میں یوں رب سے
کہ پیدا ہم میں ہو جائے خدا خوفی خوش اخلاقی

تمنا آخری یہ ہے کہ تیرے حوضِ کوثر سے
نظرؔ کو بھی عطا ہو جائے اک ساغر مرے ساقی

کس درجہ تلفظ آساں ہے معناً بھی نہایت اسعد ہے

کس درجہ تلفظ آساں ہے معناً بھی نہایت اسعد ہے
رکھا ہے خدا نے چن کر ہی کیا نامِ گرامی احمدؐ ہے

اعلیٰ ہے نہایت ارفع ہے عزت کی جو پائی مسند ہے
وہ ذاتِ مکرم صلِ علیٰ محبوبِ نگاہِ ایزد ہے

کیا سیرتِ اطہر ہے اس کی، کیا صورتِ انور، کیا قد ہے
سیرت ہے قسم کھانے والی، صورت ہے سو دلکش از حد ہے

انوار و تجلی کا مرکز محبوبِ خدا کا مرقد ہے
اللہ مجھے بھی پہنچا دے اس در پہ مرا یہ مقصد ہے

خلاقِ دو عالم نے بھیجا تا حشر نبیؐ ہے وہ سب کا
ہر بندۂ مومن شاہد ہے ہر نوکِ زباں پر اشہد ہے

اس نام کا کلمہ پڑھ کر سب در حلقۂ ایماں داخل ہوں
اس نام سے پھر جانے والا اسلام سے خارج مرتد ہے

ہر مومن و مسلم کے حق میں رحمت ہے وہ رحمت بھی ایسی
اس عالمِ فانی سے لے کر تا عالمِ محشر ممتد ہے

تقلید میں ہم بھی چومیں گے، چوما ہے جسے آنحضرتؐ نے
کچھ بحث نہیں اس سے ہم کو ظاہر میں وہ سنگِ اسود ہے

بعثت ہے بلاشک آخر میں نبیوں کی مگر صف میں اول
جو سب کی امامت کرتا ہو سوچیں تو وہ کتنا امجد ہے

اے شافعِ محشر ایک نظر در عرصۂ محشر مجھ پر بھی
ہر چند کہ خاطی ہوں لیکن امیدِ شفاعت بے حد ہے

قلم اٹھا تو لیا مدحِ مصطفیٰؐ کے لئے

قلم اٹھا تو لیا مدحِ مصطفیٰؐ کے لئے
خرد ہے سر بہ گریباں مگر ثنا کے لئے

یہ کائنات ضروری نہ تھی خدا کے لئے
سب اہتمام ہوا شاہِ دوسرا کے لئے

عطائے نطق ہے گر حمدِ کبریا کے لئے
ملا ہے سینے میں دل عشقِ مصطفیٰؐ کے لئے

بالاختصار ثنا کیجئے تو یوں کہئے
جہاں خبر ہے اسی ایک مبتدا کے لئے

بہ صحن مسجدِ اقصیٰ خوشا یہ نظارہ
صفِ رسل ہے گھڑی ان کی اقتدا کے لئے

حریم ذات خدا میں رسا شبِ اسرا
یہ رتبہ خاص ہے محبوبِ کبریا کے لئے

مرے حضور پہ اتری ہے وہ کتابِ حکیم
کہ جس میں نسخے ہیں ہر درد کی شفا کے لئے

برائے قبلۂ عالم بدل دیا قبلہ
خدا نے کام کیا آپؐ کی رضا کے لئے

تمہارا سایۂ داماں نصیب ہو جس کو
وہ آرزو نہ کرے سایۂ ہما کے لئے

خدا قبول کرے دیکھ لوں ترا روضہ
کہ ہاتھ اٹھے ہیں دونوں مرے دعا کے لئے

درود ان پہ پڑیں جب خدا کا ذکر کریں
یہی ہے روح نظر زہد و اتقا کے لئے

دل تھام لیا اور جگر تھام لیا ہے

دل تھام لیا اور جگر تھام لیا ہے
عشاق نے پھر جب کے ترا نام لیا ہے

وہ نامِ مبارک جو سرِ شام لیا ہے
تا صبح فرشتوں نے مرا نام لیا ہے

دنیا کے لئے نورِ ہدایت ہے سراپا
قرآن کی صورت میں وہ پیغام لیا ہے

جو ہو نہیں سکتا تھا کسی اور نبی سے
ان سے مرے اللہ نے وہ کام لیا ہے

فرمودۂ ربی ہے "رَفعنا لَکَ ذِکرَک"
اللہ سے انعام سا انعام لیا ہے

درکار تھا بندوں کے لئے رب کو نمونہ
تو اسوۂ پیغمبرِ اسلام لیا ہے

العظمۃ للہ سرِ عرش پہنچ کر
حد درجہ بڑا تمغۂ اکرام لیا ہے

کس درجہ ہیں خوش بخت وہ میکش کے جنہوں نے
توحید کا ہاتھوں سے ترے جام لیا ہے

اک ہاتھ میں قرآن ہے اور اک میں شریعت
کیا چاہئے اب ہم کو انہیں تھام لیا ہے

جانے نہیں دیتی مجھے کیوں جانبِ طیبہ
کیا میں نے ترا گردشِ ایام لیا ہے

جاں مست ہے، دل مست ہے، روشن ہے نظر بھی
میخانۂ وحدت سے ترے جام لیا ہے

اے کہ تو ہاشمی و مُطلبی ہے ساقی

اے کہ تو ہاشمی و مُطلبی ہے ساقی
تجھ پہ نازاں تری عالی نسبی ہے ساقی

ہے وہ محرومِ خرد اور غبی ہے ساقی
جو کہے بعد ترے کوئی نبی ہے ساقی

مختتم جس پہ رسالت وہ رسولِ اکرمؐ
منتہی جس پہ نبوت وہ نبیؐ ہے ساقی

نور سے تیرے وہی شعلہ ہوا چشمک زن
جس میں کوئی رمقِ بولہبی ہے ساقی

نام سنتے ہی ترے کہتے ہیں سب صلِ علیٰ
چپ رہے کوئی تو یہ بے ادبی ہے ساقی

شاد کامِ مئے توحید ہوئے جو میکش
ان کو کہتے نہ سنا تشنہ لبی ہے ساقی

نقشِ دل ہوتی ہیں آیات ترے مصحف کی
کیا ہی اعجازِ زبانِ عربی ہے ساقی

شافعِ روزِ جزا رحمتِ کونین خوشا
روح پرور یہ تری خوش لقبی ہے ساقی

حشر میں تشنہ لبی ان کا مقدر کیوں ہو
مرحبا جن کا رسولِ عربی ہے ساقی

جلوۂ صبح کے آثار ہویدا پھر ہوں
چار سو ظلمتِ تیرہ شبی ہے ساقی

کھو گئی اپنی نظر مال و زرِ دنیا میں
عقل حیراں ہے یہ کیا بوالعجبی ہے ساقی

مخدومِ بندگاں ہو خدا کے حبیب ہو

مخدومِ بندگاں ہو خدا کے حبیب ہو
خوش خلق ہو جمیل ہو روشن نصیب ہو

مرتاض و پارسا ہو تم عبدِ منیب ہو
سرتاجِ انبیاء ہو خدا سے قریب ہو

دنیائے بے ادب کے لئے تم ادیب ہو
وحدانیت کی شمع، عمل کے نقیب ہو

تاخیر سے ہو کوئی، کوئی عنقریب ہو
جب تم دعا کرو تو خدا مستجیب ہو

تلمیذِ رب ہو اور معلم قرآن کے
دانا ہو، نکتہ سنج ہو مردِ لبیب ہو

روحانیت کے روگ ہوئے سب شفاپذیر
نباضِ بے نظیر ہو ماہر طبیب ہو

لسانِ عصر زورِ خطابت پہ دنگ ہیں
وہ افصح اللسان وہ عالی خطیب ہو

ملنا شگفتہ روئی سے ہر آدمی کے ساتھ
چاہے کوئی امیر ہو چاہے غریب ہو

صلِ علیٰ کا ورد جو رکھتا ہے روز و شب
کیوں اس پہ مہرباں نہ خدائے مجیب ہو

رگ رگ میں مثلِ خوں ہے محبت رچی ہوئی
ظاہر کو ہم سے دور ہو بر اُ قریب ہو

نقشِ قدم پہ ان کے جو چلتے رہے نظرؔ
امید ہے کہ ان کی شفاعت نصیب ہو

اللہ کی رحمت ہے تری چشمِ کرم اور

اللہ کی رحمت ہے تری چشمِ کرم اور
پوری ہو جب اک نعت تو کرتا ہوں رقم اور

تو شاہِ حرم، شاہِ عرب، شاہِ عجم اور
تیرا ہے خوشا عزّ و شرف جاہ و حشم اور

مٹ جاتا ہے غم ایک تو لاحق مجھے غم اور
چھینٹے ابھی رحمت کے ذرا ابرِ کرم اور

دونوں ہیں طرحدار کے ثانی نہیں جن کا
وہ صورتِ انور وہ ترا حسنِ شیئم اور

وحدت کی پلادی ہے مگر اے مرے ساقی
جامِ مئے کوثر کا بھی ہو جائے کرم اور

قرآن کے جلووں سے منور ہے ہر اک راہ
رہبر ہے زمانے کو ترا نقشِ قدم اور

ایذاؤں کو طائف کی سنا اور نہ ہمدم
ہم سن نہیں سکتے انہیں اس رب کی قسم اور

دوڑیں گے یہ سب تیرے ہی میخانہ کی جانب
جب پیاس سے ہو جائے گی دنیا لبِ دم اور

عاصی ہوں وہی میں، ہو خطا بخش وہی تم
اس عرصۂ محشر میں بھی تم اور نہ ہم اور

شوقِ دل کا وفور کیا کہیے

شوقِ دل کا وفور کیا کہیے
لب پہ نعتِ حضورؐ کیا کہیے

باعثِ ہر ظہور کیا کہیے
ذاتِ پاکِ حضورؐ کیا کہیے

اک سراپائے نور کیا کہیے
قامتِ آں حضورؐ کیا کہیے

عالمِ کیف و نور کیا کہیے
سر و قدِ حضورؐ کیا کہیے

چاند کا ماند نور کیا کہیے
چہرۂ آں حضورؐ کیا کہیے

نور و تفسیر نور کیا کہیے
سیرتِ آں حضورؐ کیا کہیے

روشنی دور دور کیا کہیے
نقشِ پائے حضورؐ کیا کہیے

باعثِ صد سرور کیا کہیے
ذکرِ پاکِ حضورؐ کیا کہیے

طور یا رشکِ طور کیا کہیے
روضۂ آں حضورؐ کیا کہیے

مخرجِ سیلِ نور کیا کہیے
گنبدِ آں حضورؐ کیا کہیے

لطفِ جامِ طہور کیا کہیئے
صدقۂ آں حضورؐ کیا کہیئے

خم سرِ پر غرور کیا کہیئے
بر درِ آں حضورؐ کیا کہیئے

جس کو حورانِ خلد بھی ترسیں
وہ جمالِ حضورؐ کیا کہیئے

دو کمانیں ملی ہیں آپس میں
ابروئے آں حضورؐ کیا کہیئے

اس پہ لیلائے شب تصدق ہے
گیسوئے آں حضورؐ کیا کہیئے

کیف زا دل نشین و جاں پرور
ہر ادائے حضورؐ کیا کہیئے

کون پہنچا ہے عرشِ اعظم پر
ما سوائے حضورؐ کیا کہیئے

یار ان کے ہزارہا لیکن
یارِ غارِ حضورؐ کیا کہیئے

مرحبا ہے محیطِ دو عالم
سایۂ آں حضورؐ کیا کہیئے

اب مدینہ بلائے شاہا
ہے نظرؔ نا صبور کیا کہیئے

آساں تو نہیں لکھنی کچھ نعتِ نبیؐ آخر

آساں تو نہیں لکھنی کچھ نعتِ نبیؐ آخر
مجبور کیا دل نے لکھنی ہی پڑی آخر

رحمت کی نظر میرے اللہ نے کی آخر
نبیوں میں جو اول تھا بھیجا وہ نبیؐ آخر

باقی تھی کسر تھوڑی جو قصرِ نبوت میں
بعثت سے محمدؐ کی پوری وہ ہوئی آخر

نکلا جو مہِ بطحا کافور ہوئی ظلمت
اس عالمِ تیرہ کی تقدیر کھلی آخر

زخموں سے تھا چور انساں بے چارہ و بے درماں
وہ آیا تو اس نے ہی کی چارہ گری آخر

توحید کی چوکھٹ پر لے آئے وہ انساں کو
در در کی گدائی سے اف جان چھٹی آخر

صف بستہ ملائک ہیں خدمت میں کمر بستہ
دربارِ مدینہ ہے اللہ غنی آخر

محشر میں جو کام آتا نکلا نہ کوئی ایسا
اس امتِ عاصی کے کام آئے وہی آخر

دربار میں آقا کے پہنچے کا نظر تو بھی
وہ چشمِ کرم ہو گی تجھ پر بھی کبھی آخر

زہے اعجازِ انوارِ مدینہ

زہے اعجازِ انوارِ مدینہ
منور قلب ہے روشن ہے سینہ

ہٹالو سامنے سے جام و مینا
کہ پی رکھی ہے صہبائے مدینہ

دعائیں مانگئے گا با قرینہ
کہ بابِ استجابت ہے مدینہ

منور شہر در اقصائے عالم
بجوفِ خاتم اک جیسے نگینہ

وہیں ہوتا ہے کارِ مینا کاری
وہیں لے چلئے دل کا آبگینہ

ہے روضہ پر نزولِ رحمتِ حق
کہ ہے عرشِ معلیٰ کا وہ زینہ

کرم کی ہو نظر اُمت پہ شاہا
بہ موجِ قہر آگیں ہے سفینہ

جانتا ہوں تنگ ہے دامانِ علم و آگہی

جانتا ہوں تنگ ہے دامانِ علم و آگہی
مدحت شایانِ شاں کیسے کروں میں آپ کی

تو مرا برحق نبیؐ ہے میں ہوں تیرا امتی
میں ثنا خوانی کو تیری سمجھوں عینِ بندگی

روئے عالم پر تھی گہری تیرگی چھائی ہوئی
تو جو چمکا چاند بن کر تیرگی سب چھٹ گئی

تو پیمبر آخری ہے اے رسولِ ہاشمیؐ
تا قیامِ روزِ محشر اب نہیں کوئی نبیؐ

تیرے قدموں پر نچھاور سطوت و شانِ شہی
ہیچ تیرے سامنے دارائی و کیخسروی

چشمۂ نورِ ہدایت ہے برائے مومنیں
زندگی تیری سراپا روشنی ہی روشنی

حسنِ صورت سے تری بے شک خجل شمس و قمر
رات بھر چھپتا ہے کوئی دن میں چھپتا ہے کوئی

ترے حق میں رب نے فرمایا "علیٰ خُلُقٍ عظیم"
سیرتِ اقدس میں تیری ہے کچھ ایسی طرفگی

گو ردائے مفلسی میں عمر بھر لپٹا رہا
پھر بھی ہے مشہور تیری آج تک دریا دلی

تو رسائے خلوتِ یزداں ہوا اسرا کی شب
تیری قدر و منزلت اللہ اکبر یا نبیؐ

وحیِ ربِّ دو جہاں ماخذ ہے فرمودات کا
گھر نہ کیوں کر جائے دل میں بات سب چھوٹی بڑی

اے سپہ سالارِ اعظم غازیِ میدانِ جنگ
فتح پائی دشمنوں پر جنگ جب کوئی لڑی

امتِ عاصی کے حق میں رات بھر محوِ دعا
وہ قیام اللیل تیرا وہ خلوصِ بندگی

نفسی نفسی سب کہیں جب روزِ محشر آئے نظر
آپ ہی فرمائیں گے یا امتی یا امتی

جب تک نہ بڑھ کے خود ہی مشیت ہو دستگیر

جب تک نہ بڑھ کے خود ہی مشیّت ہو دستگیر
عاجز ثنائے پاک سے ہے بندۂ حقیر

صورت حضورِ پاکؐ کی رشکِ مہِ منیر
سیرت شہِ ہدیٰ کی ہے قرآن کی نظیر

رتبہ ترا بلند ہے شاہِ فلک سریر
شاہانِ ذی حشم بھی ترے در کے ہیں فقیر

تخصیص کچھ نہیں کوئی مفلس ہو یا امیر
اس زلفِ تابدار کا سارا جہاں اسیر

دانتوں کی آب وتاب پہ دُرِّ عدن نثار
ابرو کماں کی طرح تو مژگاں ہیں مثلِ تیر

وہ آب و رنگِ عارضِ تابانِ مصطفیٰؐ
گلگونۂ شفق کہ ہے جیسے یہیں اسیر

واللہ مصطفیٰؐ کی یہ معجز بیانیاں
دلکش ہر ایک قول ہے تقریر دل پذیر

احسان مند کیوں نہ ہو دنیا حضورؐ کی
بخشا بشر کو پرچمِ آزادیٔ ضمیر

تا کشمکش کوئی رہے باقی نہ درمیاں
آجر سے استوار کیا رشتۂ اجیر

وہ مسئلے تمام کئے چٹکیوں میں حل
جن کو سمجھ چکا تھا یہ انسان ٹیڑھی کھیر

لاکھوں سلام پڑھے گا بر آں گلیم پوش
جس نے کہ زیبِ تن نہ کیا اطلس وحریر

اس بارگاہِ قدس کی اللہ رے کشش
ہر گوشۂ جہاں سے چلے ہیں جوان و پیر

پرسانِ حالِ حشر میں کوئی نہ ہو گا جب
اس روز امتی کا وہی ہو گا دستگیر

وہ نور بھی بشر بھی بایں طور اے نظرؔ
روشن چراغ، خاک سے جس کا اٹھا خمیر

دیارِ محمدؐ سے کیا بن کے آئی

دیارِ محمدؐ سے کیا بن کے آئی
نسیمِ سحر دل کشا بن کے آئی

خدا کی قسم رہنما بن کے آئی
دلیلِ خدا مصطفیٰؐ بن کے آئی

خلیلِ خدا نے کہ چاہی دعا میں
وہ ہستی حبیبِ خدا بن کے آئی

اسی ذات سے آسماں بھی ہیں روشن
جو ظلمت کدے میں ضیا بن کے آئی

جو ساعت کہ گزری تھی ان کی ثنا میں
تجلی وہ تحت الثریٰ بن کے آئی

وہ ہستی کہ مستجمع خلق کُل ہے
نظر شانِ ربِ عُلا بن کے آئی

نگاہِ خلق و نگاہِ خدا گواہ بنے

نگاہِ خلق و نگاہِ خدا گواہ بنے
میں کہہ رہا ہوں کہ وہ مرکزِ نگاہ بنے

جہاں پناہ بنے اور کج کلاہ بنے
غلام ان کے، زمانے کے سربراہ بنے

وہ ذاتِ پاک جو مہمانِ عرشِ اعظم ہو
نہ کیوں نشانِ شرف رشکِ عزّ و جاہ بنے

ہیں آسمانِ نبوت کے انبیاء مہتاب
خدا کے فضل سے لیکن وہ رشکِ ماہ بنے

خبر انہیں سے ملی لا الٰہ الّا اللہ
وگرنہ پہلے تو بت بھی مرے الٰہ بنے

تلاشِ جادہ و منزل کی کیا مجھے تکلیف
نقوشِ پائے مبارک چراغِ راہ بنے

ترے اشارۂ ابرو پہ جایئے قرباں
قدم قدم پہ مجھے مانعِ گناہ بنے

اسی کے دامنِ رحمت میں ہے جہاں کا سکوں
بروزِ حشر بھی جو دامنِ پناہ بنے

میں منتظر ہوں نظر آس گھڑی کا اس دن کا
بہ سمت کوئے مدینہ سفر کی راہ بنے

مذاقِ شعر و سخن ازل سے مجھے خدائے ازل نے بخشا

مذاقِ شعر و سخن ازل سے مجھے خدائے ازل نے بخشا
مزید اس کی عطا ہے ذوقِ ثنائے پاکِ حضورؐ والا

نبی نہ نبیوں میں کوئی ان سا صفِ رسل میں نہ کوئی ایسا
ابوالبشرؑ تا بہ ابنِ مریمؑ پڑھا سبھی کو، سبھی کو پرکھا

تمام نبیوں میں تھا جو اول بہ دورِ آخر اسی کو بھیجا
تمام عالم کی رہبری کو نگاہِ یزداں میں تھا وہ تنہا

اسی نے توڑا طلسمِ ظلمت اسی سے روشن ہے بزمِ دنیا
وہ جس کو کہتے ہیں ماہِ طیبہ وہ جس کو کہتے ہیں شاہِ بطحا

وہی بنا ہے صدائے دل اب وہی ہے اہلِ جہاں کا ماوا
صدائے حق جس کی اول اول ہوئی تھی ثابت صدا بہ صحرا

ہے اوڑھنا جس کا ایک کملی وہ جس کا بستر تھا بوریہ سا
درود پڑھتے ہیں اس نبیؐ پر مسبحانِ ملائے اعلیٰ

وہ شاہِ شاہاں وہ شاہِ دوراں وہ شاہِ دنیا وہ شاہِ عقبیٰ
غلام اس کے شجاع و دارا ہے اس کے قدموں میں تاجِ کسریٰ

پہنچ کے دربار میں اسی کے سکون ملتا ہے زائروں کو
وہ بے نصیبوں کا ہے مقدر ستم رسیدوں کا وہ ہے ملجا

نظرؔ سے اپنی مزار دیکھوں درود بھیجوں سلام پڑھ لوں
یہی تمنائے آخری ہے کبھی جو پہنچا دے میرا مولا

لکھ سکے کون تری شان بڑی ہے ساقی

لکھ سکے کون تری شان بڑی ہے ساقی
حسبِ توفیق ثنا ہم نے لکھی ہے ساقی

مرحبا صورتِ زیبا وہ تری ہے ساقی
جیسے کہ نور کے سانچے میں ڈھلی ہے ساقی

حسنِ سیرت کی ترے دھوم مچی ہے ساقی
اس کی توصیف خود اللہ نے کی ہے ساقی

تو نے جو بات بھی واللہ کہی ہے ساقی
دل نشیں، صاف اٹل اور کھری ہے ساقی

محفلِ ناز تری خوب سجی ہے ساقی
یارِ غارؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ ہے ساقی

گردنِ شاہ و شہنشاہ جھکی ہے ساقی
تیری سرکار بڑی، سب سے بڑی ہے ساقی

جو کہا تو نے اسے کر کے دکھایا اس نے
قول کا اپنے تو پکا ہے دھنی ہے ساقی

حسن پر آپؐ کے قربان کرے جاں دنیا
حسنِ یوسفؑ پہ تو انگلی ہی کٹی ہے ساقی

شبِ معراج سرِ عرشِ بریں بھی پہنچا
ایسی توقیر کسے اور ملی ہے ساقی

امتی امتی محشر میں تو ہی فرمائے
اور نبیوں کو تو اپنی ہی پڑی ہے ساقی

تیرے روضہ کی زیارت سے ہے محروم نظرؔ
رحمتِ رب سے مگر آس لگی ہے ساقی

مقتبس جلوۂ رخ سے جو ہے صبح روشن

مقتبس جلوۂ رخ سے جو ہے صبحِ روشن
ظلمتِ شب ہوئی روپوش ترے بالوں میں

آپؐ کو انس ہے جس سے وہ خدا کو پیارا
آپؐ سے جس کو محبت ہے وہ دل والوں میں

مکرِ ابلیس سے ہشیار کیا تھا تو نے
ہم مگر آ گئے مکار کی پھر چالوں میں

اب نہ معروف کی تلقیں ہے نہ منکر کی نہی
پھنس کے ہم رہ گئے دنیا ہی کے جنجالوں میں

تری امت کا تو منصب تھا جہاں بانی کا
خیرِ امت وہی اب ہوگئی نقالوں میں

اپنی امت کے تھے رکھوالے پیمبر سارے
شان اونچی ہے مگر آپ کی رکھوالوں میں

کر دیا کام جو تیئیس برس میں تو نے
ہو سکے وہ نہ کسی سے کئی سو سالوں میں

امتی امتی یکساں ہیں نظر میں تیری
فرق رکھا نہ روا گوروں میں اور کالوں میں

زباں پر ہے مری نعتِ پیمبرؐ

زباں پر ہے میری نعتِ پیمبرؐ
اٹھی موجِ مسرت دل کے اندر

ثنا خواں جس کا ہو خلاقِ اکبر
ثناء اُس کی بشر سے ہو تو کیونکر

زمیں پر ہے نہ کوئی آسماں پر
کہیں ان کا مقابل ہے نہ ہمسر

خدا کی ذاتِ بے ہمتا کا مظہر
صفاتِ رب کا مجموعہ سراسر

زہے صورت کہ ہے بے حد منور
وہ بوئے زلف رشکِ مشک و عنبر

وہ دندانِ مبارک مثلِ گوہر
وہ انکے عارض رنگیں گل تر

سر مژگاں وہ جیسے تیر و نشتر
وہ ابروئے خمیدہ مثلِ خنجر

منور وہ، مقدس وہ، وہ انور
مطہر وہ ہے طاہر وہ، وہ اطہر

ہے احمد وہ، محمد وہ، وہ دلبر
ہے وہ بندہ خدا کا بندہ پرور

وہ ہادی وہ ہی مہدی وہ ہی رہبر
وہ فاتح وہ دلاور وہ مظفر

گہر ہائے حقیقت کا شناور
علومِ معرفت کا وہ سمندر

رسائی اس کی ہے عرشِ بریں پر
شبِ اسرا نے دکھلایا یہ منظر

گروہِ انبیاء کا وہ ہے افسر
وہ مہتابِ درخشاں سب میں اختر

نبی آئے یہاں بہتر سے بہتر
نہیں کوئی مگر ان کے برابر

ہیں چار اصحاب یہ ہر دم کے یاور
ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ

جہانِ چار سو میں جلوہ گستر
انہیں سے روشنی ہے دل کے اندر

متاعِ زندگی پر ان کی ٹھوکر
وہ مستغنی وہ ہے دل کا تونگر

غذا نانِ جویں ان کی تھی اکثر
کھجوروں کی چٹائی ان کا بستر

جو ان کا ہو گیا چمکا مقدر
جو رو گرداں ہوا کافر ستمگر

وہ کام آئے سرِ میدانِ محشر
پلائے امتی کو جامِ کوثر

کتاب ان کی حقائق کا سمندر
بتاتی ہے ہمیں معروف و منکر

شریعت آپ کی شمع منور
دکھاتی ہے ہمیں ہر راہ بہتر

وہ آئے جبکہ اس باغ جہاں میں
چمن تھا یہ خزاں آغوش و ابتر

خدا کے گھر میں تھی پوجا بتوں کی
حرم تھا بت کدہ اللہ اکبر

قدم کے رنجہ فرماتے ہی لیکن
کلی چٹکی۔ مہک اٹھا گل تر

بچھا سبزہ قدم بوسی کو انکی
مؤدب ہو گئے سرو و صنوبر

طیور نغمہ خواں سب چہچہائے
ترانے گائے مل کر روح پرور

بڑھی رونق جو صحنِ گلستاں کی
چلی بادِ بہاری مسکرا کر

سدھارا حالِ بد اہل چمن کا
چمن والوں کی خاطر کھائے پتھر

دریدہ پیرہن تھی آدمیت
کھلے انساں پہ سب انساں کے جوہر

جھکا تھا سر جو پیشِ لات و عزیٰ
جھکایا اسکو پیشِ ربِ برتر

غرض انسان کو جینا سکھایا
کہ جنکی زندگی پہلے تھی دو بھر

نظرؔ سے نعت یہ سن کر سبھی نے
کہا صد آفریں پڑھیے مکرر

نعتِ حبیبِ پاکؐ کا مجھ کو مذاق ہے

نعتِ حبیبِ پاکؐ کا مجھ کو مذاق ہے
مجھ پر بھی فضلِ خالقِ نیلی رواق ہے

محبوبِ کبریا ہے امام الرسل ہے وہ
کیا عزّ و جاہ و منزلت و طمطراق ہے

وہ صادق الحدیث، ملقب بہ الامیں
دشمن بھی متفق ہیں عجب اتفاق ہے

وہ مصحفِ اعظم کہ اترا ہے آپ پر
اس میں شفاءِ دل ہے علاجِ نفاق ہے

تخلیقِ کائنات کا وہ نقشِ اولیں
دنیائے رنگ و بو کا سیاق و سباق ہے

اعجازِ یک اشارۂ انگشت دیکھنا
ماہِ منیر پر عمل انشقاق ہے

خلوت سرائے عرش میں یک شب وہ باریاب
روح الامیں کے ساتھ سوارِ براق ہے

کلمہ نہ اس نبی کا پڑھیں جو کہ عمر بھر
یومِ حساب ان کی سزا احتراق ہے

اس کی طرف سے آئے ذرا سوءِ ظن اگر
ایماں کی لذتوں سے یہ ایماں فراق ہے

در طاقِ دل نہیں ہے کتابِ ہدیٰ تیری
امت نے رکھ دیا اسے بالائے طاق ہے

صوم و صلوٰۃ ہے نہ ادائے زکوٰۃ و حج
ہر ایک چیز اب دلِ امت پہ شاق ہے

جیسے کہ اس کو یاد نہیں دارِ آخرت
دنیائے دوں سے عشق بحدِ مراق ہے

دیدارِ روضۂ نبوی کی سحر ہو اب
اب تو سوادِ ہجر میرے دل پہ شاق ہے

لکھ لکھ کہ نعت سب کو سناتا رہا نظرؔ
تیرے حضور پڑھنے کا اب اشتیاق ہے

ثنائے محبوبِ کبریا کی ملی ہے توفیق رب سے ہم کو

ثنائے محبوبِ کبریا کی ملی ہے توفیق رب سے ہم کو
ہوا ودیعت زِ روزِ اول لگاؤ شعر و ادب سے ہم کو

شرابِ وحدت کا جامِ خالص پلا دیا اس نے جب سے ہم کو
سرورِ باطل سے واسطہ کچھ غرض نہ بنتِ عنب سے ہم کو

جو اس کا دربار دیکھ آئے جو اس کی جالی کو چوم آئے
وہ صاحبانِ نصیب ہیں سب لگاؤ گہرا ہے سب سے ہم کو

زمانہ بے شک لگائے ٹھوکر مگر نہ جائیں گے ہم تو اٹھ کر
تمہارے در سے چمٹ رہے ہم شعور آیا ہے جب سے ہم کو

وہ دشمنِ جانِ مصطفیٰؐ تھا وہ دشمنِ دینِ مصطفیٰؐ تھا
ہزار بغض و عناد و غصہ یونہی تو ہے بولہب سے ہم کو

تمہارے دیں کو کریں گے غالب یہی ہے منزل اسی کے طالب
تمام کافر اگرچہ دیکھیں نگاہِ غیظ و غضب سے ہم کو

ہے وجہِ تسکینِ قلبِ مضطر تری شفاعت ہی روزِ محشر
ہے ورنہ خوف و ہراس بے حد ذخیرۂ ما کسب سے ہم کو

حضورِ اقدسؐ کا نعت خواں ہے ہوئی ہے جب سے یہ عام شہرت
سلام کرتے ہیں ملنے والے بڑے کہ چھوٹے ادب سے ہم کو

یہی تمنائے دل ہے اب تو کہ جا کے دیکھیں دیارِ طیبہ
خدا یہ پوری کرے تمنا بڑی توقع ہے رب سے ہم کو

ضیائے ماہِ عرب وہیں پر نقوشِ پا کے اسی میں جلوے
عقیدتِ خاص اس سبب سے نظرؔ ہے خاکِ عرب سے ہم کو

طبیعت فطرۃً پائی سخن کے واسطے موزوں

طبیعت فطرۃً پائی سخن کے واسطے موزوں
ہے واجب اس لئے مجھ پر ثنائے مصطفیٰؐ لکھوں

کرشمہ کاریِ دستِ ازل سے ذات میں پاؤں
مرقع حسن کا ہے قامتِ زیبائے گندم گوں

کشادہ لوحِ پیشانی خوشا وہ گیسوئے شبگوں
خمِ ابرو ہلال آسا وہ آنکھیں مست و پر افسوں

رخِ انور کی تابانی کی میں تمثیل کس سے دوں
ضیائے ماہِ گردوں یوں نہ نورِ ماہِ کنعاں یوں

کسے تکتا رہوں کس چیز سے صرفِ نظر کرلوں
ہیں لب یاقوت، دندانِ مبارک ہیں دُرِ مکنوں

تمام اخلاق پاکیزہ زباں میٹھی سخن شیریں
تبسم زیرِ لب ایسا شگوفہ مسکرائے جوں

محمدؐ نامِ نامی ہے خدا کا منتخب کردہ
ہے اسم با مسمّٰی جا ہے جس انداز سے پرکھوں

چھپا رکھا تھا پردوں میں ازل کے جس کو خالق نے
خوشا قسمت کہ اس امت کو بخشا وہ دُرِ مکنوں

دلاور شیر افگن وہ سپہ سالارِ اعظم وہ
مصافِ کفر و ایماں میں اسے خنجر بکف دیکھوں

کلوخ اندازیِ اہلِ ستم طائف کی گلیوں میں
وہ کفشِ پاک تک پہنچی چلی جو سر سے موجِ خوں

خدا نے دے دیا سب کچھ بہ شکل مصطفیٰ مجھ کو
مجھے تو شرم آتی ہے خدا سے اور کیا مانگوں

ترے باعث مدینہ قبلۂ اہل محبت ہے
جھکا رہتا ہے از پاسِ ادب اس جا سر گردوں

ترے نعلین پا کی خاک مل جائے اگر مجھ کو
تو میں سمجھوں کہ مجھ کو مل گیا گنجینۂ قاروں

مئے باطل کی بو بھی ناگوارِ طبع ہے مجھ کو
بحمد اللہ میں تو تیرے میخانہ کی پیتا ہوں

نکیرین آ کے آخر کیا کریں گے قبر میں میری
اگر آئے تو کہہ دوں گا ثنا خوانِ محمدؐ ہوں

کُنہ معراج کی عقل بشر میں آ نہیں سکتی
کہ پیچ و تاب اس مضموں میں کھائے عقل افلاطوں

سلامِ عاجزانہ کیوں نہ اس ہستی پہ سب بھیجیں
فلاحِ دین و دنیا کے لئے ہیں جس کے سب ممنوں

کرم سے اپنے دکھلا دے نظر کو روضۂ انور
ہے روز افزوں خداوندا تقاضائے دلِ محزوں

ثنائے پاک لکھنے پر طبیعت میری جب آئی

ثنائے پاک لکھنے پر طبیعت میری جب آئی
بیک دم روح وتن میں آگئی طرفہ توانائی

مرے اس خاکداں میں اس نے کی جب جلوہ فرمائی
زمین و آسماں سے اک صدائے مژدہ باد آئی

شگوفے مسکرائے گل ہنسے بلبل بھی اترائی
وہ کیا آئے گلستاں میں بہارِ جاوداں آئی

اسی کے واسطے محفل وَ کارِ محفل آرائی
نبوت جس کی پائندہ مسلّم جس کی آقائی

اسی کے دم قدم سے مسندِ ارشاد پر پہنچی
وہ آدابِ تمدن سے معرّا قومِ صحرائی

حریم نازِ سرکارِ دوعالم کا تقدس اف
فرشتے روز و شب اس در پہ مصروفِ جبیں سائی

شفیع المذنبیں ہے وہ شفاعت کام ہے اس کا
گنہ گاروں کو مژدہ باد، لو ان کی تو بن آئی

کروڑوں رحمتیں اپنی خدایا اس پہ نازل کر
کہ اس کے ہی سبب انساں کو جینے کی ادا آئی

نظر بھی فیض یابِ جلوۂ دیدار ہو آقا
کہ تیرا خادمِ ناچیز ہے کب سے تمنائی

سودائے عشقِ شاہِ مدینہ جو سر میں ہے

سودائے عشقِ شاہِ مدینہ جو سر میں ہے
ہر خاص و عام جانبِ طیبہ سفر میں ہے

دنیائے آب و گل میں وہ آئے تھے صبح دم
کیف و سرور و نور یونہی تو سحر میں ہے

رطب اللساں ہے خالقِ کونین مرحبا
وہ حسنِ خلق اف مرے پیغامبر میں ہے

ام الکتاب آپ کی ہے معدنِ حِکَم
اک حکمتِ خفی کہ جلی ہر سطر میں ہے

ایماں کا نور داخلِ قلبِ عمرؓ ہوا
کیا معجزہ نگاہِ محبت اثر میں ہے

کہتے ہیں جس کو لوگ متاعِ سکونِ دل
گر ہے کہیں تو بس وہ تری رہ گزر میں ہے

امیدوارِ چشمِ کرم ہے ہر امتی
مدت ہوئی سفینۂ امت بھنور میں ہے

اترے گا جا کے روضۂ انور کے قرب میں
اشکوں کا کارواں کہ مری چشمِ تر میں ہے

بے مثل اس قدر ہے وہ آئینۂ جمال
اف شوقِ دید خود دلِ آئینہ تر میں ہے

اوجِ فلک بھی اب مجھے پستی دکھائی دے
معراجِ مصطفیٰؐ کی بلندی نظر میں ہے

مظہرِ شانِ خالق و جامعِ ہر صفات کا

مظہرِ شانِ خالق و جامعِ ہر صفات کا
ذکر زباں پہ ہے مری سرورِ کائنات کا

ہے وہی نقشِ اولیں نقش گرِ حیات کا
سہرا انہیں کے سر بندھا رونقِ کائنات کا

وہ ہے چراغِ ضو فشاں محلِ شش جہات کا
اہلِ جہاں کو رہنما شاہرہِ نجات کا

قابلِ دید رنگ ہے حسنِ تعلقات کا
رحمتِ کائنات سے خالقِ کائنات کا

اسرا کی شب اٹھا دیا پردہ تکلفات کا
لوٹا مزہ حضورؐ نے رب کی تجلیات کا

بندہ و رب کے درمیاں رشتۂ غیر منقطع
یومِ حساب آسرا مغفرت و نجات کا

عالمِ آب و گل سے تا یومِ نشور سلسلہ
کس سے ادا ہو شکریہ ان کی نوازشات کا

منبعِ علم و آگہی ان کی کتابِ آخری
ہے جو مرقعِ حسیں آیات و بیّنات کا

بختِ نظر چمک اٹھے اس کو قبول کیجئے
تحفۂ پر خلوص ہے شاہِ شہاں صلوٰت کا

آقائے دوجہاں کی لب پر جو گفتگو ہے

آقائے دوجہاں کی لب پر جو گفتگو ہے
ہے جان و دل معطر ہر سانس مشکبو ہے

بلبل میں خوش نوائی پھولوں میں رنگ و بو ہے
رونق تمہارے دم سے در بزمِ کاخ و کو ہے

حسن و جمال قرباں جس پر ہوئے وہ تو ہے
محفل میں خوبروؤں کی سب سے خوبرو ہے

یک شمۂ تصنع اس میں نہ کچھ غلو ہے
خلقِ رسولِ اکرمؐ قرآن ہو بہ ہو ہے

پیاسے کنویں پہ جائیں دستور یہ ہے لیکن
اس بحرِ بیکراں کو پیاسوں کی جستجو ہے

پہنچا ہے لامکاں میں اسرا کی شب ہے شاید
اس جلوہ گاہِ رب کا آگاہِ راز تو ہے

لبریز جامِ دل کر از بادۂ حقیقت
اے ساقیِ زمانہ تو مالکِ سبو ہے

آجائیں چاک داماں آجائیں سینہ چاکاں
بر آستانِ آقا ہر صنعتِ رفو ہے

احوال سنتے آئے روضہ کا تیرے شاہا
اپنی نظر سے دیکھیں اب تو یہ آرزو ہے

جب نام لیا میں نے شہنشاہِ عرب کا

جب نام لیا میں نے شہنشاہِ عرب کا
فی الفور لیا نطق نے بوسہ مرے لب کا

وہ نورِ نظر راحتِ دل بنتِ وہب کا
محبوبِ خداوند ہے محبوب ہے رب کا

مشہور زمانہ میں ہے امی وہ لقب کا
ہر قول مگر اس کا ہے شہ پارہ ادب کا

نقشہ ہے مرے ذہن میں معراج کی شب کا
چمکا ہے سرِ عرش بھی مہتاب عرب کا

نبیوں کی امامت کا سزاوار ہوا وہ
یہ عزّ و شرف بھی ہے اسی بندۂ رب کا

اس سرورِ کونین نے عسرت میں بسر کی
زنہار نہ طالب وہ ہوا عیش و طرب کا

دنیا میں رہا جو شہِ کونین کا پیرو
عقبیٰ میں نہیں خوف اسے رنج و تعب کا

ہے زیرِ نگیں اس کے ہی میخانۂ وحدت
ساغر طلبی شرط ہے ساقی ہے وہ سب کا

رہتی تھی سدا پیشِ نظر بخشش امت
غم تا دمِ آخر جو رہا، تھا ہمیں سب کا

مانگتا ہوں میں پناہِ رب زِ شیطانِ لعین

مانگتا ہوں میں پناہِ رب زِ شیطانِ لعیں
لکھنے بیٹھا ہوں جو نعتِ رحمۃ اللعٰلمیں

سر گروہِ انبیائے اولین و آخریں
مصطفیٰؐ بن آمنہ محبوبِ رب العٰلمیں

قولِ اکملتُ لکم ہے ثبتِ قرآنِ مبیں
ہو گیا اتمامِ دیں بر ذاتِ ختم المرسلیں

تھا یدِ بیضائے موسیٰؑ در بغل در آستیں
ظلمتیں ہر وقت لرزاں تم سے اے روشن جبیں

وہ ہے محمودِ خلائق وہ محمدؐ بالیقیں
وہ ہے مصدوق و مصدق وہ ہے صادق وہ امیں

اس پہ پڑھتے ہیں سلام اہلِ فلک اہلِ زمیں
ذکر اس کا روز و شب صد مرحبا ہے آن و ایں

اس کا ہر حرفِ سخن محکم بلیغ و دل نشیں
اس کی باتوں میں ہے شیرینی مثالِ انگبیں

ہے بشارت ہی بشارت وہ برائے مومنیں
عاصیوں کے دل کی ڈھارس وہ شفیع المذنبیں

عرش کی معراج ہے اس کا ہی اعزاز مبیں
دوسرا کوئی کہاں ہے فائزِ عرشِ بریں

اِس سے روشن دل کی دنیا اُس سے بس روئے زمیں
جلوۂ احمدؐ ہے رشکِ جلوۂ ماہِ مبیں

کاش آئے وہ گھڑی جب میں مدینہ میں پڑھوں
الصلوٰۃ و والسلام اے رحمۃ اللعالمیں

نعت ہی لکھتے بسر ہو جائے اب عمرِ نظرؔ
آرزوئے دل یہی ہے یا اللہ العالمیں

جس کا بھی ربط ضبط بڑھا مصطفیؐ کے ساتھ

جس کا بھی ربط ضبط بڑھا مصطفیؐ کے ساتھ
اس کا بڑھا تعلقِ خاطر خدا کے ساتھ

موسیٰؑ کا کاروبارِ نبوت عصا کے ساتھ
لیکن مرے حضورؐ کا مہر و وفا کے ساتھ

ابلیس کر سکے نہ اسے ورغلا کے ساتھ
رکھے شغف جوان کی کتابِ ہدیٰ کے ساتھ

میری دعا تمام ہوئی اس دعا کے ساتھ
نکلے یہ دم وظیفۂ صلِ علیٰ کے ساتھ

لے جائے سیلِ غم نہ مرا دل بہا کے ساتھ
پہنچوں میں جلد اڑ کے مدینہ صبا کے ساتھ

اللہ کی کتاب میں واللہ جا بجا
ذکرِ رسولِ پاکؐ ہے مدح و ثنا کے ساتھ

حسنِ سلوک آپ کا ہر ایک سے ہے ایک
جو آشنا کے ساتھ وہ ناآشنا کے ساتھ

عمرِ نظرؔ کٹی ہے سوادِ فراق میں
یارب اب اس کا حشر ہو خیر الوریٰ کے ساتھ

لے کے نامِ خدا اگرم گفتار کر توسنِ فکر اے شاعرِ خوش نوا

لے کے نامِ خدا اگرم گفتار کر توسنِ فکر اے شاعرِ خوش نوا
جذبۂ شوق و جوشِ عقیدت سے لکھ نعتِ سرکارِ طیبہ شہِ دوسرا

سارے عالم میں تھی جہل کی تیرگی روحِ انساں سکوں سے تھی ناآشنا
پھیلی صلِ علیٰ ہر طرف روشنی بدرِ کامل وہ جب جلوہ گستر ہوا

نورِ ایماں سے معمور دل ہو گئے اور اللہ اکبر کی گونجی صدا
پتھروں کے صنم گر گئے منہ کے بل اور بندوں کو ان کا خدا مل گیا

فرش سے تا گنبدِ آسماں گنبدِ آسماں تا بہ عرشِ عُلا
نقشِ پائے مبارک کے مجھ کو قسم نقشِ پائے مبارک ہیں جلوہ نما

اللہ اللہ یہ رتبہ و منزلت مالکِ عرش کے لب پہ ان کی ثنا
بارگاہِ جلالت میں اک شب انہیں عزتِ باریابی بھی کر دی عطا

ان کی محفل میں صدیقؓ و فاروقؓ ہیں ان کی خدمت میں عثمانؓ و کرارؓ ہیں
سیکڑوں جانثاروں میں ان چار پر بے نہایت ہے فیضانِ خیر الوریٰ

تاجِ کیخسروی ان کی ٹھوکر میں ہے وہ ہیں مستغنیِ دولتِ دو جہاں
رشکِ سلطان و خاقاں ہیں سب برملا جو گدا ہیں گدایانِ دولت سرا

بے کسوں غم کے ماروں کو پیغام دو بے سہاروں یتیموں کا آواز دو
راحتِ دل کی ہے گر انہیں جستجو تھام لیں ہاتھ میں دامنِ مصطفیٰؐ

بارگاہِ خداوند میں ہر گھڑی بھیجتے ہیں درود ان پہ کرّوبیاں
کر وظیفہ نظرؔ تو بھی وردِ زباں ربِّ سلِّم علیٰ ربِّ سلِّم علیٰ

دلِ پرشوق ہے پھر غوطہ زنِ بحرِ خیال

دلِ پرشوق ہے پھر غوطہ زنِ بحرِ خیال
جستجو میں ہے دُرِ نعت کوئی لائے نکال

معجزہ یہ ہے بہ یادِ شہِ اقلیمِ جمال
منعکس آج بصد رنگ ہے فانوسِ خیال

آنکھ بھر کر اسے دیکھے ہے کسے اتنی مجال
ذاتِ اقدس میں ہے وہ دبدبہ و جاہ و جلال

حسنِ خورشید و قمر دونوں زوال آمادہ
آپ کے حسن سے کیا میل کہ دوں اس کی مثال

کوئی آساں تو نہیں ذکرِ کمالاتِ نبیؐ
ہر کمال آپ میں موجود ہے تا حدِ کمال

سایہ گستر ہے دعائے شہِ بطحا ہم پر
یہ مٹا دے ہمیں کیا فتنۂ دوراں کی مجال

ان کے دربارِ گہر بار کا منظر واللہ
شہ و سلطاں بھی ہیں پھیلائے ہوئے دستِ سوال

امتی چھوڑ دیں دامانِ نبیؐ نا ممکن
ان کے داماں سے ہی وابستہ ہے مستقبل و حال

دل تڑپتا ہے مگر جاؤں مدینہ کیونکر
وائے مجبور ہوں فی الوقت زِ نیرنگیِ حالات

ڈالنا بعد میں اس روضۂ اقدس پہ نظر
ادباً اشکِ معطر سے اسے پہلے کھنگال

لکھنے بیٹھا ہوں میں نعتِ صاحبِ خلقِ عظیم

لکھنے بیٹھا ہوں میں نعتِ صاحبِ خلقِ عظیم
دستگیری میری فرمائے مرے ربِ کریم

نورِ چشمِ آمنہ بی نامور دُرِ یتیم
ہے خلف اس کے کہ جس سے منسلک ذبحِ عظیم

وہ سراج الانبیاء، ختم الرسل، سید، زعیم
وہ کہ ہے قندیلِ روشن بر صراطِ مستقیم

وہ سپہ سالارِ اعظم وہ دلاور وہ جری
اس کی سطوت سے دہلتا تھا دلِ فوجِ غنیم

وہ رسولِ ہاشمیؐ عالی نسب والا صفات
باریابِ جلوہ گاہِ ذاتِ مولائے کریم

پیکرِ حسنِ مکمل اف وہ فرخندہ جبیں
سیرتِ پاکیزہ اف تفسیرِ قرآنِ حکیم

قبل بعثت ہی سے تھا مشہور وہ صادق امیں
اس کی فطرت تھی براہیمی تو قلب اس کا سلیم

ہیں سزاوارِ جہنم وہ کہ اس سے پھر گئے
نام لیواؤں کی اس کے ہے جزا باغِ نعیم

ساری دنیا کی عبث تو چھانتی پھرتی ہے خاک
ایک مشتِ خاکِ طیبہ لاکے دے بادِ نسیم

یاد آئی گیسوؤں والے کی جب بھی اے نظرؔ
غنچۂ دل کھل اٹھا آنے لگی موجِ شمیم

کیسے لکھوں نعتِ مزیّن

کیسے لکھوں نعتِ مزیّن
ایک یہ دل اور لاکھوں الجھن

احمدِ مرسل زینتِ گلشن
عالمِ امکاں ان سے معنون

دمکے چہرہ جیسے کندن
زلفِ معطر رشکِ گلبن

آنکھیں دلکش مست ہے چتون
قامتِ زیبا سروِ گلشن

مشک و عنبر ان کا پسینہ
حلّہِ جنت جسم کی اترن

مکہ ان کی جائے ولادت
شہرِ مدینہ ان کا مسکن

ان پہ اترا مصحفِ قرآں
کامل و اکمل لفظاً معناً

زورِ خطابت اللہ اللہ
پارہ کر دے قلبِ آہن

علم کا منبع پاک حدیثیں
معدنِ حکمت سینہ روشن

علمِ حقیقت ان کی بدولت
اور انہیں سے معجزۂ فن

ہادیِ برحق رہبرِ کامل
راہِ ہدایت ان سے روشن

اہلِ خرد سب تابع فرماں
منکر ان کے عقل کے دشمن

انکے مصاحب واصلِ جنت
انکے دشمن آگ کا ایندھن

خالی ہاتھ نہ لوٹا در سے
جو بھی پہنچا اشک بہ دامن

فائز اوجِ عرشِ معلیٰ
واقفِ کیفِ جلوۂ ایمن

سبحان اللہ سبحان اللہ
خاک نشیں اور عرش نشیمن

بختِ نظر کا اوج نہ پوچھیں
ہاتھ لگا سرکار کا دامن

ہے کم جتنا بھی نازاں اس پہ ہو امت محمدؐ کی

ہے کم جتنا بھی نازاں اس پہ ہو امت محمدؐ کی
ہے فضلِ خاصِ رب العٰلمیں بعثت محمدؐ کی

جمال و حسن کا پیکر کمالِ خلق کا مظہر
خوشا وہ صورتِ انور زہے سیرت محمدؐ کی

کلوخ اندازیِ اہلِ ستم طائف کی گلیوں میں
رقم کیا کیجئے ناگفتہ بہ حالت محمدؐ کی

لبِ پاکیزہ سے نکلی نہ کوئی بد دعا پھر بھی
زہے صبر و عزیمت رافت و رحمت محمدؐ کی

ملا ہے خیرِ امت کا لقب دربارِ باری سے
امیرِ کاروانِ خلق ہے امت محمدؐ کی

خزف ریزہ کہو یا مضغۂ خوں تم اسے سمجھو
وہ بے قیمت ہے دل جس میں نہیں الفت محمدؐ کی

خدا سے عام بخشش کی طلب اس کا ہی منصب ہے
بایں پہلو اگر سوچیں تو ہے جنت محمدؐ کی

ہے زیبا فخر و ناز اس کو ہے اترانا بجا اس کا
نظر آجائے جس کو خواب میں صورت محمدؐ کی

چلا چل استقامت سے یہی تو راہِ جنت ہے
جسے کہتے ہیں اے رہرو رہِ سنت محمدؐ کی

کیا کرتا ہوں صرفِ نعت گوئی لمحۂ فرصت
عبادت میں سمجھتا ہوں نظر مدحت محمدؐ کی

ثنائے پاکِ ختم المرسلیں گو امرِ مشکل ہے

ثنائے پاکِ ختم المرسلیں گو امرِ مشکل ہے
مگر مشکل مری یہ ہے کہ دل اس پر ہی مائل ہے

تو ہے مسند نشینِ فرش لیکن عرش منزل ہے
بایں پہلو کہاں کوئی ترے مدِ مقابل ہے

زمانہ کے لئے روشن چراغِ راہ و منزل ہے
کہ جس کی رہنمائی تا قیامت سب کو حاصل ہے

تمہارا دین ہی واللہ اپنانے کے قابل ہے
کہا سب حرفِ آخر ہے شریعت تیری کامل ہے

محاسن کا ترے شاہا زمانہ ہی نہیں قائل
ترے خلقِ مطہر کا تو خالق خود بھی قائل ہے

سکندر ہو کہ دارا ہو وہ سلطاں ہو کہ قیصر ہو
ترے آگے تو مسکیں ہے ترے آگے تو سائل ہے

ہزاروں رحمتیں اس پر کہ جو صورت میں سیرت میں
براہیم خلیل اللہ کے بالکل مماثل ہے

قدم بھٹکے نظر الجھی خرد زائل ہے امت کی
عمل سے ہے تہی داماں فقط کلمہ کی قائل ہے

اسے قرآں سے کچھ مطلب نہ مطلب ہے شریعت سے
تری امت شہا اک کارواں بر پشتِ منزل ہے

پکڑ لوں گا، پکڑ لوں گا ترا دامن شہِ والا
مجھے طوفانِ محشر میں ترا دامن ہی ساحل ہے

سرِ محشر عنایت کی نظر اس پر بھی ہو شاہا
غلامِ بے بضاعت بھی ثناخوانوں میں شامل ہے

یا ایُّھا النّبیؐ وَ یا ایُّھا الرّسولؐ

یا ایُّھا نبیؐ وَ یا ایُّھا الرّسول
کرتا ہوں پیش نعت کے خدمت میں چند پھول

تجھ پر ہی منتہی ہے نبوت کا کارِ طول
اللہ کی طرف سے ہے تو آخری رسولؐ

محبوبِ کبریا ہے تو اے والدِ بتولؓ
تیرے دعا قبول تری بد دعا قبول

سکھلا دیے بشر کو سب آدابِ زندگی
بتلا دیے ہیں دینِ ہدیٰ کے اسے اصول

کیا دلنشیں ہے آپ کا اندازِ گفتگو
لگتا ہے اس طرح سے کہ جھڑتے ہیں منہ سے پھول

تجھ کو ملا شفاعتِ کبریٰ کا مرتبہ
جنت کی ہو گئی ہمیں آساں رہِ حصول

آرام گاہِ شاہِ مدینہ ہے جس جگہ
ہوتا ہے رحمتوں کا خدا کی وہاں نزول

اب آ بھی جائے کوچۂ دلدار سامنے
راہِ سفر طویل تمنائے دل عجول

اک آرزو ہے دل میں جو کہتا ہو برملا
مل جائے میری خاک میں پاؤں کی ان کے دھول

"بعد از خدا بزرگ تو ئی قصہ مختصر"
کیا فائدہ کہ بات کریں ہم طویل و طول

اتنا ہی ملتمس ہے نظرؔ آپ سے شہا
کر لیجئے کا بہرِ شفاعت اسے قبول

بساطِ ارض ہے تم سے یہ آسماں تم سے

بساطِ ارض ہے تم سے یہ آسماں تم سے
ضیائے شمس و قمر نورِ کہکشاں تم سے

خدا کی حمد میں رطب اللسانیاں تم سے
یہ پنجگانہ و تسبیح یہ اذاں تم سے

گرہ کشائیِ اسرارِ دو جہاں تم سے
کہاں ملیں گے زمانے کو رازداں تم سے

فروغِ لالہ و گل رنگِ گلستاں تم سے
ہے بلبلوں کی محبت کی داستاں تم سے

تمہاری ذات سراپا ہے عفو و رحم و کرم
کہاں ملے کسی امت کو مہرباں تم سے

پہنچ سکا نہ کبھی جو کہ اپنی منزل پر
ہوا ہے فائزِ منزل وہ کارواں تم سے

رہِ حیات کے ہر موڑ پر ہو تم رہبر
ہے فیضیاب یہ انساں کہاں کہاں تم سے

تمہارے پاؤں سے لپٹے جو ذرۂ ناچیز
بنے وہ رشکِ مہ و خورشیدِ شہاں تم سے

تمہاری رحمتِ بے پایاں دیکھ کر شاہا
ہوا ہے رحم طلب طیرِ بے زباں تم سے

تمہارے سر پہ ہے تاجِ شفاعتِ کبریٰ
امیدِ قلبِ پریشانِ عاصیاں تم سے

بروزِ حشر کرم کی نگاہ اس پر بھی
لگائے آس ہے آقا یہ نعت خواں تم سے

فرازِ عرش پہ نعلین پاک کی آہٹ
نظر ملائے شرف میں کوئی کہاں تم سے

گلدستۂ ستائش و مدحِ رسولؐ ہے

گلدستۂ ستائش و مدحِ رسولؐ ہے
ہو جائے گر قبول تو محنت وصول ہے

حبِ خدا نصیب زِ حبِ رسولؐ ہے
اس کے بغیر ہو جسے دعویٰ فضول ہے

محبوبِ کبریا ہے وہ سرتاجِ انبیاء
امت کے حق میں جس کی دعا سب قبول ہے

تسلیم کر سکا نہ نبوت کو جو تری
کافر ہے وہ شقی ہے ظلومٌ جہول ہے

منت پزیر ہم ترے دینِ حنیف کے
توحیدِ ذات جس کا اصل الاصول ہے

دنیا ہمیں عزیز طفیلِ شہِ امم
خاطر پسند جیسے کہ نکہت سے پھول ہے

کیوں آب و تاب ہو نہ مدینہ کی خاک میں
ہر ذرہ مقتبس زِ قدومِ رسولؐ ہے

روضہ انہیں کا دہر میں ہے دیکھنے کی چیز
ہر لحظہ جس پہ رحمتِ حق کا نزول ہے

میزانِ ہر عمل ہے شریعت انہیں کی بس
معیار اک یہی پئے رد و قبول ہے

جو وقت کٹ گیا ہے درود و سلام میں
اس عمرِ رائیگاں میں وہ نعم الحصول ہے

ہے وجہِ افتخار نظرؔ کس قدر مجھے
میں اس کا امتی ہوں وہ میرا رسولؐ ہے

قرآنِ مقدس میں فرمودۂ رب دیکھا

قرآنِ مقدس میں فرمودۂ رب دیکھا
تیرے ہی لئے شاہا رحمت کا لقب دیکھا

نبیوں کے پڑھے قصے قرآں ترا سب دیکھا
لیکن شبِ اسرا سا قصہ نہ عجب دیکھا

جس وقت بھی دیکھا ہے دن دیکھا کہ شب دیکھا
ہر سمت مدینہ میں اک کیف عجب دیکھا

خاقانِ عجم دیکھے شاہانِ عرب دیکھے
تہہ کرتے ہوئے سب کو زانوئے ادب دیکھا

از دبدبہ و ہیبت کافور ہوئی ظلمت
جس دم سے ضیا گستر مہتابِ عرب دیکھا

ذکر آپؐ کا آتے ہی نام آپؐ کا لیتے ہی
کھلتے ہوئے دل دیکھا ملتے ہوئے رب دیکھا

دربارگہِ عالی کب جائے زباں خالی
مقبول دعائیں ہوں چھوٹی بڑی سب دیکھا

بارانِ کرم ہر دم در بارگہِ عالی
پھیلائے ہوئے سب کو دامانِ طلب دیکھا

روضہ کا خوشا منظر کہتا ہے ہر اک زائر
انوار کی بارش ہے ماحول پہ جب دیکھا

کیا مرتبۂ عالی ہے گنبدِ خضرا کا
جھکتا ہے سرِ گردوں از پاسِ ادب دیکھا

اے سرورِ دوعالم ہو چشمِ کرم دل پر
ہر لحظہ ہے افسردہ از رنج و تعب دیکھا

روضے کو ترے دیکھے حسرت ہے نظرؔ کو یہ
سنتا ہی رہا قصے اس نے ابھی کب دیکھا

توفیق ہو اے کاش بہم اور زیادہ

توفیق ہو اے کاش بہم اور زیادہ
توصیفِ محمدؐ ہو رقم اور زیادہ

یا رب ہو ترا مجھ پہ کرم اور زیادہ
دے عشقِ شہنشاہِ امم اور زیادہ

کرتے ہیں ترا ذکر جو ہم اور زیادہ
ہو جاتی ہے کم تلخیِ غم اور زیادہ

یاد آئے مجھے شاہِ حرم اور زیادہ
بڑھ اے خلشِ تیرِ ستم اور زیادہ

ممدوحِ خداوندِ جہاں ہے شہِ والا
کس کا ہے بھلا حسنِ شیَم اور زیادہ

دیکھا نہیں شاید ابھی بُستانِ مدینہ
اترائے نہ گلزارِ ارم اور زیادہ

بس ختم ہے سب جاہ وحشم ختمِ رسل پر
دیکھا نہ سنا جاہ وحشم اور زیادہ

ہے دل میں نہاں آرزوئے دیدِ مدینہ
دل کھنچنے لگا سوئے حرم اور زیادہ

سب آبلہ پا کہتے ہیں یہ جادۂ حق میں
ملتے ہیں ترے نقشِ قدم اور زیادہ

کر روضۂ انور کی زیارت سے مشرف
ڈسنے لگی اب تو شبِ غم اور زیادہ

عاصی ہے نظر روزِ جزا اس پہ توجہ
اے صاحبِ الطاف و کرم اور زیادہ

محمدؐ آمنہ کا لعل مکی ہے حجازی ہے

محمدؐ آمنہ کا لعل مکی ہے حجازی ہے
زمیں سے لے کے جس کی ارض تک جلوہ طرازی ہے

حضورِ ربِ دو عالم وہ راتوں کو نمازی ہے
محمدؐ شہرۂ آفاق اس کی پاک بازی ہے

سپہ گر ہے، بہادر ہے، دلاور ہے وہ غازی ہے
مصافِ کفر و ایماں میں وہی میرِ مغازی ہے

امام الانبیاء ہے وہ سب صحنِ مسجدِ اقصیٰ
صفِ پیغمبراں اس کی امامت میں نمازی ہے

کوئی صدیق اکبرؓ ہے کوئی فاروقِ اعظمؓ ہے
اسی خورشیدِ عالم تاب کی ذرہ نوازی ہے

وہ اپنی ذات میں محمود ٹھہرا ہے اسی باعث
تمام احبابؓ میں بوئے وفا خوئے ایازی ہے

کھلائے اس نے گل بوٹے روش لہکی چمن مہکا
شہِ کونین کے دم سے یہ سب گلشن طرازی ہے

ہر اک سمجھا یہ محفل میں مخاطب ہے وہی ان کا
یہ اخلاصِ توجہ ہے یہ خوئے دلنوازی ہے

نہ درباں ہے کوئی در پر نہ ہے نانِ جویں گھر میں
شہِ ہر دو سرا ہو کر یہ شانِ بے نیازی ہے

انہیں کا اسوۂ کامل نمونہ ہے قیامت تک
انہیں کی پیروی میں اب جہاں کی سرفرازی ہے

خدایا شکر تیرا ہم کو ختم الانبیاء بخشا
یہ تیری اپنے بندوں پر بڑی بندہ نوازی ہے

مداوائے غمِ پنہاں علاجِ گردشِ دوراں
نظر آں کی شریعت ہی محیطِ چارہ سازی ہے

ہے بے مثال شہا ذاتِ عبقری تیری

ہے بے مثال شہا ذاتِ عبقری تیری
ہے کس کا منہ جو کرے کوئی ہمسری تیری

محیطِ ہر دو جہاں جلوہ گستری تیری
خوشا نصیب! دو عالم کی سروری تیری

کسے نصیب ہو شانِ تونگری تیری
شہنشہی میں بھی چمکی قلندری تیری

سیاہ گیسو ہیں آنکھیں ہیں مدھ بھری تیری
دلوں کو سب کے لبھائے سمن بری تیری

نگاہِ شوق جو پڑ جائے سرسری تیری
دلِ عمرؓ میں سما جائے دلبری تیری

جو رنگ لائے کہیں بندہ پروری تیری
خدا بھی فضل سے امت کرے بری تیری

ق

نصیب حضرتِ صدیقؓ یاوری تیری
ملی عمرؓ کو خوشا عدل گستری تیری

حیا کی دولتِ وافر نصیبِ ذوالنورینؓ
علیؓ کے حصے میں آئی ہے صفدری تیری

ترا کلام ہے وحیِ خدا سے سب ماخوذ
سخن بلیغ ہے باتیں ہیں سب کھری تیری

خدا نے تیرے لئے عہدِ انبیاء لے کر
دیا ثبوت کے سب پر ہے برتری تیری

عدو بھی مان گئے زور آزما ہو کر
سپہ گری ہے تری زور آوری تیری

نظر کرشمۂ توصیفِ مجتبیٰؑ ہے یہ
ہر انجمن میں ہے چمکی سخن وری تیری

ہے حکمِ مالک و مولائے بے نیازِ رسولؐ

ہے حکمِ مالک و مولائے بے نیازِ رسولؐ
پیو پلاؤ مئے عشقِ جاں گدازِ رسولؐ

ہے تابدار اگر گیسوئے درازِ رسولؐ
نظیر آپ ہی اپنی ہے چشمِ نازِ رسولؐ

فرازِ طور کی رعنائیاں ہوں اس پہ نثار
جلاؤ ذکر کی گر شمعِ دل گدازِ رسولؐ

نیازِ حسن کو تھی وہ ادائے فرض نہ تھی
نمازِ عشق حقیقت میں ہے نمازِ رسولؐ

وہ بارگاہِ الٰہی میں بندۂ محبوب
پڑی ہے فخر سے جس پر نگاہِ نازِ رسولؐ

سرور نشہ مرا ہے مرا ہی کیف و خمار
مرے خیال میں ہے چشمِ نیم بازِ رسولؐ

بتا رہی ہے ہمیں صاف یہ شبِ معراج
صفِ رسل میں نمایاں ہے امتیازِ رسولؐ

سخن یہ صاف ہے سادہ ہے دلنشیں دوٹوک
ہے بے نیازِ خدا جو ہے بے نیازِ رسولؐ

بنا وہ غزنویِ وقت ہم نشیں لاریب
کسی بھی عہد میں جو بن گیا ایازِ رسولؐ

دعائے بخشش امت حضورِ ربِ غفور
قیامِ نیم شبی میں دلِ گدازِ رسولؐ

قبولِ بارگہِ حق عمل وہ ہو نہ سکے
نظر کہ جن پہ تھی مہرِ عدم جوازِ رسولؐ

وجہِ ظہورِ کائنات آئینۂ جمالِ ذات

وجہِ ظہورِ کائنات آئینۂ جمالِ ذات
چمکی ترے وجود سے تقدیرِ بزمِ ممکنات

نوعِ بشر سے انتساب لیکن ملائکہ صفات
مطلوبِ اہلِ دوجہاں محبوبِ ربِ کائنات

امرِ مسلّمہ ہے یہ من جملۂ مسلمات
تیرا وجودِ پاک ہے مستجمع ہمہ صفات

تاریکیوں میں تھا نہاں روئے جہانِ بے ثبات
تیرے قدم سے مستنیر آخر ہوئے یہ شش جہات

تیرا عروج بے مثیل اللہ رے وہ ایک رات
چرخِ کبود سے پرے جلوہ گہہِ حریمِ ذات

مژدہ برائے مومنیں مژدہ برائے مومنات
اُم الکتاب ہے تری گنجینۂ الٰہیات

تو ہے رسولِ آخری تو ہے پیمبرِ زماں
تیری ہی پیروی میں ہے اہلِ جہاں کی اب نجات

تیری صدائے لاالٰہ غارت گرِ بتانِ سنگ
تیری اذاں سے سر بخاک عزّیٰ ہبل منات ولات

ساحلِ امن وعافیت اس کو ملا ترے طفیل
طوفاں میں ورنہ تھا گھرا سفینۂ حیات

تو نے سکھا دیے ہمیں آدابِ بندگی تمام
تو نے بتا دیے ہمیں دنیا و دیں کے سب نکات

ایماں فروز و جاں نواز جنگ نگار و جلوہ بار
روضہ کی سرزمینِ پاک سرچشمۂ تجلیات

دل کی سیاہیاں ہوں دور پڑھ اے نظر بہ احترام
ان پر ہزار ہا سلام ان پر ہزار ہا صلوٰت

اے ختمِ رسل خاصۂ خاصانِ الٰہی

اے ختمِ رسل خاصۂ خاصانِ الٰہی
اے باعثِ میثاقِ رسولانِ الٰہی

محبوبِ خدا مہبطِ قرآنِ الٰہی
آئینۂ حق منبعِ فیضانِ الٰہی

ہیں آپؐ ہی سر رشتۂ ایمانِ الٰہی
بندوں کو ہوا آپؐ سے عرفانِ الٰہی

انساں کی زباں آپؐ کی توصیف سے قاصر
ذات آپؐ کی ہے مظہرِ صد شانِ الٰہی

اے معرکہ آرائے مصافِ حق و باطل
اے مردِ جری خنجرِ برّانِ الٰہی

اے کاشفِ اسرار و حِکَم بحرِ حقائق
اے معطیٔ گنجینۂ قرآنِ الٰہی

بھیجا ہے بنا کر جو تمہیں رحمتِ عالم
انساں پہ بڑا سب سے یہ احسانِ الٰہی

ہے خلقِ عظیم آپؐ کا سرکارِ دو عالم
ثابت ہے یہ از آیتِ فرقانِ الٰہی

مل جائے جنہیں سایۂ دامانِ شہِ دیں
ان کے ہی لئے سایۂ دامانِ الٰہی

یہ مرتبۂ خاص ہے ان کا ہی مقدر
اک شب وہ ہوئے عرش پہ مہمانِ الٰہی

اللہ کے قرآں کے تقدس کی قسم ہے
گفتارِ نبیؐ سب ہے یہ فرمانِ الٰہی

فرمائیں نظر شافعِ محشر مری جانب
قائم ہو سرِ حشر جو میزانِ الٰہی

یا ایّھا الرّسولؐ و یا ایّھا النّبی

ایّھا الرّسولؐ و یا ایّھا النّبی
مدحت سرا ہے آپ کا ادنیٰ سا امتی

اپنی جگہ پہ خوب تھا گو حسنِ یوسفی
لیکن ترے جمال کی اللہ رے طرفگی

تو مصطفیٰؐ ہے تیری نبوت ہے آخری
مختص ہے تجھ سے اب تو زمانہ کی رہبری

مبعوث اپنے دور میں ہوتے رہے نبی
تجھ سے نہیں کسی کو یہ دعوائے ہمسری

چھائی ہوئی تھی دہر میں ہر سمت تیرگی
تیرے ہی دم قدم سے ہے پھیلی یہ روشنی

باقی نہیں رہی کوئی واللہ تشنگی
بخشا ہے سب کو آپ نے وہ جامِ آگہی

وردِ ملائکہ سحر و شام ہے یہی
ربِ غفور صلّ و سلّم علی النّبی

محشر میں سب کو فکر پڑی اپنی ذات کی
لیکن لبِ حضورؐ پہ یا ربِ امتی

فرشِ زمیں پہ بستر راحت ہے آپ کا
سرکارِ دوجہاں کی یہ واللہ رے سادگی

رشتہ بتا دیا ہمیں معبود و عبد میں
اس نے سکھا دیے ہمیں آدابِ بندگی

مصحف ترا خزینۂ حکمت ہے سر بسر
گم گشتگانِ راہ کو مینارِ روشنی

عزؔ سخن شناس ہے سب ورنہ اے نظرؔ
تو کیا ہے اور کیا ہے یہ تیری سخن وری

ہجومِ شوق اکساتا ہے نعتِ مصطفیٰؐ کہیے

ہجومِ شوق اکساتا ہے نعتِ مصطفیٰؐ کہیے
بایں بے مائیگی لیکن پریشاں میں ہوں کیا کہیے

شہِ کون و مکاں کہیے حبیبِ کبریا کہیے
عظیم المرتبت ہستی انہیں بعدِ خدا کہیے

امام الانبیاء ختم الرسل خیر الوریٰ کہیے
انہیں ماہِ مبیں شمعِ شبستانِ حرا کہیے

شکوہِ ربِ خلیل اللہ کی جانِ دعا کہیے
انہیں شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ شمعِ ہدیٰ کہیے

ہے سب فرمودۂ ربی بلاشک ان کا فرمودہ
مثالِ آیتِ قرآں نہ کیوں قول آپ کا کہیے

محمدؐ اور احمدؐ نام دونوں ان کے پاکیزہ
ہے لازم نام سن کر آپؐ کا صلِ علیٰ کہیے

گدائے بے نوا اس در کے بنتے تاجور دیکھے
نہ کیوں اس ذات کے سایہ کو پھر ظلِ ہما کہیے

مقامِ قرب و بُعد اللہ سے ان کا خدا جانے
شبِ اسرار سائے عرش بے چون و چرا کہیے

انہیں کی پیروی میں ہے سرورِ زندگی پنہاں
نجاتِ امتِ عاصی کا ان کو آسرا کہیے

ہزاروں درد کا درماں وہی ماحول نورانی
انہیں کے آستاں پہ چل کے دل کا ماجرا کہیے

علی الترتیب ان کے جانشیں کوئی اگر پوچھے
تو صدیقؓ و عمرؓ عثماںؓ علیؓ مرتضیٰ کہیے

خرد کی نارسائی سے نظر خاموش ہو جائے
تمنا چاہتی رہ جائے کچھ اس کے سوا کہیے

ذکر ان کا بصد عنواں قرآں کے سپاروں میں

ذکر ان کا بصد عنواں قرآں کے سپاروں میں
مثل ان کے کہاں کوئی اللہ کے پیاروں میں

ہے حسن کا شہ پارہ وہ حسن کے پاروں میں
مشہور ہے دل آرا وہ عشق کے ماروں میں

کونین میں شہرت ہے جس کی وہ محمدؐ ہے
یوسف کا ہوا چرچا بس زہرہ نگاروں میں

تم آئے ہو آخر میں ہر چند یہ ہے برحق
ہو ختم رسل لیکن اول تمہیں ساروں میں

ہر آنکھ کا تارا ہے وہ عرش کا تارا اف
دیکھا نہ کوئی تارا اس طرح کے تاروں میں

دیکھی گئی جلوہ گر وہ عرش پہ بھی اک شب
اک دور میں نور افشاں جو شمع تھی غاروں میں

ان کا ہی مقدر ہے یہ عرش کی مہمانی
محبوبِ خدا وہ ہے چیدہ ہے ہزاروں میں

اک دھوم ہے ساقی کی مخمور نگاہی کی
میخانۂ وحدت کے سب بادہ گساروں میں

جز آپ کے کوئی کب اعجاز نما ایسا
دو نیم قمر کر دے انگی کے اشاروں میں

صدیقؓ و عمرؓ عثماںؓ اور شیِ خدا حیدرؓ
یہ چار منار اونچے عظمت کے مناروں میں

ہنگامۂ دنیا ہو یا عرصۂ محشر ہو
بس ایک سہارا ہے تو اپنے سہاروں میں

امت کے سفینہ پر ڈال ایک نظر شاہا
غرقاب ہوا جائے حالات کے دھاروں میں

ایک سے ایک سخن ور ہے مگر کس میں مجال

ایک سے ایک سخن ور ہے مگر کس میں مجال
جو کرے شاہِ دو عالم کی ثنا تا بہ کمال

ان کی تخلیق میں صناعِ فطرت کا کمال
شکل و صورت کی کہیں ان کی نہ سیرت کی مثال

بدرِ کامل ہے نہ خورشید نہ انجم نہ ہلال
پیکرِ حسن کی تمثیل ہی ملنی ہے محال

امتزاج اتنا حسیں صورتِ زیبا میں کہ بس
اک طرف حسن و جمال ایک طرف رعب و جلال

آپ کے خلق کو خالق نے کہا خلق عظیم
نگہِ عشق میں اس درجہ وہ فرخندہ خصال

شہرِ طیبہ کے لئے کوچ کیا راتوں رات
پاتے ہی حکمِ خداوندِ جہاں جلّ جلال

اس بلندی نے خوشا چوم لئے پائے حضورؐ
جس بلندی پہ نہ پہنچے پرِ پروازِ خیال

کتنا عالی ہے وہ دربارِ مدینہ کہ جہاں
ہیں سلاطین بھی پھیلائے ہوئے دستِ سوال

اپنی امت کی طرف پھر ہو نگاہِ الطاف
آخرت کی نہ جسے فکر نہ اندیشۂ حال

ہیں پس مرگ بھی صدیقؓ و عمرؓ پہلو میں
دونوں خوش بختوں کو حاصل ہے ترا کیفِ وصال

عرصۂ حشر کی ہیبت سے سبھی ہیں ترساں
دیدنی ہے تو فقط ان کے غلاموں کا مآل

ان کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہو نظرؔ
یا الٰہی ہے مرا تجھ سے یہی ایک سوال

وہ جب خیرِ مجسم ہادیِ قوم و ملل آئے

وہ جب خیرِ مجسم ہادیِ قوم و ملل آئے
جبینِ لات و عزّیٰ پر پریشانی سے بل آئے

خدا کی صنعتِ تخلیق کے ہیں نقشِ اول وہ
پہن کر خلعتِ ہستی وہی پہلے پہل آئے

صفات و ذاتِ رب کی کب خبر تھی اہلِ دنیا کو
وہ بن کر کاشفِ اسرارِ ذاتِ لم یزل آئے

بدل کر انبیاء آتے رہے ہیں بزمِ ہستی میں
نہ تھا جن کا بدل آخر میں وہ نعم البدل آئے

عرب کا چاند چمکا جب ردائے نور پھیلاتا
برائے خیر مقدم سیکڑوں تارے نکل آئے

ہوئے سیرابِ جامِ بادۂ توحید سب میکش
وہی جب میکدہ بردوش ساغر در بغل آئے

مسائل زندگی کے تھے بہت الجھے ہوئے لیکن
سبھی دشواریوں کا مرحبا وہ لے کے حل آئے

مقدس قابلِ تعمیل آساں اور مکمل ہے
ہمارے واسطے لے کر جو دستور العمل آئے

بد اندیشوں نے کھائی منہ کی جب اس ذات میں ڈھونڈا
کسی پہلو برائی کا کوئی پہلو نکل آئے

براقِ شوق پر جاتی ہے دنیا ارضِ بطحا تک
عقیدت سے مگر ان کی گلی میں سر کے بل آئے

زمانہ گرچہ گزرا ہادیِ برحق کی آمد کو
مگر محفل سب محفل ذکر یوں ہے جیسے کل آئے

حرم دیکھوں خدایا روضۂ شاہِ حرم دیکھوں
وہ سال آئے وہ دن آئے گھڑی آئے وہ پل آئے

سپردِ خاکِ طیبہ ہو نظر آیہ مشتِ خاک اپنی
خوشا قسمت وہیں ہوتے جو پیغامِ اجل آئے

ثنا ان کی بقدرِ آگہی ہے

ثنا ان کی بقدرِ آگہی ہے
ثنا ان کی مکمل کب ہوئی ہے

بہر عالم جمالِ احمدی ہے
جدھر دیکھیں اسی کی روشنی ہے

امام الانبیاء اپنا نبیؐ ہے
نبی ہر ایک ان کا مقتدی ہے

وہی خواجہ اسی کی خواجگی ہے
قیامت تک وہی سب کا نبیؐ ہے

شبِ اسرا کا منظر دیدنی ہے
سرِ عرشِ بریں اپنا نبیؐ ہے

زبانِ پاک پر یا امتی ہے
جہاں ہر ایک کو اپنی پڑی ہے

مجھے دونوں جہاں میں کیا کمی ہے
کہ محبوبِ خدا میرا نبیؐ ہے

مرے ساقی سے جو مجھ کو ملی ہے
مئے توحید وہ خود مکتفی ہے

صحیفوں میں مکرم جیسے قرآں
رسولوں میں رسولِ ہاشمی ہے

ملا ان سے ہمیں جو دینِ کامل
وہی غالب اسی کی برتری ہے

درود ان پر وظیفہ کائناتی
درودِ پاک روحِ بندگی ہے

نظرؔ تم بھی چلو روضے پہ ان کے
نہ جانے کب سے دنیا جا رہی ہے

نعتِ حضورؐ پاک علیہ السلام ہے

نعتِ حضورِ پاک علیہ السلام ہے
سنئے بگوشِ ہوش ادب کا مقام ہے

کوتاہ بیں خرد ہے تو فکر اپنی خام ہے
توصیفِ خواجہؐ دوسرا نا تمام ہے

حمدِ خدا کے بعد ثنا کا مقام ہے
نامِ خدا کے بعد محمدؐ کا نام ہے

احمدؐ ہے اسمِ پاک محمد بھی نام ہے
محبوبِ کبریا ہے وہ عالی مقام ہے

رکھا بغیرِ نقطہ و زیر ان کا نام ہے
محبوبیت کا دیکھئے کیا اہتمام ہے

ختم الرسل ہے نبیوں میں ذی احشام ہے
سب مقتدی ہے اس کے وہ سب کا امام ہے

اپنوں میں اور غیروں میں شہرہ یہ عام ہے
صادق ہے وہ امین ہے وہ نیک نام ہے

وہ منبعِ کرم ہے سخاوت میں نام ہے
ہر رند شاد کام ہے سیرابِ جام ہے

خدمت میں صبح دم ہے کبھی وقتِ شام ہے
یہ جبرئیل ہے کہ نبیؐ کا غلام ہے

دنیا چلی ہے کھنچ کے بڑا ازدحام ہے
شہرِ مدینہ قبلہ گہہِ خاص و عام ہے

طیبہ کو دیکھنے کا ارادہ لئے ہوئے
سورج بھی وقتِ شام ادھر تیز گام ہے

انساں ہوں یا کہ جن کہ ملائک ہوں اے نظرؔ
وردِ زباں سبھی کے درود و سلام ہے

ثنا ہے لب پہ شاہِ دوسرا کی

ثنا ہے لب پہ شاہِ دوسرا کی
سراپا جو کہ ہے رحمت خدا کی

زہے سیرت محمدؐ مصطفیٰ کی
کہ خود ربِ دوعالم نے ثنا کی

بیاں کیا ذاتِ اقدس کی ہو پاکی
کہ اس نے سیر کی عرشِ عُلا کی

وہاں تک روشنی ہے نقشِ پا کی
جہاں پہنچے کوئی نوری نہ خاکی

وفا نا آشناؤں نے جفا کی
مگر اس جانِ رحمت نے دعا کی

جنہیں درکار ہو کیف، مخلّد
پئیں وہ رند جامِ مصطفیٰؐ کی

مجھے کافی ہے سنگِ آستاں وہ
تمنا کب ہے لعلِ بے بہا کی

حرم کو دیکھ کر روضہ بھی دیکھیں
ادھوری رہ نہ جائے دل کی پاکی

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
ترے پہلو میں تصویریں وفا کی

نبی ان سا تمہیں جب مل گیا ہے
ضرورت کیا نظرؔ پھر ماسوا کی

کہاں اب تک یہ دنیا کر سکی ہے یا رسول اللہ

کہاں اب تک یہ دنیا کر سکی ہے یا رسولؐ اللہ
ثنا تیری کچھ ایسی چیز ہی ہے یا رسولؐ اللہ

قیامت تک تری پیغمبری ہے یا رسولؐ اللہ
فقط تیری ہی اب شاہنشہی ہے یا رسولؐ اللہ

خلیل اللہ سے نسبت تری ہے یا رسولؐ اللہ
تو ہے عالی نسب تو ہاشمی ہے یا رسولؐ اللہ

تمہارے حسن میں وہ دلکشی ہے یا رسولؐ اللہ
بیاں سن کر ہی گو نہ بے خودی ہے یا رسولؐ اللہ

تمہارے میکشوں کو کیا کمی ہے یا رسولؐ اللہ
حجازی میکدہ اب تک وہی ہے یا رسولؐ اللہ

قیامت تک سیہ رو تیرگی ہے یا رسولؐ اللہ
تمہارے دم سے ایسی روشنی ہے یا رسولؐ اللہ

خدا کی یاد سے غافل وہ ہرگز ہو نہیں سکتا
تمہاری یاد جس دل میں بسی ہے یا رسولؐ اللہ

تمہارے دم سے بزمِ کن فکاں کی رونقیں ساری
تمہیں سے سب بہارِ زندگی ہے یا رسولؐ اللہ

پھرا کب کوئی لے کے اپنا دامانِ طلب خالی
تو وہ داتا ہے تو ایسا سخی ہے یا رسولؐ اللہ

شفاعت جس کے حق میں ہوگئی روزِ جزا تیری
ابھی سے میں کہوں وہ جنتی ہے یا رسول اللہ

کرم فرمایئے شاہا نظر فرمایئے مجھ پر
یہ عاصی آپ ہی کا امتی ہے یا رسول اللہ

شانِ حضورؐ لکھنے سے معذور ہو گئے

شانِ حضورؐ لکھنے سے معذور ہو گئے
لکھ لکھ کے نعت اہلِ سخن چور ہو گئے

عشقِ نبیؐ کے نشہ میں جو چور ہو گئے
وہ کامراں مظفر و منصور ہو گئے

فی الفور ان کی یاد سے کافور ہو گئے
دل سے تمام رنج و الم دور ہو گئے

جو شاد کام روضۂ پر نور ہو گئے
سمجھے کہ باریابِ سرِ طور ہو گئے

دل جن کے ان کے عشق سے معمور ہو گئے
مخدومِ خلق بن کے وہ مشہور ہو گئے

چھوڑا جنہوں نے دامنِ پاکِ شہِ ہدیٰ
اللہ کی نگاہ میں مقہور ہو گئے

خلقِ عظیم کا ترے اللہ رے اثر
سرکش بھی سر جھکانے پہ مجبور ہو گئے

جلتے تھے جو چراغ بتوں کے جلے نہ پھر
ماہِ عرب کے سامنے بے نور ہو گئے

پتھر ہیں جن میں یاد نہ ان کی سما سکی
دل جن کے ان کی یاد سے معمور ہو گئے

ان میکشوں کا پوچھ نہ اللہ رے نصیب
پی کر تمام خم کی جو مخمور ہو گئے

نقشِ قدم ہے راہنمائے رہِ حیات
قول و عمل حیات کے دستور ہو گئے

کرتا نہیں میں بات شیاطین کی نظر
انساں ہے جو وہ آپ کے مشکور ہو گئے

زمزمہ سنج ہے بلبل کہیں کُوکی کوئل

زمزمہ سنج ہے بلبل کہیں کُوکی کوئل
نعت گوئی کی مرے دل میں مچی اک ہلچل

شعر گوئی کی مجھے تھوڑی بہت ہے اٹکل
فرض مجھ پر بھی ہوئی نعتِ نبی افضل

رحمتِ حق کے خوشا جھوم کے برسے بادل
جلوہ افروز ہوا تب وہ نبیِ مرسل

کتنا خوش بخت ہے یہ ماہِ ربیع الاول
اس میں چمکا مہِ بطحا بہ جمالِ اکمل

ضربِ "اللہ احد" نے وہ مچائی ہلچل
گر پڑے لات و منات اور ہبل منہ کے بل

ہم تھے حیرت زدۂ حسن و جمالِ یوسف
ہم نے دیکھی نہ تھی جب تک تری نوریں ہیکل

ان کا ہر ایک عمل ہم کو نمونہ ٹھہرا
ان کا ہر قول ہے اللہ رے قولِ فیصل

ان کے کوچہ میں پہنچتے ہیں گدا کی صورت
اپنے گھر کے ہی بڑے ہوں گے یہ سنجر طغرل

شہِ کونین کی ہم کو ہے شریعت کافی
فلسفہ پاس رکھیں اپنے یہ حضرت ہیگل

تھی یہ تقدیرِ الٰہی یہ خدا کی حکمت
آئے آخر میں نبیؐ وہ کہ ہے سب میں اول

آپ کے بعد جو اجرائے نبوت مانگیں
دانش وعقل سے عاری کوئی ہوں گے پاگل

آپ فرمائیں دعا امتِ عاصی کے لئے
روحِ امت ہے شہا بارِ گنہ سے بوجھل

کیا ضرورت کہ نظر چاروں طرف دوڑائیں
آپ کا دین مکمل ہے شریعت اکمل

لازم ہے امتی پہ وہ جب تک جہاں رہے

لازم ہے امتی پہ وہ جب تک جہاں رہے
رطب اللساں بذکرِ شہِ انس و جاں رہے

جب تک یہ شامیانۂ ہفت آسماں رہے
تکبیر تیرے نام کی شاہِ شہاں رہے

کوئی پڑھے نماز کہ تسبیح خواں رہے
ذکر، رسولِ پاکؐ میں رطب اللساں رہے

وہ فائز المرام رہے کامراں رہے
جو نقشِ پا پہ آپ کے سجدہ کناں رہے

آئی ندائے غیب جھکا آسماں رہے
تارے ہوں فرشِ راہ بچھی کہکشاں رہے

رک جائے نبضِ وقت ہے معراجِ مصطفیٰؐ
تھم جائے کائنات جہاں ہے وہاں رہے

ذکرِ خدا کے ساتھ جو ذکرِ نبیؐ نہ ہو
بے فائدہ ہی محنتِ تسبیح خواں رہے

وہ رحمتِ تمام دعا گو رہا سدا
دشمن ہزار طرح سے ایذا رساں رہے

یادِ حبیبِ پاک سے معمور ہو گیا
اب دل سے میرے دور غمِ دو جہاں رہے

توصیف میں اسی کے کٹے زندگی تمام
خامہ اسی کی مدح میں گوہر فشاں رہے

حسرت بھری نگاہ سے دیکھا کیا نظرؔ
طیبہ کی سمت قافلۂ دل رواں رہے

ہے یہ میدانِ ثنا گر نہ پڑے منہ کے بل

ہے یہ میدانِ ثنا گر نہ پڑے منہ کے بل
فرسِ طبع رواں دیکھ سنبھل دیکھ سنبھل

ان کے اک ذکر کا اللہ رے یہ ردِ عمل
دل ہے مخمور مرا مست ہے مینائے غزل

ہے شہنشاہِ زمن ہادیِ اقوام و ملل
جاں سپارِ رہِ حق غازیِ میدانِ عمل

آخری ان کی رسالت ہے، یہ ہے بات اٹل
جو مسلمان ہے اس کو تو نہیں لیت و لعل

نعرۂ حق سے ترے گونج اٹھے دشت و جبل
منہ کے بل ٹوٹ گرے لات و منات اور ہبل

پرِ پروازِ تخیل بھی جہاں پر کہ ہے شل
شبِ اسرا ہے وہاں ذاتِ نبیِ افضل

کیجئے ذکر جو ان کا تو خدا ہو راضی
لیجئے نام جو ان کا تو کھلے دل کا کنول

اللہ اللہ یہ کیفیتِ شیریں سخنی
ان کی باتوں میں گھلی جیسے ہو تاثیرِ عسل

مہ و خورشید سے نسبت نہیں ہرگز شایاں
یوں سمجھ لیجئے ادنیٰ سی ہے اک ضربِ مثل

بھیجتے ان پہ ہیں واللہ ملائک بھی درود
شان ان کی یہ ہے دربارگہِ عزّ وجل

ان کی ہی شانِ عنایت کے طفیل آج نظر
چولی دامن کے ہیں ساتھ مرے ایمان و عمل

میں دل سے معترف ہوں اپنے رب کی مہربانی کا

میں دل سے معترف ہوں اپنے رب کی مہربانی کا
مجھے بخشا سلیقہ نعت گوئی خوش بیانی کا

شہِ لولاک ہو عنواں ہو تم میری کہانی کا
تمہیں سے ہے مزہ یہ سب بہارِ زندگانی کا

ترا قرآن عنواں جس کا ہے سبع المثانی کا
وہ ہے لاریب ناسخ ہر کتابِ آسمانی کا

چمن زارِ معارف اور منبع درفشانی کا
حدیثیں سب نمونہ ہیں تری معجز بیانی کا

شریعت ہے تری کامل جو سکھلاتی ہے دنیا کو
طریقہ زندگانی کا طریقہ حکمرانی کا

رہِ حق میں نہیں پہنچیں تجھے ایذائیں کیا کیا پر
ادا کرتا رہا صلِّ علیٰ حق، حق رسانی کا

شرف دیدار کا بخشا بلا کر عرشِ اعظم پر
جوابِ صاف موسیٰ کے لئے تھا لن ترانی کا

کتابِ آخری بالحق کہ جو نازل ہوئی تم پر
مداوا ہم نے پایا اس کو غم ہائے نہانی کا

ابوبکرؓ و عمرؓ اور عضرتِ عثماں غنیؓ حیدرؓ
مزہ لوٹا ہے چاروں نے تری جلوہ فشانی کا

ترے میخانۂ توحید کے قرباں کہ اے ساقی
نظرؔ کو بھی ملا ہے جام کیفِ جاودانی کا

ہر شاخِ ادب ذکر سے تیرے ہی سپھل ہو

ہر شاخِ ادب ذکر سے تیرے ہی سپھل ہو
چاہے وہ قصیدہ ہو کہ وہ نظم و غزل ہو

تم باعثِ ایں عالمِ اسباب و علل ہو
محبوبِ خدا ختمِ رسل سرّ ازل ہو

جس دل میں تری حب بمقدارِ اقل ہو
ہنگامۂ ہستی کا نہ اس دل پہ خلل ہو

انگلی کا اشارہ ہو تو یہ ردِ عمل ہو
ٹل جائے وہ تقدیرِ الٰہی کہ اٹل ہو

وہ کوئی دقیقہ ہو کہ لحظہ ہو کہ پل ہو
ذکر آپ کا در بارگہِ عزّ و جل ہو

پاکیزہ شریعت پہ جو بنیادِ عمل ہو
پیش آئے نہ مشکل کوئی، پیش آئے تو حل ہو

بعثت کہ ہے آخر میں تو یہ رمز میں سمجھا
تم سب کا بدل آئے تمہارا نہ بدل ہو

آنے کا نہیں کوئی نبیؐ تا بہ قیامت
تم اور تمہیں ہادیِ اقوام و ملل ہو

سنت کی تری مہر لگی گر نہ ہو شاہا
انسان کی بیکار ہی سب فردِ عمل ہو

پہنچے تمہیں اس اوج پہ واللہ جہاں پر
جبریلِ امیں کا پرِ پرواز بھی شل ہو

لب پر ہو ترا نام تصور ترا دل میں
لینے مجھے آئی سرِ بالیں جو اجل ہو

رحمت کی نظر شافعِ امت مری جانب
محشر میں کہ جب وقتِ مکافاتِ عمل ہو

خدا نے چن کے رکھا ہے مبارک نامِ نامی ہے

خدا نے چن کے رکھا ہے مبارک نامِ نامی ہے
حبیبِ کبریا واللہ وہ ذاتِ گرامی ہے

نبوت ختم ہے ان پر رسالت اختتامی ہے
میانِ بندہ و مولا وہ آخر کا پیامی ہے

شفیعِ روزِ محشر ہے گنہ گاروں کا حامی ہے
مرے آقا کی شخصیت بڑی نامی گرامی ہے

وہ ساقی ہے مئے وحدت کا میخانہ عوامی ہے
یہیں پر تشنہ کام آئیں یہیں پر شاد کامی ہے

بوقتِ شام طاری غلبۂ شوقِ سلامی ہے
یونہی خورشید کی روضہ کی جانب تیز گامی ہے

تری درگاہ مرجع ہے مسلمانانِ عالم کا
یہ چینی ہے یہ ہندی ہے یہ مصری ہے یہ شامی ہے

تمہارا ذکر ہے مستوجبِ خوشنودیِ یزداں
تمہارا نام لینے سے ہماری نیک نامی ہے

یہ یومِ فتحِ مکہ ہے معافی عام دی سب کو
دلِ اطہر میں غصہ ہے نہ جذبہ انتقامی ہے

ہزاروں تاجِ سلطانی پڑے ہیں ان کی ٹھوکر میں
غلامانِ محمدؐ کی تو شاہانہ غلامی ہے

کمالِ اعتدال آتا نظر ہے ان کی سیرت میں
کہیں افراط کا پہلو نہ اس میں کوئی خامی ہے

کہہ دوں شہِ کونین پہ جب بات چلی ہے

کہہ دوں شہِ کونین پہ جب بات چلی ہے
سر تا بہ قدم رحمتِ ذاتِ ازلی ہے

جب دل میں ترے آئے مدینہ کو چلی ہے
قسمت تری اے بادِ صبا مجھ سے بھلی ہے

اے صلِ علیٰ نامِ محمدؐ کی یہ تاثیر
جب آئے زباں پر تو کھلی دل کی کلی ہے

اس چاند کے ہالے میں کیا خوب ستارے
صدیقؓ ہے فاروقؓ ہے عثماںؓ ہے علیؓ ہے

وہ آئے تو روشن ہوئی یہ محفلِ ہستی
قندیل یہ ایماں کی اسی دن سے جلی ہے

فردوس کا نقشہ ابھی واضح نہیں مجھ پر
دیکھی نہیں آنکھوں سے ابھی ان کی گلی ہے

خم خانۂ باطل کے ہر اک جام کو توڑوں
میخانۂ وحدت کی ترے بوند بھلی ہے

امت کی سرِ حشر وہی ذاتِ گرامی
حامی ہے مددگار ہے ناصر ہے ولی ہے

اے کشتیِ ملی کے نگہبان مدد کر
گرداب کے رخ پر ہے ہوا ایسی چلی ہے

قرآں بھی پس پشت ہے سنت بھی پس پشت
امت تری اب مرتکبِ بدعملی ہے

آرام گہِ شاہِ دوعالم ہے جہاں پر
اس شہر کی مٹی مجھے سونے کی ڈلی ہے

ہو چشمِ کرم اے شہِ دیں اپنے نظرؔ پر
پژمردہ و بے رنگ ابھی دل کی کلی ہے

جس کا جو شغل ہے رہتا ہے اسی میں مشغول

جس کا جو شغل ہے رہتا ہے اسی میں مشغول
ہے خوشا دل کو مرے مشغلۂ نعتِ رسولؐ

عالموں سے بھی سنا اور یہی ہے منقول
آپ ہیں علتِ غائی یہ جہاں ہے معلول

مرحبا خالقِ اکبر سے ثنا ہے منقول
اللہ اللہ رے اخلاقِ رسولِ مقبول

وہ صحیفہ کہ ہے موسوم بنامِ قرآں
اہلِ عالم کو ہوا آپ کے ہاتھوں موصول

میں سخن ساز نہیں آپ کا ایک ایک سخن
دل نشیں پُر اثر و صاف و مدلل معقول

دین تیرا کہ ہوا دہر میں جب جلوہ فشاں
سارے ادیان ہوئے سامنے اس کے مجہول

فوج باطل کی نہ ٹھہری ترے آگے زنہار
ضربتِ حق سے رہی ہو کے "کعصفٍ ماکول"

پیشِ رب سجدہ گزاری کی تجھے تھی عادت
کانٹا رات کا آنکھوں میں ترا تھا معمول

بحرِ زخار ہے طوفاں ہے بھنور ہے آقا
اور ایسے میں سفینہ ہے مرا بے مستول

آپ فرمائیں دعا امتِ عاصی کے لئے
ہر دعا آپ کی امت کے لئے ہے مقبول

میرے آقا ترے دامن میں ملے مجھ کو پناہ
روزِ محشر یہ تمنا ہے رہوں نا مسئول

سیرتِ پاک رہے میری نظر کا مرکز
دینِ قیم پہ رہے میرے توجہ مبذول

نعت گوئی میں ہے اک طرفہ مزا کہتے ہیں

نعت گوئی میں ہے اک طرفہ مزا کہتے ہیں
تجربہ ہم کو بھی ہے لوگ بجا کہتے ہیں

نامِ نامی کو ترے پیار بھرا کہتے ہیں
سنتے ہی صلِ علیٰ صلِ علیٰ کہتے ہیں

حسنِ صورت کو ترے ہوش ربا کہتے ہیں
زہے سیرت جسے قرآں بخدا کہتے ہیں

مشکبو ایسی تری زلفِ دوتا کہتے ہیں
ہیچ ہے مشکِ ختن مشکِ خطا کہتے ہیں

شان میں آپ کی لولاک لما کہتے ہیں
یعنی کونین کی تم کو ہی بنا کہتے ہیں

آپ کی ذات ہے محبوبِ خدا کہتے ہیں
آپ کو عرش پہ بذات رسا کہتے ہیں

شہِ کونین و شہِ ہر دو سرا کہتے ہیں
شہِ دیں ختمِ رسل شمعِ ہدیٰ کہتے ہیں

آپ کے در کے سبھی ناصیہ سا کہتے ہیں
روح پرور ہے مدینہ کی فضا کہتے ہیں

چار یاروں کو ترے بخت رسا کہتے ہیں
شان میں ان کی قطعہ ایک ذرا کہتے ہیں

ق

تیرے صدیقؓ کو تصویرِ وفا کہتے ہیں
تجھ کو فاروقؓ ملا حسبِ دعا کہتے ہیں

تیرے عثماںؓ کو سراپائے حیا کہتے ہیں
اور حیدرؓ کہ جسے شیر خدا کہتے ہیں

حشر میں اپنے نظرؔ کی ہو شفاعت شاہا
آپ کو شافعِ محشر بخدا کہتے ہیں

نگاہِ رحمتِ پروردگار ہو جائے

نگاہِ رحمتِ پروردگار ہو جائے
لکھوں جو نعت وہی شاہکار ہو جائے

خدنگِ عشقِ نبیؐ دل کے پار ہو جائے
سیاہ خانہ یہ آئینہ سار ہو جائے

جو تیرے عشق کا سودا سوار ہو جائے
فرار دل سے غمِ روزگار ہو جائے

جو تیری راہ میں مٹ کر غبار ہو جائے
بہ لوحِ دہر وہ اک یادگار ہو جائے

وہ ہوش مند سوا پختہ کار ہو جائے
جو میکدہ کا ترے میگسار ہو جائے

تری نگہ جو شہِ ذی وقار ہو جائے
تو مردِ صدق ترا یارِ غار ہو جائے

غنی بنے اگر عثماںؓ عمرؓ بنے فاروق
علیؓ کی تیغِ دو سر ذوالفقار ہو جائے

چلیں جو نقشِ قدم پر ہمارے آقا کے
خدا کے پیاروں میں ان کا شمار ہو جائے

وہ آنکھ بھر کے بشرطیکہ دیکھ لیں اک پل
خزف بھی ہو تو دُرِ شاہوار ہو جائے

ہمائے حبِ نبیؐ جس پہ ڈال دے سایہ
فقیر بھی ہو اگر شہریار ہو جائے

کرشمہ ساز ہو تیرا اشارِ شوق اگر
لباسِ کفرِ عمر تار تار ہو جائے

بروزِ حشر شفاعت پہ ہے تری تکیہ
نظرِ کرم کی شہِ نامدار ہو جائے

سردارِ جہاں ختمِ رسل فخرِ بشر ہو

سردارِ جہاں ختمِ رسل فخرِ بشر ہو
محبوب ہو اللہ کے منظورِ نظر ہو

بستانِ نبوت کے تمہیں وہ گل تر ہو
تا حشر خزاں کا نہ کبھی جس پہ اثر ہو

شعلہ تری الفت کا شرر بار اگر ہو
صدیق ہو بوبکرؓ تو فاروق عمرؓ ہو

خود چل کے کبھی سایہ فگن تم پہ شجر ہو
انگلی سے کبھی معجزۂ شق قمر ہو

توحید کے نسخہ پہ عمل ان کے اگر ہو
عقبیٰ میں نہ پھر رنج نہ دنیا میں خطر ہو

خالق کو ترے دل کی تمنا کی خبر ہو
جس سمت رضا ہو تری قبلہ بھی ادھر ہو

ہاں ان کی محبت کے تعلق سے اگر ہو
آنسو جو گرے آنکھ سے صد رشکِ گہر ہو

واللہ بہ مصداقِ "رفعنا لک ذکرک"
ذکر آپ کا ہر ایک جگہ آٹھ پہر ہو

تم حلقۂ احباب میں یوں لگتے ہو جیسے
جھرمٹ میں درخشندہ ستاروں میں قمر ہو

کعبہ کی طرف رخ ہو مدینہ کی طرف دل
پھر مانگ دعائیں تو دعاؤں میں اثر ہو

مجبور اٹھانے پہ ہوں رنج و غمِ فرقت
پہنچوں میں مدینہ پہ پرواز اگر ہو

محبوبِ خدا آپ ہیں اے شافعِ محشر
خادم پہ سرِ حشر عنایت کی نظر ہو

ذرۂ ناچیز خاکِ کفشِ پائے مصطفیؐ

ذرۂ ناچیز خاکِ کفشِ پائے مصطفیؐ
ہے بہ توفیقِ خدا مدحت سرائے مصطفیؐ

صورتِ پُر نور و حسنِ دلربائے مصطفیؐ
قامتِ موزون و قدِ دل کشائے مصطفیؐ

عرشِ اعظم اللہ اللہ فرشِ پائے مصطفیؐ
کون پہنچا ہے وہاں تک ماسوائے مصطفیؐ

مستجابِ بارگاہِ حق دعائے مصطفیؐ
مقتضائے ربِ عالم مقتضائے مصطفیؐ

رہبری کے واسطے ہے نقشِ پائے مصطفیؐ
روح کی تسکیں کو قولِ جاں فزائے مصطفیؐ

ساری دنیا ان کی تعلیمات سے روشن ہوئی
چار سو عالم میں پھیلی ہے ضیائے مصطفیؐ

نام اس کا رکھ دیا خالق نے قرآنِ مبیں
جب ہوا مستجمع جملہ ادائے مصطفیؐ

دلکشا منظر یہ دکھلایا شبِ معراج نے
انبیاء ہیں صف بہ صف در اقتدائے مصطفیؐ

بخششِ امت کی خاطر ان کی شب بیداریاں
بارگاہِ رب میں شب بھر التجائے مصطفیؐ

ہے وسیلہ میری بخشش کا انہیں کا تذکرہ
آنکھ کا سرمہ ہے میری خاکِ پائے مصطفیؐ

کون سمجھا ہے شرف ان کا کہ تو سمجھے نظرؔ
ذات اک اللہ کی ذات آشنائے مصطفیؐ

میلادِ آنحضورؐ کی تقریبِ عید ہے

میلادِ آنحضورؐ کی تقریبِ عید ہے
تحریکِ نعت در دلِ عبد الحمید ہے

نبیوں میں مصطفیٰؐ ہی وہ فردِ فرید ہے
جس پر کہ ختم وحیِ خدائے وحید ہے

وہ جانِ آرزو ہے دلوں کی امید ہے
امت کی مغفرت کے لئے وہ نوید ہے

حلقہ بگوش ان کا ہوا جو سعید ہے
مانا نہ جس نے ان کو جہنم رسید ہے

نازل ہوئی جو ان پہ کتابِ مجید ہے
مستجمع علومِ قدیم و جدید ہے

خلقِ خدا پہ آپ کے احساں ہیں اس قدر
دنیا غلام ان کی بنی زر خرید ہے

وہ جلوہ گاہِ رب میں ہیں اسرا کی شب رسا
عرشِ خدا بھی ان کے لئے چشم دید ہے

جو اہلِ دل ہیں جان ہی لیں گے مری مراد
اک آرزو ہے دل میں جو بے حد شدید ہے

کوثر کا جام جس کو وہ ساقی عطا کرے
یومِ نشور کیا اسے حاجت مزید ہے

نسخہ درودِ پاک کا انمول مل گیا
عاصی ہو یا ولی ہو ہر اک مستفید ہے

دنیائے خواب ہی میں نظر آئیے کبھی
مشتاقِ دید آپ کا عبد الحمید ہے

میدانِ محمدت میں ہے لازم ادب کا پاس

میدانِ محمدت میں ہے لازم ادب کا پاس
رکھتا ہوں یونہی کھینچ کے رخشِ قلم کی راس

لبریزِ غم ہو جب بھی یہ قلبِ تنگ حواس
آئی ہے دلدہی کہ تری یاد میرے پاس

اسرا کی شب گیا ہے وہ خلوت میں رب کے پاس
رتبہ شہِ ہدیٰ کا ہے بالائے ہر قیاس

لبریز قلب کیوں نہ ہو از جذبۂ سپاس
بندوں کو رب سے اس نے کیا آ کے روشناس

ق

طاری چہار سو ہو جب اک منظرِ ہراس
مختل ہوں عقل و ہوش اڑے جبکہ ہوں حواس

محشر میں جبکہ کوئی نہ پھٹکے کسی کے پاس
اس روز اے حبیبِ خدا تجھ سے سب کو آس

ہے حبِ بندگانِ خدا دین کا شعار
توحیدِ ذاتِ رب ہے ترے دین کی اساس

سب رند ہیں گواہ کہ اے ساقیٔ جہاں
تیرے ہی میکدہ سے بجھی ہے دلوں کی پیاس

ان کی کتابِ پاک کا اللہ رے معجزہ
پُرنور ہوں یہ قلب پڑھیں کوئی اقتباس

نورِ یقیں سے پُر ہے ہر اک آیتِ کتاب
ان کی کتاب پاک ہے از نقصِ التباس

مقبولِ بارگاہِ خداوند ہو گئی
امت کی مغفرت کے لئے ان کی التماس

اے کملی والے حشر میں مجھ پر بھی ہو نگاہ
توشہ نہیں ہے حسنِ عمل کا نظرؔ کے پاس

لکھ نعتِ دلپذیر کوئی دل اداس ہے

لکھ نعتِ دلپذیر کوئی دل اداس ہے
موئے قلم ہے ہاتھ میں کاغذ بھی پاس ہے

یادِ نبیؐ کے واسطے یہ وقت راس ہے
شور و شغب کوئی نہ کوئی آس پاس ہے

ق

توشہ عمل کا اتنا نہیں اپنے پاس ہے
محشر کی دار و گیر سے خوف و ہراس ہے

سینہ میں میرے بس دلِ ایماں اساس ہے
آقا کی اپنے اور شفاعت کی آس ہے

بخشا ہمیں نبیؐ کہ ہے سردارِ انبیاء
خلاقِ کائنات کا شکر و سپاس ہے

الفت سے ان کی بھر دے مرے دل کو اے خدا
اے بے نیاز تجھ سے یہی التماس ہے

عظمت کا اس کی کوئی نہ ادراک کر سکے
درماندہ عقل ہیچ ہے عاجز قیاس ہے

بخشا ہے جامِ دیدِ مدینہ مجھے مگر
ساقی کرم مزید ابھی اور پیاس ہے

تھوڑا بھی ہے اگر تو بہت جانئے نظرؔ
حبِ نبیؐ کی جس کے عمل میں مٹھاس ہے

جمال و روب و جلال دیکھیں سخن بلاغت نظام دیکھیں

جمال و رعب و جلال دیکھیں سخن بلاغت نظام دیکھیں
شہِ ہدیٰ کا نہیں ہے ثانی پھریں زمانہ تمام دیکھیں

ہے ختم کارِ نبوت ان پر رسالت ان پر تمام دیکھیں
ہر ایک پہلو سے ہے مکمل ہزار پہلو یہ کام دیکھیں

ملاءِ اعلیٰ کا یہ وظیفہ بہ حکمِ ربِ انام دیکھیں
درود پڑھنا نبی پہ ہر دم نہ صبح دیکھیں نہ شام دیکھیں

مزارِ اقدس پہ زائروں کا خروش اور ازدحام دیکھیں
یہ پڑھ رہا ہے درود ان پر وہ پڑھ رہا ہے سلام دیکھیں

بروزِ محشر، بہ حوضِ کوثر وہ ساقیِ خوش خرام دیکھیں
چلے ہیں پیاسے اسی کی جانب عطا ہو کس کس کو جام دیکھیں

حبیبِ رب ہے لقب انھیں کا مقامِ محمود ہے انھیں کا
نہیں ہے اونچا مقام اس سے کہ اس سے اونچا مقام دیکھیں

ہر ایک قصہ کو نسبت ان سے تمام باتوں کے وہ مخاطب
کلامِ ربی بنام قرآں اٹھا کے تا اختتام دیکھیں

حسیں سراپا نقوش جاذب خدنگ ابرو نگاہ دلکش
جو دیکھ لیں ایک بار ان کو نہ پھر وہ ماہِ تمام دیکھیں

وہ مردِ آہن وہ مردِ غازی وہ میرِ لشکر بہر معازی
مصافِ حق میں وہ تیغ براں بدستِ خیر الانام دیکھیں

خزانۂ لازوال قرآں ملا بدستِ نبی نظر جو
بھرا ہے حکمت کے موتیوں سے خواص ڈھونڈیں عوام دیکھیں

پڑھتے ہیں ثنا آپ کی کرتے ہیں رقم بھی

پڑھتے ہیں ثنا آپ کی کرتے ہیں رقم بھی
سرکارِ مدینہ کے غلاموں میں ہیں ہم بھی

اف حسنِ سراپائے نبی رشکِ قمر ہے
ہے اپنی مثال آپ خوشا حسنِ شیم بھی

اب بھی نہ یقیں آئے جسے ہے وہ نگوں بخت
کھائی ہے رسالت پہ مرے رب نے قسم بھی

اڑتا ہے خداوند کی توحید کا پرچم
ساتھ اس کے ہے پر اں شہِ والا کا علم بھی

ہے خاک نشیں یوں تو مگر عرش رسا ہے
مسکیں ہے مگر صاحبِ صد جاہ و حشم بھی

کہنا تو بڑی بات ہے دل چاہئے پتھر
ہم کر نہ سکیں حال وہ طائف کا رقم بھی

چھلنی ہے کلیجہ شہِ دیں کا دمِ ہجرت
چھوٹا حرمِ پاک ہے احباب کا غم بھی

اسلام کی تبلیغ میں کیا کچھ نہیں گزرا
طعنے بھی سنے اس نے سہے جور و ستم بھی

آتے ہیں شہِ دیں کی مجالس میں سبھی لوگ
خوش بخت پہنچتے ہیں یہاں سبز قدم بھی

ہر طالبِ حق کے لئے دونوں ہیں ضروری
فرمانِ عزیز آپ کا اور نقشِ قدم بھی

کر پیرویِ اسوۂ محبوبِ خدا یوں
قرآن کے سایہ میں چلے تیغِ دودم بھی

عاصی ہے نظر آس پہ شفاعت کا کرم ہو
تو شافعِ محشر بھی ہے تو شاہِ امم بھی

تمام نبیوں میں شاہِ طیبہ کا مرتبہ ہے بلند و بالا

تمام نبیوں میں شاہِ طیبہ کا مرتبہ ہے بلند و بالا
درود پڑھتے ہیں اس پہ ہر دم مسبّحانِ ملاءِ اعلیٰ

ہے گوشہ گوشہ جہاں کا روشن دلوں کی دنیا بھی ہے منور
اس آفتابِ ہدیٰ کے صدقے کہ جس کے دم سے ہے سب اجالا

پہ موجِ گردابِ بحرِ ظلمت پھنسی تھی نوعِ بشر کی کشتی
خدا کی جانب سے ناخدا بن کے اس نے کشتی کو آسنبھالا

خدائے واحد کے آستاں پر خدا کے بندوں کا سر جھکایا
خدا کے دین کا اسی کے ہاتھوں ہوا زمانہ میں بول بالا

لباسِ شاہی نہ مال و دولت نہ کوئی حاجت نہ کوئی درباں
مطاعِ شاہانِ ذی وجاہت ہے پھر بھی دیکھیں وہ کملی والا

ہزاروں تارے ہیں نور افشاں کوئی زیادہ تو کوئی مدھم
وہ ماہِ تاباں ہے گرد اس کے ہے کیا ہی دلکش وسیع ہالا

پسندِ خاطر ہے اپنے رنگوں کا رنگ معروف صبغت اللہ
نہیں وہ خاطر میں اس کو لاتا ہے کون گورا ہے کون کالا

حطیمِ کعبہ میں بھی نہیں ہیں نہ امِ ہانی کے گھر فروکش
یہ آج کی شب ہے کون سی شب کہاں گئے ہیں حضورِ والا

وہ مردِ میداں بلند ہمت وہ شیر افگن جری سپہ گر
دمِ نبرد اس سے منہ کی کھائی پڑا جو دشمن کو اس سے پالا

نماز و روزہ زکوٰۃ و حج کی عبادتیں ہیں اسی کا صدقہ
خدا کی تسبیح پڑھنے والے یونہی تو جپتے ہیں اس کی مالا

کرے مقدر پہ ناز اپنے ملے خوشی کا اسے خزانہ
قبول فرمالیں گر نظر کا یہ ہدیۂ نعت شاہِ والا

اللہ سے جب توفیق ملے نعتِ شہِ خوباں ہو جائے

اللہ سے جب توفیق ملے نعتِ شہِ خوباں ہو جائے
نعتِ شہِ خوباں لکھوں جب پرآں غمِ پنہاں ہو جائے

وہ صورتِ انور جو دیکھے انگشت بدنداں ہو جائے
سیرت پہ جو ڈالے ایک نظر وہ قائلِ قرآں ہو جائے

ہے نام محمدؐ نور افشاں یہ نام زباں پر آتے ہی
در حجلۂ جاں ہر چار طرف جیسے کہ چراغاں ہو جائے

کلمہ میں یہ ہے تاثیر اس کے اک بار پڑھے جو بھی دل سے
کافر ہو کہ مشرک یا کوئی وہ شخص مسلماں ہو جائے

ایمان بجھا سا رہتا ہے ایمان کی کہتا ہوں تم سے
جب تک نہ محبت سے اس کی پُر ہر رگِ ایماں ہو جائے

گر یونہی سرشکِ غم ٹپکے کیا قیمت ایسے پانی کی
باعث ہو محبت گر اس کی تو گوہر رخشاں ہو جائے

یہ ان کے مبارک قدموں کا اعجازِ مخلد کیا کہنا
جو ذرہ قدم بوسی کر لے وہ مہرِ درخشاں ہو جائے

ہے فردِ عمل تو سیاہ تری بخشش کی نظر صورت ہے یہی
مل جائے شفاعت کا دامن اور رحمتِ یزداں ہو جائے

ہوں میں بھی ختمِ رسل کے ثنا نگاروں میں

ہوں میں بھی ختمِ رسل کے ثنا نگاروں میں
بایں نمط ہوں خوشا میں بھی خوب کاروں میں

وہ ایک پھول کھلا تھا جو ریگ زاروں میں
اسی کے دم سے ہے سب رنگ و بو بہاروں میں

کیا خدا نے اسے منتخب ہزاروں میں
بنا حبیب نبوت کے تاجداروں میں

جو سفرۂ نبوی کے تھے زلّہ خواروں میں
شمار ان کا ہدایت کے چاند تاروں میں

چراغِ نور ہے وہ بر منارۂ عظمت
ہے جلوہ پاش وہ دنیا کی رہ گزاروں میں

جمال و حسن کی اس کے نہ مل سکے تمثیل
نہ مہر و ماہ میں ایسا نہ گل عذاروں میں

سخن ہے آپ کا وحیِ خدا سے سب ماخوذ
ہے حرف حرفِ سخن ان کا شاہ پاروں میں

بجا ہے اس کو جو کہئے کہ روحِ قرآں ہے
اسی کا ذکر ہے ہر پھر کے سب سپاروں میں

سریر و تاجِ نبوت ہے دائماً اس کا
وہی تو ایک ہے ایسا خدا کے پیاروں میں

تلاشِ حق میں رہا معتکف بہ غارِ حرا
پھرا وہ دشت و بیاباں میں کوہساروں میں

مصافِ حق میں جری پیشہ وہ امیرِ سپاہ
وہ سرگروہِ سواراں ہے شہ سواروں میں

خُمِ حجاز کی پی کر جو ہو گئے مدہوش
مری نظر میں وہی سب ہیں ہوشیاروں میں

نگاہِ لطفِ رب میری طرف ہے

نگاہِ لطفِ رب میری طرف ہے
نبی کی نعت سے مجھ کو شغف ہے

زمیں ہو یا فلک یا عرش و کرسی
ضیائے ماہِ بطحا ہر طرف ہے

رسائے عرشِ اعظم ہے وہی اک
اسی محبوبِ حق کا یہ شرف ہے

نہ ہو جس دل میں حبِ شاہِ بطحا
گلِ بے نم ہے پتھر ہے خذف ہے

ہے دنیا تنگ اب مسلم پہ شاہا
ستم ہائے زمانہ کا ہدف ہے

متاعِ گوہرِ ایماں ہے غائب
اب اس کا دل بلا گوہر صدف ہے

نہیں ذوقِ عبادت اس کے دل میں
مذاقِ لہو و رقص و چنگ و دف ہے

ہوا محروم خود حسنِ عمل سے
وہ بس اب داستاں گوئے سلف ہے

بجوفِ طاقِ نسیاں رکھ دیا ہے
نہیں قرآں سے تیرے اب شغف ہے

نہیں کچھ اکتسابِ فیض اس سے
اگر کچھ ہے تو بس کارِ حلف ہے

مسافر ہے مگر بے سمتِ منزل
رواں مثلِ خدنگِ بے ہدف ہے

ہے افسانہ مسلماں کی فتوت
جو تھا خنجر بکف ساغر بکف ہے

نظرؔ اعجاز سے ذکرِ نبی کا
غم و اندوہِ دل سب برطرف ہے

موسم کہ آج صبح سے وجد آفریں ہے

موسم کہ آج صبح سے وجد آفریں ہے
دل نغمہ سنجِ نعتِ شہِ مرسلین ہے

آغوشِ آمنہ کا وہ دُرِ ثمین ہے
فرخ سِیَر ہے قبلۂ دنیا و دین ہے

کس درجہ کہیئے وہ شہِ والا حسین ہے
پاؤں کی اس کے خاک ہر اک حورِ عین ہے

وہ عالی النسب ہے وہ بالا نشین ہے
صلِ علیٰ وہ حاصلِ دنیا و دین ہے

وہ شمع مستنیر ہے راہِ حیات میں
ہادی و رہنما وہ پئے سالکین ہے

گردوں وقار بندۂ محبوبِ حق ہے وہ
مخلوقِ کائنات میں اشرف ترین ہے

میزانِ عدل و راستی و خیر و شر ہے وہ
اک اسوۂ جمیل پئے مومنین ہے

حرفِ سخن تمام ہے شہ پارۂ ادب
شیرینیِ سخن صفتِ انگبین ہے

بوجہل و بولہب سے عدو بھی ہیں مانتے
وہ صادق الحدیث نہایت امین ہے

تقدیسِ روضۂ نبویؐ پوچھتے ہو کیا
وہ مرجعِ ملائکۂ مکرمین ہے

حلقہ بگوش جو نہ ہوا ان کا اس پہ حیف
مغضوبِ کبریا ہے مِنَ الضّالّین ہے

لرزہ بہ دل کھڑے ہیں گنہ گار حشر میں
بندہ نواز ہی سے ہر اک مستعین ہے

میرے لئے بمنزلۂ آسماں نظر
اس جلوہ گاہِ ناز کی جو سر زمین ہے

ثنا خواں ہوں نبیِ مفتخر کا

ثنا خواں ہوں نبیِ مفتخر کا
گدا میں بھی تو ہوں اس کے ہی در کا

وہ عالم ہے امورِ مستتر کا
وہی منبع ہے ہر علم و خبر کا

ارے کیا پوچھتے ہو اس نگر کا
وہی مسکن ہے جو خیر البشر کا

ہے راحت خیز ہر سایہ شجر کا
زمیں کی خاک ہے سرمہ بصر کا

ہے اس کی شہ نشیں عرشِ معلیٰ
ہے کیا رتبہ شہِ فرخ سیَر کا

اسی کے نقشِ پا کو ڈھونڈتا ہوں
وہی معیار ہے ہر خیر و شر کا

سلامت تاقیامت اس کا مصحف
نہ واقع ہو خلل زیر و زبر کا

شہ و سلطاں گدا ہیں اس گلی میں
بڑا ہو گا کوئی تو اپنے گھر کا

تمہاری یاد میں آنکھوں سے ٹپکے
یہی مصرف ہے بس خونِ جگر کا

قیامِ حشر تک ہمائے تیرے
ہے اونچا بخت صدیقؓ و عمرؓ کا

بنا پھرتا ہے اشرف ابنِ آدم
ہے یہ صدقہ اسی خیر البشر کا

مسافر راہِ طیبہ کے ہیں بے خود
نہیں کچھ ہوش اپنے پاؤں سر کا

اسی شہرِ طرب میں دل پڑا ہے
وہیں لگتا ہے جی آشفتہ سر کا

کرو عجلت چلو بہرِ زیارت
بھروسہ کیا ہے عمرِ مختصر کا

مریضِ لا علاج آیا ہے در پر
علاج اے چارہ گر قلب و نظر کا

برحق ہے جو اس فضل پہ اترائے مدینہ

برحق ہے جو اس فضل پہ اترائے مدینہ
آغوش میں اس کی ہے دل آرائے مدینہ

طیبہ کے تصور سے دل آباد ہے اپنا
لب میرے شکرداں بہ سخن ہائے مدینہ

اے موجِ نسیم آ کہ تجھے دل میں سمو لوں
ہے تجھ میں سرائیت بوئے گل ہائے مدینہ

مجھ بندۂ عاصی کو بھی ہے خواہش دیدار
اب مرضیٔ رب جب بھی وہ پہنچائے مدینہ

ہے چشمِ تصور کا مری شغل یہ ہر شب
فلماتا ہے روضہ کبھی فلمائے مدینہ

سو رنگ بھرے دل میں مٹا دے غم و آلام
فانوسِ تصور میں جب آ جائے مدینہ

سننے کے لئے آئے فرشتے سرِ محفل
ہے تذکرۂ پاکِ دل آرائے مدینہ

دیکھوں گا انہیں جب تو سرِ حشر کہوں گا
اک ساغرِ کوثر مجھے آقائے مدینہ

جب آئے مجھے لینے مری مرگِ مفاجات
ہو نام لبوں پر ترا آقائے مدینہ

میں ان کو تکا کرتا ہوں حسرت کی نظر سے
جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دیکھ آئے مدینہ

موسم کہ خوشگوار زِ باران و باد ہے

موسم کہ خوشگوار زِ باران و باد ہے
دل محوِ نعتِ خواجۂ فرخ نہاد ہے

وہ جامع الصفات قریشی نژاد ہے
پیکر ہے رحمتوں کا رقیق الفؤاد ہے

بالغ نظر ہے مانعِ بغض و عناد ہے
شمشیر حق ہے قاطعِ ظلم و فساد ہے

سالار ہے جری ہے امیر الجہاد ہے
پاؤں میں اس کے تاجِ سرِ کیقباد ہے

اس کے سخن سخن پہ مجھے اعتماد ہے
وحیِ خدا سے چونکہ وہ سب مستفاد ہے

سرخیلِ انبیاء ہے وہ ختم الرسل ہے وہ
در زمرۂ عباد وہ خیر العباد ہے

شمعِ ہدیٰ ہے اس کی ہدایت کا دائرہ
ممتد ہے اور تا سرِ یوم التّناد ہے

حبلِ متیں میانۂ مخلوق و رب ہے وہ
آوازِ حق ہے وہ عَلَمِ اتحاد ہے

صورت حسیں ہے اس کی تو سیرت حسین تر
فضلِ خدا سے دونوں طرح بامراد ہے

آقا نہ جانے اب یہ مسلماں کو کیا ہوا
مسلک تھا جس کا امن وہ گرمِ فساد ہے

تحقیق و جستجو ہے نہ قرآں میں کاوشیں
مدت ہوئی کہ بند درِ اجتہاد ہے

تجھ کو تری کتابِ مقدس کا واسطہ
امت پہ پھر کرم ہو کہ اب بدنہاد ہے

شہروں میں ایک شہر مدینہ بھی تھا مگر
اب تیرے دم قدم سے عروس البلاد ہے

اٹھ کر میں آستاں سے تمہارے نہ جاؤں گا
جب تک کہ روح و تن کا مرے اتحاد ہے

ہے فالِ نیک حق میں اسی خاکسار کے
امت میں آپ کی نظرِ کم سواد ہے

فرشتے حضوری میں پہنچا رہے ہیں

فرشتے حضوری میں پہنچا رہے ہیں
محمدؐ پہ لاکھوں سلام آ رہے ہیں

ہوئے جو گرفتارِ آں زلفِ مشکیں
وہ آزاد از دامِ دنیا رہے ہیں

سب اپنی جگہ شاد کامِ تجلی
تجلی کچھ اس طور دکھلا رہے ہیں

فزوں تر ہے دربارِ طیبہ کی رونق
جو سو اٹھ گئے تو ہزار آ رہے ہیں

مطاع زمانہ بنے اللہ اللہ
جو خدام ہمراہِ آقا رہے ہیں

پسِ مرگ پہلو میں ان کے وہ ساتھی
جو جیتے ہوئے بھی اکٹھا رہے ہیں

یتیموں غریبوں کا جو حق ہے واجب
وہ اہلِ تموّل سے دلوا رہے ہیں

جو دنیا میں ان پر نہ ایمان لائے
وہی اب جہنم میں پچھتا رہے ہیں

ملے جامِ کوثر نبیؐ سے عجب کیا
کہ ہم جامِ وحدت کے رسیا رہے ہیں

نہ جائے نظر آب یہ ہے غیر ممکن
بلاوہ ملا ہے تو ہم جا رہے ہیں

جبینِ عرش پہ تابندہ نام ہے تیرا

جبینِ عرش پہ تابندہ نام ہے تیرا
ہر اک مقام سے اونچا مقام ہے تیرا

کہاں پہ ذکر نہیں صبح و شام ہے تیرا
بہر اذاں یہ دل آویز نام ہے تیرا

عجب سرور کا کاس الکرام ہے تیرا
جو پیاس دل کی بجھا دے وہ جام ہے تیرا

دیا تھا تو نے کبھی جو فرازِ فاراں سے
وہ چار دانگ میں پھیلا پیام ہے تیرا

ملا خدا سے جو سب انبیاء کو تا عیسیٰؑ
وہ تاج اب بہ کمالِ تمام ہے تیرا

ہے تاج سر پہ ترے افصح اللسانی کا
فصیح تر ہے جو سب میں کلام ہے تیرا

نہ دل پذیر ہوں کیوں، کیوں نہ ہوں نشاط انگیز
سخن تمام بلاغت نظام ہے تیرا

غمِ زمانہ کو بھولے ہوئے ہیں رند ترے
کچھ ایسے کیف کا وحدت کا جام ہے تیرا

میں منہمک بہ دعاہائے مغفرت آقا
قبولِ حق ہوں دعائیں یہ کام ہے تیرا

بلالؓ و بوذرؓ و بوبکرؓ و حیدرؓ و عثمانؓ
جسے بھی دیکھئے آقا غلام ہے تیرا

ترا فقیر ہوں میں بھی پہنچ گیا در پر
تو بھیک دے کہ نہ دے اب یہ کام ہے تیرا

خوشا نصیب تجھے اے نظرؔ مبارک ہو
شناگروں میں محمدؐ کے نام ہے تیرا

پھر نعتِ مصطفیؐ پر راغب ہوئی طبیعت

پھر نعتِ مصطفیؐ پر راغب ہوئی طبیعت
سایہ فگن ہے مجھ پر پھر آج ابرِ رحمت

پاسِ ادب ہے لازم بے حد و بے نہایت
اے عقلِ ہیچ ساماں تو ہے بہ کارِ مدحت

آیا نبی کامل آیا رسولِ رحمت
بندوں پہ جبکہ ڈالی رب نے نگاہِ الفت

تاجِ سرِ نبوت وہ نازشِ رسالت
پرچم اسی کا پراں رہنا ہے تاقیامت

رعنائیوں کا پیکر معیارِ حسنِ فطرت
بدرِ منیر صورت روح الکتاب سیرت

بھر کر نگاہ دیکھے کس میں ہے اتنی جرأت
تاروں کے دائرہ میں بیٹھا وہ چاند صورت

زیرِ قدم ہے اس کے دونوں جہاں کی وسعت
رفعت ہے اس کو پستی، پستی ہے اس کو رفعت

توحید کا نواگر سازِ سروشِ فطرت
آگاہِ سیرِ غیبی وہ صاحبِ بصیرت

آئینۂ حقیقت سرچشمۂ ہدایت
اخلاق کا مرقع مجموعۂ شرافت

دل کو کیا منور بخشی نظر کو وسعت
ہر فکرِ نارسا کو بخشی فلک کی رفعت

محبوب ہے خدا کا مخدوم ہے جہاں کا
ختم الرسل پہ میرے تکمیلِ دینِ فطرت

مردہ دلوں میں اس نے ایک روح ڈال دی ہے
سینوں میں اس نے پھونکی ایمان کی حرارت

سب کچھ ملا ہے ہم کو دستِ کرم کے صدقے
ایمان و جوشش و غیرت مردانگی فتوت

ذرے سمٹ کے جو بھی پابوس ہو گئے تھے
آنکھوں کی سب کے تارے اس چاند کی بدولت

رب کی رضا سے جس دم وہ ہمکنار ہو گا
یومِ نشور ہو گا وہ شافعِ ہر امت

انجام چاہتا ہے اپنا بہ عاقبت گر
پائے عمل نظرؔ رکھ بر نقشِ آں شریعت

مدحت سرا ہوں تا خلشِ غم ہو جاں سے دور

مدحت سرا ہوں تا خلشِ غم ہو جاں سے دور
توصیف ان کی یوں تو ہے حدِ بیاں سے دور

یہ خاکساریوں ہے ترے آستاں سے دور
پیاسی زمیں ہے جیسے کہ ابرِ رواں سے دور

وہ جلوہ گاہِ ناز ہو چاہے جہاں سے دور
ہرگز نہیں مگر نگہِ عاشقاں سے دور

اس بزمِ خاکداں سے پرے آسماں سے دور
اک شب گئے حضور زمان و مکاں سے دور

آنکھوں سے دور ہو تو ہے اک سوءِ اتفاق
ہونا کہیں نہ تم مرے دل کے جہاں سے دور

پیشِ حضور کیسے کروں عرض داستاں
ہر کیفِ داستاں ہے مری داستاں سے دور

امت ہوئی ہے دور عبادت کے ذوق سے
صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ و اذاں سے دور

مستِ شراب و عیش و طرب ہو کے رہ گیا
خوفِ خدا تو اب ہے دلِ مسلماں سے دور

ایماں کی شاہ رگ ہے رگِ دل سے اب جدا
سرخی حیا کی ہے نگہِ گل رخاں سے دور

گم گشتہ راہ ہو کے رہے اہلِ کارواں
خود میرِ کارواں کہ رہے کارواں سے دور

رنگِ چمن پلٹ نہ سکا دل نہ کھل سکا
موسم خزاں کا ہو نہ سکا گلستاں سے دور

محشر میں بھول جائیں وہ تجھ کو غلط غلط
یہ بات ہے نظرؔ شہِ رحمت نشاں سے دور

نغمہ سرا ہوں میں بھی شہِ نامدار کا

نغمہ سرا ہوں میں بھی اسی نامدار کا
احسانِ خاص مجھ پہ ہے اس کردگار کا

پایہ بلند ہے شہِ گردوں وقار کا
رشتہ انہیں سے بندہ و پروردگار کا

جب چاہوں میں علاج دلِ سوگوار کا
کرتا ہوں ذکرِ خیر سراپا بہار کا

سالار فوج کا ہے دھنی ذوالفقار کا
پانسہ پلٹ کے رکھ دے ہر اک کارزار کا

سایہ کناں ملائکۂ مکرمین ہوں
آئے زباں پہ ذکر جو اس تاجدار کا

محسن تو خود ہے اس کا مگر یہ فروتنی
احسان مانتا ہے بہت یارِ غار کا

امیدوارِ ساغرِ کوثر ہوں میں بھی ایک
میکش ہوں میں بھی ساقیِ مستانہ وار کا

ہیں یوں تو آس پاس ستارے ہزارہا
ہالہ مگر ہے گردِ قمر چار یار کا

معراجِ مصطفیٰؐ کا تصور ہے جاگزیں
یوں ہی دماغ عرش پہ ہے خاکسار کا

دیدارِ روضۂ نبوی کے لئے چلو
کیا اعتبار زندگیِ مستعار کا

جس کے لئے تڑپتے رہے عمر بھر نظرؔ
صد مرحبا کے قصد ہے اب اس دیار کا

دستِ پُرشوق میں ہے رقص کناں موئے قلم

دستِ پُرشوق میں ہے رقص کناں موئے قلم
نعتِ خوش کن کوئی لکھ شاعرِ اعجاز رقم

نامِ نامی ہے پسندیدۂ ربِ اکرم
مصطفٰی ہے شہِ لولاک و نبی خاتم

وہ ہے محبوبِ خداوندِ جہاں اے ہمدم
ضوفشاں عرشِ معلٰی پہ ہے اس کا پرچم

چمن دہر میں لوٹیں ہیں بہاریں اُس دم
آیا جس دم سے کہ وہ صلِ علٰی پاک قدم

کعبۃ اللہ کو کیا از سرِ نو بیتِ حرم
بت کے بندوں نے بنایا تھا جسے بیتِ صنم

ذکرِ پاک آپ کا لاریب ہے اندوہ رُبا
نامِ نامی سے مٹے تلخیٔ پیمانۂ غم

ختم ہے سلسلۂ وحی و نبوت اس پر
دین پائندہ و کامل ہے شریعت محکم

اس پہ نازل جو ہوئی ہے وہ کتابِ روشن
معدنِ علم ہے گنجینۂ اسرار و حِکم

وسعتِ ظرفِ فتوّت کا کریں اندازہ
خندہ روئی سے سہے قوم کے سب جور و ستم

چونکہ تھا بہرہ ور خُلق خداوندِ جہاں
وہ دعا گو ہی رہا در صلۂ سب و شتم

بہرہ ور ہیں خُمِ وحدت سے بقدرِ ہمت
بادہ نوشانِ عرب بادہ گسارانِ عجم

رخنہ اندازی و تخریب سے محفوظ ہوا
قصرِ دیں آپ نے اس درجہ کیا مستحکم

چھوڑ کر اس کو کہاں جائیں گے اور کیوں جائیں
کوئے طیبہ ہے عاشقِ نبی کوئے اِرم

میری جانب بھی نظر آکے سرِ محشر آقا
تا کہ اس بندۂ عاصی کا بھی رہ جائے بھرم

یہ فضلِ خاصِ خدا ہے زفضلِ لا محدود

یہ فضلِ خاصِ خدا ہے زفضلِ لا محدود
ہوں نغمہ سنج نبی خدائے پاک و ودود

ہزار گل ہیں دل آرا بہ گلستانِ وجود
محمدِ عربی ہے مگر گلِ مقصود

یہ مرتبہ ہے یہ ہے شانِ ہستی مسعود
جہاں ہو ذکر فرشتے وہیں ہوں آ موجود

بلند نام ہے گردوں وقار ہے لاریب
ہے اس کے پاؤں کے نیچے فرازِ چرخِ کبود

زمیں سے، عرش سے، افلاک سے زہے رتبہ
پہونچ رہا ہے اسے تحفۂ سلام و درود

انہیں کے مورثِ اعلیٰ کا چشمۂ زمزم
انہیں کے جد کو گلزار آتشِ نمرود

تمام راتوں میں افضل تریں مرے نزدیک
وہ ایک رات کہ یک جا تھے بندہ و معبود

مرے نبی کو ملی ہے شفاعتِ کبریٰ
انہیں کے واسطے مختص ہے منزلِ محمود

نزولِ مصحفِ قرآں کے بعد دنیا کو
نہ ہے زبور کی حاجت نہ حاجتِ تلمود

خدا کے دین کی تبلیغ سے نہ باز آئے
اگرچہ جسمِ مبارک ہوا بھی خوں آلود

چلیں نہ نقشِ کفِ پائے مصطفیٰ پہ اگر
حصولِ خلد کے رستے تمام ہوں مسدود

رواں دواں ہے ہر اک قافلہ اسی جانب
ہے جلوہ گاہِ نبی سب کی منزلِ مقصود

میں جاؤں صدقے ترے اے صبائے خوش رفتار
حضورِ قدس میں لے جا مرا اسلام و درود

چھٹے نہ دامنِ آقا تمہارے ہاتھوں سے
نظرؔ یہی تو بس اک ہے وسیلۂ بہبود

یادِ شہِ دوعالم سے دل میں ہے چراغاں

یادِ شہِ دوعالم سے دل میں ہے چراغاں
پھر آج مرحبا ہوں اس کے لئے ثناخواں

وہ خاتمِ نبوت وہ تاجدارِ ذیشاں
وہ قبلۂ دوعالم و کعبۂ دل و جاں

وہ فخرِ مرسلیں ہے وہ نازِ پاک بازاں
وہ نورِ انجمن ہے وہ شمعِ بزمِ خاصاں

دیکھے تو کوئی کیونکر ان کا وہ روئے تاباں
رعب و جمال سے ہے سب کی نگاہ لرزاں

مشکِ ختن ہٹاؤ حاجت نہیں ہے چنداں
دل میں بسی ہوئی ہے خوشبوئے زلفِ پیچاں

صد ہا بتوں کی پوجا کرتا تھا ایک انساں
گمراہیوں میں تھے سب سرگشتہ و پریشاں

تو نے جھکا دیے سر آ کر کے پیشِ یزداں
آمد سے تیری آقا مشکل ہوئی ہے آساں

جب بھی کرو تلاوت حاصل ہو قربِ یزداں
تیری کتابِ اقدس قرآں کے جاؤں قرباں

تیرے ہی دم سے دائم ہے موسمِ بہاراں
تو مانعِ خزاں ہے اے رونقِ گلستاں

دنیا ہے میری روشن از نورِ ماہِ تاباں
پر دل کی انجمن میں تم سے ہی ہے چراغاں

پہنچی نہیں ہے کس جا وہ ذاتِ جلوہ ساماں
عرشِ عظیم پر بھی اس کا علم ہے پرّاں

کس درجہ معتبر ہے ان کی متاعِ ایماں
حاصل ہوا ہے جن کو دیدارِ قربِ جاناں

وحدت کی مئے پلائی یہ بھی بڑا ہے احساں
اب وہ پلا دے ساقی جو ہے کشیدِ عرفاں

محبوبِ کبریا ہے سرکارِ دوجہاں وہ
زیرِ قدم ہیں اس کے تاج و سریرِ شاہاں

اے آبروئے آدم اے ہادیٔ مکرم
دل مقتبس ہیں تجھ سے اے مشعلِ فروزاں

جس خاک پر بسا وہ جس سرزمیں میں سویا
مٹی وہاں کی خوش تر از گوہر درخشاں

تیرے ہی دم قدم سے ہے سرورِ دوعالم
میرا یہ دل مسلماں میری نظر مسلماں

خود کو مصروفِ ثنائے شہِ شاہاں کرلوں

خود کو مصروفِ ثنائے شہِ شاہاں کرلوں
دلِ بے نور میں سامانِ چراغاں کرلوں

جاگزیں دل میں جو یادِ شہِ خوباں کرلوں
دل سے صحرا کو بھی صد رشکِ گلستاں کرلوں

کم اسی طرح سے تاریکیِ ہجراں کرلوں
یادِ سرکارِ جہاں شمعِ شبستاں کرلوں

ہر عمل منسلکِ رشتۂ قرآں کرلوں
پا بہ زنجیر تجھے گردشِ دوراں کرلوں

رہنما آپ کا نقشِ کفِ تاباں کرلوں
زندگی جادہ و پُرپیچ ہے آساں کرلوں

تر ترے عشق میں خس خانۂ مژگاں کرلوں
مغفرت کا سرِ محشر کوئی ساماں کرلوں

فوق تر حسنِ جمالِ شہِ دیں ثابت ہے
کیا تقابل زِ جمالِ مہِ کنعاں کرلوں

ہے یہی ہر غم و حرماں کا علاجِ شافی
حرزِ جاں کاش ترا نسخۂ قرآں کرلوں

رائیگاں ہو نہ عبادت کہیں یوں وقتِ نماز
رخِ دل میں طرفِ کعبۂ ایماں کرلوں

کوئی دیوانہ ہی سمجھے گا مجھے دیوانہ
عشق میں ان کے اگر چاکِ گریباں کرلوں

یہ سعادت بھی بڑی ہے کرے اللہ نصیب
دل غلامانِ محمد کا میں خواہاں کرلوں

آ گیا مجھ کو نظر گنبدِ خضرا اب تو
مجتمع آ تجھے اے قلبِ پریشاں کرلوں

نعتِ رسولِ پاکؐ ہے یوں تو بہت محال

نعتِ رسولِ پاکؐ ہے یوں تو بہت محال
جب تک نہ فضلِ خاصِ خدا ہو شریکِ حال

پہنچا وہیں پہ اڑ کے مرا طائرِ خیال
جلوہ طراز ہے وہ جہاں صاحبِ جمال

ہے صاحبِ کمال بھی وہ ذاتِ خوش خصال
بندہ ہے اور بندۂ محبوبِ ذوالجلال

دونوں ہی رخ سے اپنے ہے بر پایۂ کمال
صورت بھی لاجواب ہے سیرت بھی بے مثال

کس درجہ اس حسین کے دلکش ہیں خدّ و خال
دیکھے نگاہ بھر کے اسے کس میں یہ مجال

چہرہ پہ اس کے دبدبہ و رعبِ لازوال
نظریں ملا سکے کوئی اس سے یہ کیا مجال

سب کچھ دیا ہے رب نے مجھے میرے حسبِ حال
اس سے ہے بس نبیؐ کی شفاعت کا اب سوال

لعل و گہر نہ چاہیئے ہاں چاہیئے وہ خاک
ہوتی رہی ہے کفشِ نبیؐ سے جو پائمال

میرے لئے حرام ہے گر منہ لگاؤں میں
ساقی جو اپنے ہاتھ سے دے جام وہ حلال

انیس سو بیاسی کا دن نقشِ دل ہوا
میرے لئے زیارتِ حرمین کا ہے سال

طیبہ کو جا رہا ہوں یہ لیں آخری سلام
احباب واپسی کا اٹھائیں نہ اب سوال

جو مانگنا ہے مانگ درِ مصطفیٰؐ پہ آج
حسرت رہے نہ بعد میں ارماں ہر اک نکال

عشقِ نبیؐ میں آنکھ سے ٹپکیں جو اے نظرؔ
دامن میں جذب کر لے وہ سب قطرۂ زلال

یادِ نبیؐ سے میرے تصور میں جزر و مد

یادِ نبیؐ سے میرے تصور میں جزر و مد
نغمہ طرازِ نعت ہوں یا رب میں المدد

فرماں روائے کون و مکاں سے ہے مستند
شاہی حضورِ پاکؐ کی ممتد ہے تا ابد

دانشوروں کو بھی نہیں یارائے ردّ و کد
قولِ نبیؐ بحکمِ خدا آخری سند

ق

مدفون جس زمیں میں ہے پاکیزہ وہ جسد
جس جا ہے نور پاشِ پُر انوار وہ لحد

اس شہر کا نصیب مجھے آب و دانہ ہو
اے ذاتِ المجیب وَ اے ذاتِ الصمد

سر تا قدم وہ پیکرِ حسن و جمال ہے
قامت نظر نواز ہے جاذب میانہ قد

آنکھیں خمارِ بادۂ وحدت لئے ہوئے
مژگان مثلِ تیر ہیں دلکش ہیں خال و خد

تمثالِ آئینہ ہے دلِ سید البشر
ہر آئینہ کہ صاف ہے از کینہ و حسد

رفعت نظر کو اور جِلا دل کو کی عطا
تحقیق و اجتہاد کا میداں پئے خرد

قولِ خدا ہے یہ بہ زبانِ شہِ ہدیٰ
دیکھے ہر اک کو چاہئے "ماقدّمت لغد"

ساتھی وہ غارِ ثور کا ہے افضل البشر
سب پارسا ہیں ویسے تو یارانِ معتمد

نازل خدا کی اس پہ ہوں دس لاکھ رحمتیں
بھیجے درود جو بھی نبیؐ پر ہزار صد

اسوہ اسی کا قابلِ تقلید ہے نظرؔ
معیار ہے وہی پئے اعمالِ نیک و بد

یہ بے ہنر نہیں ہے کارِ ثنا کے لائق

یہ بے ہنر نہیں ہے کارِ ثنا کے لائق
لکھتا ہے پھر بھی نعتیں دل ہے اسی کا شائق

درِیتیم وہ ہے سب انبیاء میں فائق
محبوبِ کبریا ہے اور مرجعِ خلائق

واضح مرے نبیؐ پر پوشیدہ سب حقائق
آساں تریں ہیں اس کو مشکل تریں دقائق

ان کی شریعت اوفق مجملۂ شرائع
ان کا طریقہ اولیٰ من جملۂ طرائق

نکتہ رسی ہے اس کی، اس کی دقیقہ سنجی
آگاہِ ہر حقائق، آگاہِ ہر دقائق

بستر نہ چارپائی آرام کو چٹائی
کس درجہ کم ہیں اس کے اف دنیوی علائق

غلمان و حور وقدسی سب اس کی چاکری میں
اس کے قدم کے نیچے جنت کے سب حدائق

میں جس قدر رہوں نازاں اس بات پر وہ کم ہے
میرا نبیؐ ہے فائق من جملۂ خلائق

اللہ تجھ کو بھیجے تو بندہ پروری ہے
ورنہ نظرؔ کہاں تو اس آستاں کے لائق

لکھتا ہوں دوسری میں ثنا اک ثنا کے بعد

لکھتا ہوں دوسری میں ثنا اک ثنا کے بعد
انجام تا بخیر ہو خوش ابتدا کے بعد

بعثت ہوئی ہے آپ کو سب انبیاء کے بعد
کوئی نبیؐ نہیں ہے شہِ دوسرا کے بعد

ہر اک نبی کا اپنی جگہ مرتبہ ہے ایک
پر سب کا مرتبہ ہے حبیبِ خدا کے بعد

روشن رخِ حیات ہے روشن جہانِ دل
کیا اب کمی ہے نور کی شمعِ ہدیٰ کے بعد

کتنا وسیع ظرف ہے کتنا بڑا ہے دل
دیتا ہے وہ دعا ستمِ ناروا کے بعد

منت گزار کیوں نہ ہوں گم گشتگانِ راہ
پائی رہِ صواب اسی حق نما کے بعد

سینہ میں اس کے مصحفِ قرآں کا نور تھا
نکلا وہ جب کہ خلوتِ غارِ حرا کے بعد

چھوڑو الگ ہٹاؤ مے و ساغر و سبو
ساقی کی خوش اثر نگہِ نیم وا کے بعد

زیرِ قدم ہیں اس کے مکاں لا مکاں سبھی
رہتا ہی کیا ہے عرش کے پردہ سرا کے بعد

سوئیں گے خوب چین سے وہ لوگ حشر تک
آنکھیں جنہوں نے کھول لیں ان کی صدا کے بعد

مل جائے مجھ کو حشر میں دامانِ مصطفیٰؐ
کیا اور مانگنا ہے مجھے اس دعا کے بعد

اس جانِ ناتواں کو میں نذرِ اجل کروں
تدفین اس گلی میں اگر ہو فنا کے بعد

صلو علیہ ربِ وسلم علی النبی
قبلِ دعا بھی پڑھئے اسے اور دعا کے بعد

اوجِ شرف تک آپ کے پہنچے کہاں نظرؔ
رتبہ مرے نبیؐ کا ہے ذاتِ خدا کے بعد

شہنشاہِ دوعالم سے محبت بڑھتی جاتی ہے

شہنشاہِ دوعالم سے محبت بڑھتی جاتی ہے
خوشا اس مشتِ خاکِ دل کی قیمت بڑھتی جاتی ہے

مرے دل میں تری یادوں کی نکہت بڑھتی جاتی ہے
کہ آنکھوں میں اب اشکوں کی طراوت بڑھتی جاتی ہے

ترے قرآنِ اقدس کی تلاوت بڑھتی جاتی ہے
بحمد اللہ مرے دل کی سکینت بڑھتی جاتی ہے

خوشی کی بات ہے تعدادِ ملت بڑھتی جاتی ہے
مگر حالاتِ ملت کی نزاکت بڑھتی جاتی ہے

متاعِ دینِ حق سے اس کی غفلت بڑھتی جاتی ہے
تری امت سوئے قعرِ مذلت بڑھتی جاتی ہے

ترے قرآن کو چھوڑا جہالت بڑھتی جاتی ہے
شریعت ہاتھ سے چھوٹی مصیبت بڑھتی جاتی ہے

مٹی جاتی ہے سنت اور بدعت بڑھتی جاتی ہے
تری امت کے مٹنے کی علامت بڑھتی جاتی ہے

دنائت بڑھتی جاتی ہے شقاوت بڑھتی جاتی ہے
بہر سو قتلِ ناحق کی روایت بڑھتی جاتی ہے

محبت گھٹ رہی ہے اور عداوت بڑھتی جاتی ہے
ہے عنقا صلح جوئی پر خصومت بڑھتی جاتی ہے

جو اہلِ زر ہیں ان کے پاس دولت بڑھتی جاتی ہے
عوام الناس میں نکبت و غربت بڑھتی جاتی ہے

امانت گم ہے لوگوں سے خیانت بڑھتی جاتی ہے
نہیں گھٹتی نظر آتی یہ صورت بڑھتی جاتی ہے

بتوں کی اور شیطاں کی اطاعت بڑھتی جاتی ہے
خدا کی بندگی سے اف بغاوت بڑھتی جاتی ہے

نزولِ قہر کی ہر لحظہ ساعت بڑھتی جاتی ہے
مگر تیرے سبب سے اس کی مدت بڑھتی جاتی ہے

خدا ہی ہے نگہباں عزت و ناموسِ عورت کا
کھلے منہ اف سر بازار عورت بڑھتی جاتی ہے

مسلماں کی ہوا اکھڑی کہ یکجہتی نہیں باقی
ہیں جتنے غیر مسلم ان کی قوت بڑھتی جاتی ہے

گناہوں میں ملوث ہو کے توبہ بھی نہیں کرتے
معاذ اللہ اس درجہ جسارت بڑھتی جاتی ہے

شریف النفس انساں گوشۂ عزلت میں جا بیٹھے
کہ انسانوں میں توہینِ شرافت بڑھتی جاتی ہے

اسیر حرصِ دنیا اور ہیں غرقِ معصیت کاری
سکوں ناپید ہے دل سے ہلاکت بڑھتی جاتی ہے

سوئے الحاد و دہریت رواں ہے قافلہ سارا
شہا اس کی ہدایت کی ضرورت بڑھتی جاتی ہے

کرم فرمائیں اے شاہِ مدینہ پھر اس امت پر
یہ سب کچھ دیکھ کر دل کی اذیت بڑھتی جاتی ہے

نظرؔ خاموش ہو بس ختم بھی کر داستاں اپنی
تری شوخی سے دربارِ رسالت بڑھتی جاتی ہے

نگاہِ رحمتِ حق میرے دل پہ ہوتی جاتی ہے

نگاہِ رحمتِ حق میرے دل پہ ہوتی جاتی ہے
مجھے محویتِ نعتِ پیمبر ہوتی جاتی ہے

بہ مژگاں کثرتِ آبِ مقطر ہوتی جاتی ہے
متاعِ خونِ دل اس پر نچھاور ہوتی جاتی ہے

وہ صورت نقشِ دل اللہ اکبر ہوتی جاتی ہے
فضائے قلب رنگین و معطر ہوتی جاتی ہے

ترے دیدار کی ساعت قریں تر ہوتی جاتی ہے
مری چشمِ تمنا اور مضطر ہوتی جاتی ہے

بیادِ شاہِ خوباں آنکھ اب تر ہوتی جاتی ہے
سکوں آغوش میری جانِ مضطر ہوتی جاتی ہے

تمنا دیدِ طیبہ کی فزوں تر ہوتی جاتی ہے
مضاعف سرخوشی اک دل کے اندر ہوتی جاتی ہے

حدیثِ عشق جیسے جیسے ازبر ہوتی جاتی ہے
یہ جانِ مضمحل پہلے سے بہتر ہوتی جاتی ہے

نہ دیکھوں جب تک ان آنکھوں سے ان کا روضۂ انور
خلش نادیدہ اک دل میں برابر ہوتی جاتی ہے

اٹا جاتا ہے سر گرد و غبارِ راہِ طیبہ سے
مری خوش طالعی رشکِ سکندر ہوتی جاتی ہے

پہنچ کر بارگاہِ قدس میں اتنا تو کہہ دوں گا
شہا امت کی حالت اب زبوں تر ہوتی جاتی ہے

قدم زن پوری امت حیف سوئے قعرِ پستی ہے
کہ اخلاقاً وہ غیروں سے بھی بدتر ہوتی جاتی ہے

کرم فرمایئے اس پر نظر فرمایئے اپنی
دو روزہ زندگی اب اس پہ دوبھر ہوتی جاتی ہے

سوئے ام القریٰ اڑ جاؤں گا گیارہ ستمبر کو
شبِ ہجراں کی یہ منزل بھی اب سر ہوتی جاتی ہے

حرم سے چل دیا اس جلوہ گاہِ ناز کی جانب
ہے خوش طبعِ نظرؔ آپے سے باہر ہوتی جاتی ہے

خارج از امکاں ہے تکمیلِ بیانِ مصطفیٰؐ

خارج از امکاں ہے تکمیلِ بیانِ مصطفیٰؐ
بس ہوں تا مقدور میں بھی نغمہ خوانِ مصطفیٰؐ

کیا بشر سمجھے گا ذاتِ بے کرانِ مصطفیٰؐ
خلاقِ کونین بھی ہے قدر دانِ مصطفیٰؐ

آئے دنیا سے سمٹ کر عاشقانِ مصطفیٰؐ
دیدنی ہے ازدحامِ آستانِ مصطفیٰؐ

شانِ آقائی تو دیکھیں سرورِ کونین کی
رہتی دنیا کے ہیں آقا خادمانِ مصطفیٰؐ

بے مثیل و منفرد اپنی صفات و ذات میں
دونوں میں نہیں کوئی بسانِ مصطفیٰؐ

دل پذیر و دل نشیں کیونکر نہ ہو ان کا کلام
وحیِ رب ہے ماخذِ حرفِ زبانِ مصطفیٰؐ

ہم خدا کو مانتے پہچانتے ہیں اس طرح
جس طرح ہم نے سنا ہے از زبانِ مصطفیٰؐ

حشر تک باقی رہیں گے اس کے قرآن و حدیث
حشر تک چلتی رہے گی داستانِ مصطفیٰؐ

ذاتِ اقدس ترجماں ہے اس کتاب اللہ کی
اور قرآنِ مکرم ترجمانِ مصطفیٰؐ

مصحفِ قرآں بھی ہے آئینۂ سنت بھی ہے
ہیں پئے ہر امتی دو ارمغانِ مصطفیٰؐ

سایۂ قرآں میں ان کے جو گزاریں زندگی
حشر میں مل جائے گی ان کو امانِ مصطفیؐ

سارے نبیوں کی امامت کا ہے منصب آپ کا
یہ ہے رفعت یہ ہے عظمت یہ ہے شانِ مصطفیؐ

عمر بھر دیکھا کریں گے آئینہ میں اپنے لب
چومنے کو مل گیا گر آستانِ مصطفیؐ

میہماں جیسا ہو ویسی چاہئے تکریم بھی
ہے شبِ اسرا میں خالق میزبانِ مصطفیؐ

قدر و عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں اس کو ہم
جو بھی ہے چشم و چراغِ دودمانِ مصطفیؐ

کیفِ یادِ حبیب زیادہ ہے

کیفِ یادِ حبیب زیادہ ہے
نعت لکھنے کا آج ارادہ ہے

قابلِ فخر شاہ زادہ ہے
از براہیمی خانوادہ ہے

نیک خو ہے مزاج سادہ ہے
شان و منصب میں سب سے زیادہ ہے

ہر سخن دلنشیں ہے سادہ ہے
وحیِ رب سے کہ استفادہ ہے

تنِ اطہر پہ جو لبادہ ہے
کس قدر ستر پوش و سادہ ہے

معتدل اس کی ہے مئے وحدت
کیف اس کا نہ کم نہ زیادہ ہے

ہے وہ محبوبِ حق سبحان اللہ
قربِ حق اس کا سب سے زیادہ ہے

درِ اقدس پہ سر گروہِ ملک
مثلِ دربان ایستادہ ہے

جو کہا اس نے اس کو کر گزرا
کس قدر راسخ الارادہ ہے

ہے نشاط آور و سرور آگیں
خمِ وحدت کا اس کا بادہ ہے

زندگی کے ہزار رستے ہیں
جادۂ حق اُس کا جادہ ہے

جو بھی چاہے ہو فیضیاب اس سے
اُس کا خوانِ کرم کشادہ ہے

سر بکف رہنا فی سبیل اللہ
مردِ میداں وہ سب سے زیادہ ہے

علم و حکمت جہاں نظر آئے
آپ کے علم کا افادہ ہے

گرچہ زور اپنا لگائیں سب ثنا خوانِ رسولؐ

گرچہ زور اپنا لگائیں سب ثنا خوانِ رسولؐ
کون لکھ سکتا ہے لیکن نعت شایانِ رسولؐ

مستحقِ خلد بے شک ہیں فدایانِ رسولؐ
مرحبا صد مرحبا انصار و اعوانِ رسولؐ

بخشش امت کی خاطر سوزِ پنہانِ رسولؐ
بارگاہِ حق میں شب کو چشمِ گریانِ رسولؐ

فوق تر تھا بخت جن کا در محبانِ رسولؐ
اب بھی ہیں پہلو میں وہ دو ہم نشینانِ رسولؐ

شاہ و سلطاں سے ہیں برتر رتبہ و اعزاز میں
ان کے در کے ہو رہے جو بھی غلامانِ رسولؐ

کون ہے ایسا نہیں جس پر کہ بارانِ کرم
دشمنانِ دیں پہ بھی واللہ ہے احسانِ رسولؐ

حیدرِ کرارؓ و ذی النورینؓ و بوبکرؓ و عمرؓ
منفرد یاروں میں ہیں یہ چار یارانِ رسولؐ

مصطفیٰؐ ہی جانتے ہیں رفعتِ شانِ خدا
اور خدا ہی جانتا ہے با خدا شانِ رسولؐ

اک چٹائی ایک تکیہ اک دیے کی روشنی
کل یہ ساماں زینت آرائے شبستانِ رسولؐ

بارگاہِ رب میں ہے وہ کامیاب و کامران
زندگی جس نے گزاری حسبِ فرمانِ رسولؐ

اپنی امت پر کرم کی یوں تو کوئی حد نہیں
ارمغانِ خاص ہے لیکن یہ قرآنِ رسولؐ

خود ہی بے بہرہ رہے کوئی تو ہے شوریدہ بخت
ورنہ دنیا کے لئے ہے عام فیضانِ رسولؐ

عرصۂ محشر کی گرمی سے انہیں کیوں ہول ہو
سایہ گستر ہو گیا جن پر کہ دامانِ رسولؐ

کیا عجب ہے بخش دے تجھ کو نظرؔ ربِ غفور
جان کر منجملۂ مدحت گزارانِ رسولؐ

زِ فضلِ خاص خدائے محمدؐ عربی

زِ فضلِ خاص خدائے محمدؐ عربی
ہوں میں بھی مدح سرائے محمدؐ عربی

رہِ ثواب دکھائے محمدؐ عربی
خدا کی سمت بلائے محمدؐ عربی

حدیثِ عشق سکھائے محمدؐ عربی
غرور و کبر مٹائے محمدؐ عربی

دلوں کی پیاس بجھائے محمدؐ عربی
وہ جامِ خاص پلائے محمدؐ عربی

گرے ہوؤں کو اٹھائے محمدؐ عربی
گلے سے سب کو لگائے محمدؐ عربی

نصیب جاگ اٹھا گلستانِ فانی کا
خوشا نصیب کہ آئے محمدؐ عربی

کوئی کلیم بنا ہے کوئی خلیل اللہ
حبیب بن کہ پہ آئے محمدؐ عربی

سرور بادۂ وحدت کا بخش کر سب کو
دوئی کا نقش مٹائے محمدؐ عربی

ہو مثلِ تیر ترازو دلوں میں انساں کے
ہے وحیِ رب کہ نوائے محمدؐ عربی

تمام حل ہوں مسائل کریں جو روبہ عمل
کتابِ عقدہ کشائے محمدؐ عربی

بہ جلوہ گاہِ خدا مرتفع ہوئے اک شب
شرف یہ خاص برائے محمدِؐ عربی

برائے امتِ عاصی بہ بارگاہِ خدا
ہے مستجاب دعائے محمدِؐ عربی

بروزِ حشر نہیں سایۂ اماں کوئی
جز ایک ظلِّ لوائے محمدِؐ عربی

تری شفاعتِ عظمیٰ کا میں بھی ہوں محتاج
مری مراد بر آئے محمدِؐ عربی

بروزِ حشر جو کام آئے عاصیوں کے نظرؔ
کہاں کوئی ہے سوائے محمدِؐ عربی

اے اشہبِ قلم یہ ہے نعتِ شہِ شہاں

اے اشہبِ قلم یہ ہے نعتِ شہِ شہاں
چھوڑوں گا ایک لمحہ بھی تجھ کو نہ بے عناں

سرتاجِ انبیاء ہے وہ سرخیلِ مرسلاں
محبوبِ رب ہے اور وہ مخدومِ بندگاں

مضمونِ دوجہاں کا ہے وہ حاصلِ بیاں
ہے بزمِ کن فکاں میں وہ مقصودِ کن فکاں

ہے ذات اس کی رونقِ معمورۂ جہاں
اس کے ہی دم قدم سے منور ہے خاکداں

ہے روزِ حشر دور قیامت ابھی کہاں
ہو جائے ختم کیسے ابھی اس کی داستاں

طائف کا سانحہ وہ بدستِ ستم گراں
جب آپ راہِ حق میں ہوئے تھے لہو لہاں

ہے کیا عجب نگاہِ بشر ہو جو خوں چکاں
خوں بار ہے نگاہِ افق دیکھئے جہاں

پائیں مزہ عسل کا جو میرے لب و دہاں
تسکین پائیں ذکرِ دل آرا سے قلب و جاں

اے ہم نشیں مجھے شبِ معراج کی قسم
پردہ سرائے عرش کا بھی وہ ہے رازداں

دفتر بھرے پڑے ہیں یہ مانا ہزارہا
ضبطِ بیاں میں آ نہ سکیں پھر بھی خوبیاں

رشتہ خدا کا بندوں سے ہوتا نہ استوار
ہوتا نہ گر وہ بندہ و خالق کے درمیاں

قرآن کی قسم کہ قرآن ہے تو ہے
سیرتِ شہِ امم کی میں کیسے کروں بیاں

مل جائے تجھ کو کاش شفاعت حضورؐ کی
کام آئیں اے نظرؔ تیری مدحت طرازیاں

رکھتا نہیں ثنائے نبیؐ کی میں دستگاہ

رکھتا نہیں ثنائے نبیؐ کی میں دستگاہ
لکھتا ہوں نعت پھر بھی کہ دھل جائیں کچھ گناہ

وہ مہرِ نیم روز ہے وہ ماہِ نیم ماہ
تارا ہر اک کی آنکھ کا ہے شاہِ دیں پناہ

زیرِ فلک ہے سب سے بڑی اس کی بارگاہ
لاریب و بے گماں کہ وہی ہے جہاں پناہ

بھاگیں گے اس کی سمت قیامت میں روسیاہ
وہ ایک ہی ہے حشر میں سب کی امید گاہ

دیکھی ہے اس نے بے ہمہ خالق کی جلوہ گاہ
بے اکتیار منہ سے نکلتی ہے واہ واہ

اس میں ہیں داغ داغ وہ آئینہ رو خوشا
ماہِ عرب کے سامنے کیا ماہِ نیم ماہ

قلبِ عمرؓ کو جس نے مسلمان کر دیا
کیا سحر آفریں تھی نبیؐ کی وہ اک نگاہ

وہ ہے بڑا شجیع سب میدانِ کارزار
اعدا کو زیر کرتا ہے بے کثرتِ سپاہ

تا زندگی خدا سے رہا مغفرت طلب
امت کا اپنی سب سے بڑا وہ ہے خیر خواہ

دونوں جہاں کے اس نے خزانے عطا کئے
امت کو اپنی بخشش کے مفتاحِ لا الٰہ

طاری ہے میرے قلب پہ کیفیّتِ سرور
دیکھا ہے جب سے روزۂ آں شاہِ عزّ و جاہ

بھیجو درود اس پہ ہمہ وقت اے نظرؔ
ہو نیم شب کہ آخرِ شب یا دمِ پگاہ

نبیؐ کی ذات پہ یہ بحث و گفتگو کیا ہے

نبیؐ کی ذات پہ یہ بحث و گفتگو کیا ہے
یہی سمجھ لے ذرا پہلے تو کہ تو کیا ہے

ہے ان کی یاد سے دل کا وہ عالمِ رنگیں
کہ جس کے سامنے دنیائے رنگ و بو کیا ہے

نبیؐ کا چہرۂ پُر نور ہے خوشا گل گوں
مقابلہ میں یہ مہتابِ زرد رو کیا ہے

ہے کائنات یہ ساری اسی کے صدقہ میں
فقط یہ ایک ہی دنیائے چار سو کیا ہے

شرابِ عشقِ نبیؐ خم کے خم بھی پی جاؤں
مری طرح کے پیاسے کو اک سبو کیا ہے

جو اس پہ جاں کو تصدق کرے ملے جنت
معاملہ ہے کھرا اس میں گومگو کیا ہے

اسی کا نقشِ قدم ڈھونڈتا رہوں ہر دم
درایں حیات مجھے اور جستجو کیا ہے

بنا کے شہرِ مدینہ ملے مری مٹی
نہ پوچھو ہم نفسو میری آرزو کیا ہے

زلالِ اشکِ محبت سے آنکھ تر تو کریں
درود پڑھنا نبیؐ پر بلا وضو کیا ہے

ثنا نگارِ نبیؐ ہوں تو قدر ہے میری
نہیں تو خاک کے پتلے کی آبرو کیا ہے

علاجِ دل کے لئے اے نظرؔ چلو طیبہ
ادھر اُدھر سے تو بیکار چارہ جو کیا ہے

مائلِ مدحت ہے آج اپنی طبیعت مرحبا

مائلِ مدحت ہے آج اپنی طبیعت مرحبا
لکھ رہا ہوں آج میں نعتِ شہِ ہر دو سرا

چاند نکلا جب کہ وہ بر مطلعِ ام القریٰ
اس نے روئے دہر کو یکسر مطلّا کر دیا

اٹھ گیا دستِ خدا جب آپ کا پیشِ خدا
پاؤں میں ان کے گرا پھر آدمی فاروقؓ سا

ہے سمندر حکمتوں کے موتیوں کا مرحبا
اپنی امت کو کتاب اک ایسی اس نے کی عطا

اس نے جب نعرہ لگایا وحدہٗ اللہ ہو
پردۂ افسونِ باطل چاک ہو کر رہ گیا

زیرِ سایہ شاہِ دیں کے جو بھی آیا بت پرست
بن گیا فی الفور مالک غزنوی کردار کا

شامِ غم پھٹکی نہ اس کے پاس پھر اصلاً کبھی
سایہ گستر ہو گئی جس پر کہ وہ زلفِ دوتا

خوبیاں کیا کیا ہیں اس آقائے طیبہ میں خوشا
نرم دل، پاکیزہ خو، شیریں سخن، شیریں ادا

جو کہ تھا بدمستِ صہبا ہو گیا مستِ الست
جبکہ ان کے میکدہ سے ساغرِ وحدت پیا

کب گوارا تھی جدائی ان سے دم بھر کے لئے
گرد ان کے جانثاروں کا رہا اک جمگھٹا

رحمۃ اللعٰلمیں فرمائیں گے یا امتی
نفسی نفسی جب کہیں سب انبیاء یومِ جزا

معجزہ شاہِ دوعالم کی قدم بوسی کا دیکھ
تھا جو پتھر دل نظر پہلے جو پارس ہوگیا

یہ دل پر فضلِ ربی کا اثر ہے

یہ دل پر فضلِ ربی کا اثر ہے
کہ محوِ مدحتِ خیر البشر ہے

کہے صلِّ علیٰ ہر ایک سن کر
محمدؐ نام پیارا کس قدر ہے

وہ فخرِ انبیاء محبوبِ رب وہ
سرِ عرشِ بریں بھی جلوہ گر ہے

رفیع الذکر ہے وہ کملی والا
بہر سو تذکرہ آٹھوں پہر ہے

نہیں کچھ جز مصلیٰ اور بستر
اثاثُ البیت کتنا مختصر ہے

حنین و بدر ہو یا جنگِ خندق
بہ میدانِ وغا سینہ سپر ہے

طفیلِ مخبرِ مصدوق و صادق
ہمیں سب آج ہی کل کی خبر ہے

ہوئی تکمیلِ دیں اس کے ہی ہاتھوں
کہ رب کا آخری پیغامبر ہے

حضوری میں نبیؐ کے ہیں ہمہ دم
فرشتوں کا مدینہ مستقر ہے

بذکرِ مصطفیٰؐ آنسو جو ٹپکا
مرے نزدیک خوش تر از گہر ہے

وہی میری نظر میں میر و سلطاں
جو در کا آپ کے دریوزہ گر ہے

نبیؐ کی نعت لکھیں تھا نہ حوصلہ ہم کو

نبیؐ کی نعت لکھیں تھا نہ حوصلہ ہم کو
پہ فرطِ شوق نے مجبور کر دیا ہم کو

صفِ رسل میں دکھائی دیا بڑا ہم کو
نذاتِ مصطفوی ناز ہے بجا ہم کو

نصیب دامنِ رحمت ہو آپ کا ہم کو
اب اور چاہئے سچ پوچھئے تو کیا ہم کو

نبیؐ ملا تو خدا کا پتہ چلا ہم کو
جب اس کی راہ چلے ہم خدا ملا ہم کو

کسی کو موسیٰؑ و عیسیٰؑ کسی کو نوح ملے
خوشا نصیب ملا شاہِ دوسرا ہم کو

رہِ حیات میں چلنا ہوا ہمیں آساں
گیا وہ دے کے چراغِ نقوشِ پا ہم کو

وہ فرد فرد کا غم اپنے دل میں رکھتا تھا
کوئی نہ اس سا ملا درد آشنا ہم کو

کتابِ حق وہ ملی ہے بدستِ پاکِ نبیؐ
کہ حرف حرف بنا جس کا رہنما ہم کو

عمل پہ ناز کسے ہو سکے ہے بخشش
شفیعِ روزِ جزا کا ہے آسرا ہم کو

بتا گیا ہمیں اعمالِ منکر و معروف
سجھا گیا وہ نظر سب برا بھلا ہم کو

نعتِ شہِ دیں کا مجھے یارا تو نہیں ہے

نعتِ شہِ دیں کا مجھے یارا تو نہیں ہے
چپ بیٹھ رہوں یہ بھی گوارا تو نہیں ہے

صدیوں سے ہزاروں نے لکھا وصفِ نبیؐ پر
یکجا بھی کریں سب کو تو سارا تو نہیں ہے

چمکا رخِ ہستی ہے زِ انوارِ محمدؐ
مہتابِ جہاں تاب ہے تارا تو نہیں ہے

انسان کے دکھ درد کبھی مٹ نہیں سکتے
بِن اس کی اطاعت کئے چارہ تو نہیں ہے

منظورِ نظر رب کا ہے ہر ایک پیمبر
پر اس کی طرح آنکھ کا تارا تو نہیں ہے

ہے قصۂ طائف کی سماعت سے گریزاں
پتھر کی طرح دل یہ ہمارا تو نہیں ہے

خوشنودیِ محبوبِ خداوندِ دوعالم
جاں دے کے ملے پھر بھی خسارا تو نہیں ہے

دامانِ نبیؐ تھام لیا حشر میں ہم نے
بخشش کا کوئی اور سہارا تو نہیں ہے

سنگِ درِ اقدس سے اٹھاتا ہی نہیں سر
دیکھیں کہ نظرؔ عشق کا مارا تو نہیں ہے

جب سے کچھ ہوش سنبھالا ہے جبھی سے ہم کو

جب سے کچھ ہوش سنبھالا ہے جبھی سے ہم کو
ہے شغف شکرِ خدا نعتِ نبیؐ سے ہم کو

ہیں نبیؐ جتنے عقیدت ہے سبھی سے ہم کو
حب لیکن ہے اسی مطلبیؐ سے ہم کو

راہ پر لائے ہیں بے راہ روی سے ہم کو
کیسے الفت نہ ہو شاہِ مدنی سے ہم کو

آگہی بخشی ہے ذاتِ ازلی سے ہم کو
اور آگاہ کیا سرّ خودی سے ہم کو

دیں پسندیدۂ حق مصحفِ قرآنِ حکیم
سب ملا ہے کرمِ مصطفوی سے ہم کو

جب سے واللہ ترے فقر کی شاہی دیکھی
بے نیازی سی ہے اک شانِ کئی سے ہم کو

حوضِ کوثر سے ترے حشر میں ساغر پائیں
ہے توقع یہ تری دریا دلی سے ہم کو

خلدِ ارضی سے چلیں خلدِ بریں میں پہنچیں
موت لے جائے جو طیبہ کی گلی سے ہم کو

ہم بیاں کر نہیں سکتے ہیں جو کرنا چاہیں
فیض پہنچا جو تری جلوہ گری سے ہم کو

ایک اللہ کی چوکھٹ پہ کیا سر بسجود
دی نجات اس نے نظرِ دربدری سے ہم کو

کلی چٹکی کھلے گل اور لی سبزہ نے انگڑائی

کلی چٹکی کھلے گل اور لی سبزہ نے انگڑائی
وہ ذاتِ قدس گلشن میں بہ طرزِ نو بہار آئی

جو ہے بحرِ بسیطِ حکمت و عرفان و دانائی
خوشا قسمت نبیؐ پر میرے وہ ام الکتاب آئی

دلوں کو گرمیِ ایماں سے اس نے زندگی بخشی
عطا کی روحِ پژمردہ کو اک طرفہ توانائی

دیا توحید کا نغمہ دیا آئین جینے کا
بیک محور بنی آدم کی آوارہ حیات آئی

مٹے آزارِ قلب و روحِ انساں اس کی حکمت سے
اسی نے جاں بلب انسانیت کی، کی مسیحائی

مٹایا جہل دنیا سے لٹائے علم کے موتی
خرد کو روشنی کی مرحمت، آنکھوں کو بینائی

سنوارا خلقِ انساں کو نکھارا آدمیت کو
بھلے اعمال سکھلائے بری ہر بات بتلائی

سرِ طاعت کیا خم ایک رب کے آستانے پر
درِ طاغوت کی اس نے مٹائی ناصیہ سائی

طلب گارانِ دنیا کو کیا گرویدۂ عقبیٰ
بدل کر دل کیا ہر اک کو عقبیٰ کا تمنائی

انہیں کا اے نظر اب تاجِ زرینِ رسالت ہے
قیامِ حشر تک باقی مرے آقا کی آقائی

موجبِ صد خیر و برکت باعثِ تسکین جاں

موجبِ صد خیر و برکت باعثِ تسکین جان
اللہ اللہ مدحتِ پیغمبرِ آخر زماں

سرورِ دیں مرجعِ عالم امامِ مرسلاں
ہادیِ انسانیت اس کی نبوت جاوداں

نورِ بزمِ کن فکاں وہ شمعِ بزمِ داستاں
شیرِ میدانِ وغا ہیبت برائے دشمناں

اک نگاہِ لطف اس کی در نگاہِ عاشقاں
بہتر از سیم و زر و مال و متاعِ دوجہاں

حسنِ صورت پر نچھاور جس کے حسنِ یوسفی
اس کی سیرت فوق تر از سیرتِ کرّوبیاں

بات واضح، قول بر حق، نرم خو، شیریں دہن
رافت و رحمت سراپا خاکسار و مہرباں

مالکِ صبر و توکل عابدِ شب زندہ دار
صاحبِ توقیر، محبوبِ خدا، عظمت نشاں

جاگنا فکروں میں اور پہلو بدلنا رات بھر
اپنی امت کے لئے اللہ رے بے چینیاں

ہے لوائے حمد ان کا روزِ محشر اے نظرؔ
شافعِ روزِ جزا وہ چارۂ بے چارگاں

اک تسلسل ہے کہ ٹوٹا ہے نہ ٹوٹے گا کبھی

اک تسلسل ہے کہ ٹوٹا ہے نہ ٹوٹے گا کبھی
تا قیامت ہی چلے مدحتِ مصطفوی

میں ہوں من جملہ گدایانِ درِ پاکِ نبیؐ
میں بھی مجبورِ محبت کہ ثنا یہ لکھی

للہ الحمد ہمارے لئے بھیجا وہ نبیؐ
جس کا ہے تاجِ نبوت وَ رسالت ابدی

پیکرِ حسنِ دو عالم ہے وہ سرتا بہ قدم
جلوۂ رخ پہ کسی کی بھی نظر ٹک نہ سکی

خلق اطہر وہ کہ خود خالق کل ہے مداح
عین قرآں بہ زبانِ حرمِ پاکِ نبیؐ

یہ بتاتی ہے ہمیں آیۂ فرقانِ عزیز
اسوۂ پاک نمونہ ہے نوعِ بشری

شرفِ خاص یہ میرے ہی نبیؐ کو حاصل
عرش کے رب سے سرِ عرش ہوئی ہم سخنی

ہے شہنشاہِ ہدیٰ، سرورِ عالم لیکن
نہ کوئی شیش محل ہے نہ کوئی بارہ دری

طعن و سبّ و شتم خندہ جبینی سے سہے
راہِ مولا میں یہ دل اور یہ ثابت قدمی

اپنی امت کے لئے وقفِ خدا پیشِ سجود
سوز ہے دل میں، دعا لب پہ ہے آنکھوں میں نمی

آخرت اپنی سنور جائے یہ دنیا بھی بنے
ہوں جو تابعِ فرمانِ رسولِ مدنی

نظرِ رحمتِ یزداں ہے ہماری جانب
نعتِ محبوبِ خداوند کی یہ خوش اثری

دل افروزی کا باعث ہے تقاضائے محبت بھی

دل افروزی کا باعث ہے تقاضائے محبت بھی
نبیؐ کی مدحت کرنا مزید امرِ سعادت بھی

نبیؐ کی ذات میں رب نے سمو دی شانِ صنعت بھی
مثالی حسنِ صورت نیز ہے بے مثل سیرت بھی

اسی پر منتہی کارِ نبوت بھی رسالت بھی
اسی پر دیں ہوا کامل، ہوئی کامل شریعت بھی

کشش اس طرح رکھتی ہے نبیؐ کی ذات و شخصیت
کہ جیسے جاذبِ دل گل کی رنگت بھی ہو نکہت بھی

اسی نے نکتۂ توحیدِ باری وا کیا ہم پر
اسی نے ہم کو بتلائی بنی آدم کی وحدت بھی

نمایاں شان کا حامل ہے قرآں اس پہ جو اترا
فصاحت ہے بلاغت ہے ترنم بھی ہے حکمت بھی

تمام آیاتِ قرآں معجزہ کی شان رکھتی ہیں
بنا سکتا نہیں اس جیسی کوئی ایک سورت بھی

وہ حقداروں کو محتاجوں کو سب کچھ بانٹ دیتا تھا
کچھ اپنے واسطے رکھتا نہ تھا باوصفِ حاجت بھی

متاعِ عیش و راحت کا کوئی مذکور ہو کیونکر
نہیں رکھتا تھا اپنے گھر میں سامانِ ضرورت بھی

وہ بلوائے گئے پردہ سرائے عرش میں اک شب
یہ محبوبیتِ رب بھی نبیؐ کی شانِ عظمت بھی

رہِ تبلیغ دیں میں شاہِ دیں پر کیا نہیں گزرا
بہا خوں زخم اٹھائے اور کھایا داغِ ہجرت بھی

فقط تیئیس برسوں میں کیا صدیوں کا کام اس نے
یہ دنیا مانتی بھی ہے مگر ہے محوِ حیرت بھی

اسی ختم الرسل کی نسبتِ عالی کا صدقہ ہے
کہ ہم ہیں امتِ آخر بھی اور ہیں خیرِ امت بھی

نظرؔ اس زندگی ہی تک نہیں اس کی بہی خواہی
سرِ محشر کرے گا وہ ہزاروں کی شفاعت بھی

خدمت میں ہے اس کی یہ مراہدیۂ اشعار

دمت میں ہے اس کی یہ مراہدیۂ اشعار
جو والیِ طیبہ ہے جو نبیوں کا ہے سردار

خورشیدِ جہاں تاب ہوا جب وہ ضیا بار
ہر گوشۂ ظلمت میں ہوئے صبح کے آثار

بر روئے زمیں سب سے بڑی اس کی ہے سرکار
پابوس ہیں دنیا کے شہنشاہ و جہاندار

سر تا بہ قدم ظرفگیِ حسن کا معیار
ہے از رخِ اخلاق وہ خلّاق کا شہکار

فکر و غمِ امت میں ہے تا صبح وہ بیدار
اللہ سے ہے بخششِ امت کا طلبگار

اصحابِ نبی رہتے ہیں ہشیار و خبردار
ہوں سب ہمہ تن گوش جو ہو جائے وہ گلبار

ہر ایک ادائے شہِ دیں پر ہے نچھاور
یہ عشق کا عالم ہے مہاجر ہوں کہ انصار

کرتے رہے اسلام کی تبلیغ شہِ دیں
سنتے رہے ہر طعنہ و تشنیع دل افگار

اپنے ہوں پرائے ہوں کہ خود ذات ہو اپنی
انصاف و مساوات کا ہر لحظہ نگہدار

نادار کا محتاج کا مسکین کا والی
ہر اک کی مدد کے لئے ہر وقت وہ تیار

شمشیر بکف ذکر بہ لب جوش بہ دل وہ
میدانِ وغا میں وہ جری پیشہ ہے سالار

پڑھتے ہیں درود اس پہ مسلمان شب و روز
ہر اوجِ فلک بزمِ ملک میں یہی اذکار

خالق کی نگاہوں میں ہے وہ بندۂ محبوب
بندوں کی نگاہوں میں وہ ہے سیدِ ابرار

اک بار تو دیکھا ہے نظر روضۂ اطہر
اللہ دکھائے تو مکرر کروں دیدار

کب ہوئے عہدہ برآ اہلِ قلم اہلِ سخن

کب ہوئے عہدہ برآ اہلِ قلم اہلِ سخن
ہوسکی ہے کس سے پوری مدحتِ شاہِ زمن

وہ امام الانبیاء محبوبِ ربِ ذوالمنن
عرش پر اک شب ہوا خالق سے اپنے ہم سخن

رونق افروزِ گلستاں جب ہوا وہ گلبدن
جہدِ پیہم سے بدل کر رکھ دی تقدیرِ چمن

مرحبا زلفِ سیاہ وتابدار و پُر شکن
اس کی خوشبو خوب تر از مشکِ آہوئے ختن

غیرتِ لعلِ بدخشاں ہیں لبِ لعلیں اگر
دُرِّ دندانِ مبارک خوش تر از دُرِّ عدن

آپ کے عزّ و شرف کا ٹھیک اندازہ نہ ہو
یونہی سا پیمانہ ہے پیمانۂ تخمین وظن

دین کی تبلیغ میں اس نے دیا اپنا لہو
دین کی ترویج کی خاطر کیا ترکِ وطن

قوم کے اشرار سب مصروفِ استہزاء رہے
پر جبینِ پاک پر آنے نہ دی اس نے شکن

رحمتِ عالم کی اخلاقِ کریمانہ کی شان
اپنے بدخواہوں سے بھی رکھا ہمیشہ حسنِ ظن

جنگ بھی کرنی پڑی اعدائے دیں سے بارہا
وہ بہ میدانِ وغا ہوتا رہا شمشیر زن

نخلِ دیں ان کی بدولت پھولتا پھلتا گیا
باوجودِ شورش و ہنگامہ و مکر و فتن

کوششِ پیہم سے ان کی وقت وہ بھی آ گیا
نعرۂ توحید سے گونج اٹھے سب کوہ و دمن

محفلِ شاہِ دو عالم بے نظیر و بے عدیل
رونق اس کی انجمن کے نَو ہی کب صد بارتن

انقلاباتِ زمانہ محو کر سکتے نہیں
نقشِ دل اس کی سوانح پاک با تاریخ و سن

اکتسابِ نور و فیضاں کام یہ لوگوں کا ہے
وہ تو خورشیدِ ہدیٰ ہے سب پہ یکساں ضو فگن

ذرۂ ناچیز کیا یہ وہ شہِ عالم کہاں

ذرۂ ناچیز کیا یہ وہ شہِ عالم کہاں
لکھ سکوں مدحت نبی کی مجھ میں اتنا دم کہاں

سیکڑوں آئے جلیل القدر پیغمبر مگر
کوئی بھی ہم رتبۂ پیغمبرِ خاتم کہاں

ورطۂ حیرت میں ڈالے واقعہ معراج کا
دیکھئے پہنچا ہے وہ فخرِ بنی آدم کہاں

واقفِ اسرارِ پنہاں جس قدر ہے مصطفیٰ
رازِ دو عالم کا کوئی اس قدر محرم کہاں

بعدِ اقوالِ پیمبر بعدِ قرآنِ مبیں
دین و دنیا کے حقائق رہ گئے مبہم کہاں

از احادیثِ پیمبر یا ز قرآنِ حکیم
اور مل سکتی ہیں باتیں آپ کو محکم کہاں

روضۂ اطہر پہ یا پھر گنبدِ خضرا پہ ہے
بارشِ انوارِ یزداں اور یوں پیہم کہاں

ق

باپ، ماں، خواہر، برادر، زوجہ و بنت و ولد
عرصۂ محشر میں کوئی مونس و ہمدم کہاں

وہ شفیع المذنبیں ہوتا نہ محشر میں اگر
ہم سے بد اعمال جاتے، سوچتے ہیں ہم کہاں

جامِ کوثر بھی ملے پینے کو تو کیفِ مزید
کیفِ چشمِ ساقیِ کوثر ہی ورنہ کم کہاں

مصطفیٰؐ کے در پہ جا حاضر ہوئے ہم بھی نظرؔ
اور کرتے بھی مداوائے دلِ پُرغم کہاں

لکھنے بیٹھا ہوں میں توصیفِ رسولِ نامدار

لکھنے بیٹھا ہوں میں توصیفِ رسولِ نامدار
چشمِ رحمت میری جانب اے مرے پروردگار

نادرہ کاریٔ فطرت کا ہے مظہر اس کی ذات
روئے انور دیکھئے یا سیرتِ حق آشکار

باغِ عالم کب سنورتا آپ کے آئے بغیر
آپ ہی کے دم سے ہے اس باغِ عالم کی بہار

قصرِ شاہی ہے نہ حاجب ہے نہ کرّ وفر کوئی
کیا نرالا تاجور ہے کیا انوکھا شہریار

باعثِ تسکینِ روح و قلب ہے ام الکتاب
ذکر اس کا ہے علاجِ زخم ہائے دل فگار

زندگی میں ابنِ آدم پائے لطفِ زندگی
زندگی کر لے جو اس کے دینِ حق پر استوار

نیکیاں مل جائیں دس، ہوں دس خطائیں بھی معاف
ہے درودِ پاک کا صدقہ جو پڑھئے ایک بار

روضۂ اقدس پہ جاتے ہیں سلامی کے لئے
امتی اطرافِ عالم سے قطار اندر قطار

عرصۂ محشر میں آ جائیں کہیں مجھ کو نظر
تھام لوں دامانِ رحمت دوڑ کر دیوانہ وار

ہے کسی فردِ بشر کو کب یہ حاصل مقدرت

ہے کسی فردِ بشر کو کب یہ حاصل مقدرت
کر سکے ختمِ نبوت کی وہ پوری محمدت

وہ ہے سلطانِ دوعالم وہ ہے عالی مرتبت
ہے حبیب اللہ بھی ظاہر ہے اس کی فوقیت

ہو چکا تھا اشرف المخلوق یہ حیواں صفت
آپ ہی نے کی ہے آ کر اس کی قلبِ ماہیت

مرحمت کی اہلِ عالم کو کتابِ معرفت
ایک اک بتلا دیا کارِ ثواب و معصیت

دن میں پند و موعظت شب کو دعائے مغفرت
اپنے ہر اک امتی پر اس کے احساں ان گنت

از ہمہ پہلو مکمل سیرتِ ختم الرسل
دینِ حق اس کا ہے کامل بے گماں از ہر جہت

فقر کی چادر کو پہنا اپنی مرضی سے مگر
اس کے آگے گرد ہے شاہوں کی شان و تمکنت

خالقِ ارض و سما کا وہ ہے پیارا اس قدر
جس کے دل میں جس قدر اس ذات سے ہے انسیت

ہیں نمونہ دین و ایماں کا قیامِ حشر تک
اس کے وہ ساتھی رہے جو اس کے زیرِ تربیت

آپ ہی اٹھیں گے لوگوں کی شفاعت کے لئے
حشر میں سب انبیاء جب پیش کر دیں معذرت

اے نظر آسرا کی شب نے تو یہ ثابت کر دیا
ہے وہی اک سرفرازِ انتہائے منزلت

جذبۂ عشقِ خیر الوریٰ چاہئے

جذبۂ عشقِ خیر الوریٰ چاہئے
دل میں ہے یا نہیں دیکھنا چاہئے

نورِ ذکرِ چراغِ حرا چاہئے
خانۂ دل منور سدا چاہئے

بوئے عنبر نہ مشکِ خطا چاہئے
شہرِ طیبہ کی مجھ کو ہوا چاہئے

جس کو خوشنودیِ مصطفیٰ چاہئے
دین سے ان کے اس کو وفا چاہئے

تیری الفت ملے تا بہ حدِ جنوں
مجھ کو سارے دکھوں کی دوا چاہئے

حالِ امت ہے ناگفتنی اب تو بس
چشمِ رحمت تری اور دعا چاہئے

جامِ کوثر کچھ ایسا ضروری نہیں
التفاتِ نظر ساقیا چاہئے

دل کے اندر بسی ہے یہ خواہش نظرؔ
جا کے شہرِ نبی میں بسا چاہئے

میں بساطِ شاعری کا نہیں کوئی فردِ ماہر

میں بساطِ شاعری کا نہیں کوئی فردِ ماہر
کما حقہٗ نبیؐ کی میں مدحت سے قاصر

سرِ بامِ رنگ و بو ہے وہ خوشا چراغِ آخر
رہے جلوہ پاش جب تک یہ ہے عالمِ عناصر

وہ خدا کا ہے پیمبر وہ ہے پاک نفس و طاہر
وہ ہے بے عدیل عابد وہ ہے بے مثال ذاکر

جو ملی ہے اس کے ہاتھوں وہ کتابِ حق ہے نادر
کہ وہ معدنِ حِکم ہے وہ خزینۂ جواہر

کسی ہرزہ گو نے مجنوں تو کہا کسی نے ساحر
وہ سہارتا ہے سب کچھ ہے اگرچہ بارِ خاطر

نہ متاع و مالِ دنیا نہ ہے کرّ و فرِ شاہی
ہے وہ شاہِ دو جہاں پر ہے وہ صورۃً مسافر

وہ ہے غمگسارِ بے کس وہ ہے سب کے حق میں رحمت
سرِ حشر وہ ہے شافع بحضورِ ربِ قادر

سرِ عرش بھی وہ پہنچا جو ہے جلوہ گاہِ یزداں
بڑی عظمتوں کا مالک وہ حبیبِ ربِ فاطر

ہے خدا کی یہ منادی کہ وہ کل جہاں کا ہادی
اسے مانئے تو مومن جو نہ مانئے تو کافر

یہ نظر سنا ہے ہم نے ہیں اسی کے دم قدم سے
یہ وجودِ بزمِ ہستی یہ حسیں حسیں مناظر

خدا کا بندۂ محبوب ہے ختم الرسل ہے وہ

خدا کا بندۂ محبوب ہے ختم الرسل ہے وہ
وہ مخدومِ دو عالم ہے مسلّم اس کی عظمت ہے

تقابل کیجئے کس سے مقابل ہو نہ جب کوئی
نرالی اس کی صورت ہے انوکھی اس کی سیرت ہے

ہے فطرت نرم خوئی کی ہے عادت صلح جوئی کی
برائے بندگانِ رب وہ ذاتِ پاک رحمت ہے

کھری، دوٹوک، سادہ آپ کی ہے گفتگو ساری
خطابت میں سلاست ہے بلاغت ہے فصاحت ہے

علو ہمت ہے ہیبت ہے برائے دشمنانِ دیں
مصافِ حق و باطل میں نشانِ فتح و نصرت ہے

وہ مصروفِ جہادِ فی سبیل اللہ ہے دن میں
میانِ شب مصلّیٰ پر وہ مشغولِ عبادت ہے

برت کر اس نے دکھلائے قوانینِ خداوندی
دکھایا دہر کو جو طرزِ اسلامی حکومت ہے

کھلائے تھے جو گل بوٹے چمن زارِ نبوت میں
ابھی تک ان میں ویسی ہی دلآویزی ہے نکہت ہے

نظر میں رب کے وہ بندہ بلاشک ہے پسندیدہ
جو اس کے دین کو اپنا کے پابندِ شریعت ہے

نہیں ہے دم خم کسی میں اتنا ثنا نبی کی جو لکھے کامل

نہیں ہے دم خم کسی میں اتنا ثنا نبی کی جو لکھے کامل
ہے نعت گوئی میں میری نیت رضائے خالق ہو مجھ کو حاصل

کمال و خوبی ہر ایک لے کے خمیر فطرت میں کر کے داخل
خدا نے پیدا کیا وہ ہادی کہ جس پہ کرنا تھا دین کامل

بھٹک چکا تھا جو دینِ حق سے بچھڑ چکا تھا جو اپنے رب سے
شہِ ہدیٰ کے کرم کے صدقے بشر ہوا بازیابِ منزل

ہو مسئلہ پیچدار کوئی، ہو کوئی مشکل، ہو کوئی عقدہ
اس ایک مصحف سے حل ہوں سارے ہوا جو میرے نبیؐ پہ نازل

قلیل مدت میں کر دکھایا جو کام صدیوں نہ ہو سکا تھا
اگرچہ اپنا لہو بہایا اگرچہ گزرے کٹھن مراحل

ہزار سر اب اٹھائے باطل نہ حق کو لیکن مٹا سکے گا
نظر جو کھائی تھی اس کے ہاتھوں وہ مستقل ہے شکستِ باطل

آج پروازِ تخیل سوئے آں دلدار ہے

آج پروازِ تخیل سوئے آں دلدار ہے
بزمِ ہست وبود میں فطرت کا جوشہکار ہے

وہ ہے ختم المرسلیں دنیا کا وہ سردار ہے
زیرِ گردوں اس کی ہی سب سے بڑی سرکار ہے

نرم خو ہے، خوبرو ہے، صاحبِ کردار ہے
مردِ عالی حوصلہ ہے اور بلند افکار ہے

دشمنوں سے راہِ حق میں برسرِ پیکار ہے
رعب ہیبت وہ برائے لشکرِ کفار ہے

روز و شب اللہ کی وحدانیت کا درس و وعظ
سیلِ کفر و شرک کو وہ آہنی دیوار ہے

وہ معلم، وہ مفسر، وہ مقنن، وہ فقیہ
سر پہ اس کی علم وحکمت کی بڑی دستار ہے

اس کے بتلائے ہوئے رستوں پہ چلنا ناگزیر
ورنہ صحنِ گلشنِ دنیا بہت پُرخار ہے

نقشِ پائے مصطفیؐ کی پیروی کرتا رہے
جس کسی کو بھی نجاتِ اخروی درکار ہے

جلوہ گاہِ ناز اسی کی ہے جہاں پراے نظرؔ
روز و شب اللہ اکبر بارشِ انوار ہے

روح کی بالیدگی اور دل کی فرحت کے لئے

دروح کی بالیدگی اور دل کی فرحت کے لئے
نعت لکھتا ہے یہ احقر اس ضرورت کے لئے

تا قیامت ساری دنیا کی ہدایت کے لئے
آئے سرکارِ دوعالم اس ضرورت کے لئے

چاہئے تھا اک نبی ختمِ نبوت کے لئے
چن کے بھیجا رب نے ان کو اس ضرورت کے ئے

اک نبی آنا تھا نبیوں کی امامت کے لئے
بعثتِ محبوبِ رب ہے اس ضرورت کے لئے

مظہر کامل ہو جو گل کاریِ فطرت کا نقش
کر دیا پیدا محمدؐ اس ضرورت کے لئے

وحیِ متلو ربِ دوعالم کو کرنی تھی تمام
ان پہ کی تنزیلِ قرآں اس ضرورت کے لئے

تا کریں تبیینِ قرآں باللسان و بالعمل
سیدِ کونین آئے اس ضرورت کے لئے

آخرش کرنی جو تھی اللہ کو تکمیلِ دیں
بعثتِ شاہِ ہدیٰ ہے اس ضرورت کے لئے

رب کو دکھلانی تھی کیا ہے حدِ معراجِ بشر
آپ کو معراج بخشی اس ضرورت کے لئے

جرعہ کش ہو کر کے جس سے رہ نہ جائے تشنگی
ہے خمستانِ محمدؐ اس ضرورت کے لئے

کیا ضرورت تھی کسی کو آستانِ غیر کی
شاہِ بطحاؐ جب ہے کافی ہر ضرورت کے لئے

فی الحقیقت کیا ہے اسلامی حکومت اے نظرؔ
کر کے دکھلا دی حکومت اس ضرورت کے لئے

قلب یکسو ہے مرا عالمِ تنہائی ہے

قلب یکسو ہے مرا عالمِ تنہائی ہے
نعت لکھنے پہ طبیعت مری آج آئی ہے

تنِ سیمیں پہ فدا حسن ہے رعنائی ہے
جس نے دیکھا نہیں وہ بھی ترا شیدائی ہے

شبِ معراج سے معلوم ہوا ہے ہم کو
خلوتِ عرش میں تیری ہی پذیرائی ہے

تیری صورت تری سیرت تری فطرت یکتا
بارک اللہ تری ذات میں یکتائی ہے

روحِ خوابیدہ، تنِ خستہ، دلِ پژمردہ
دینِ قیم میں ترے سب کی مسیحائی ہے

ہر عمل آپ کا ہے حسنِ عمل سے بھرپور
ہر سخن آپ کا سچائی ہی سچائی ہے

رات کٹتی ہے عبادت میں مناجاتوں میں
دن میں اعدا سے تری معرکہ آرائی ہے

منتہی سلسلۂ کارِ نبوت تجھ پر
تا بہ ہنگامۂ محشر تری آقائی ہے

اے نظرؔ ہے شہِ لولاک وہ کملی والا
دم سے اُس کے ہی یہ سب انجمن آرائی ہے

لکھتا ہی رہوں سیدِ کونین کی مدحت

لکھتا ہی رہوں سیدِ کونین کی مدحت
اللہ کرے مجھ کو یہ توفیق عنایت

مخلوق میں اول ہے مسلّم یہ روایت
بعثت میں وہ آخر ہے یہ اللہ کی حکمت

بعد آپ کے لاریب ہوئی ختم نبوت
پرّاں ہے عَلم آپ کا تا روزِ قیامت

قرآں کا معلم ہے وہ بے داغ ہے سیرت
صدقے ہے صداقت تو نثار اس پہ امانت

اللہ کے بندوں کی چمک اٹھی ہے قسمت
ذاتِ شہِ والا وہ ہے اللہ کی رحمت

لاریب ہے سر تا بہ قدم حسن کی تصویر
حقا کہ ہے بے مثل نگارِ یدِ فطرت

اُمی ہے مگر واقفِ اسرارِ نہاں ہے
ہر فکر میں رفعت ہے تو ہر قول میں حکمت

واللہ یہ سب آپ کی محنت کا ثمر ہے
فائز ہوئی بر اوجِ ثریا بشریت

انساں کو کیا اس نے ہی مدہوشِ ملائک
انساں کو عطا کیں وہ صفاتِ ملکیت

دشمن سے نہ کی اس نے کبھی تلخ کلامی
اخلاقِ معلّیٰ ہے زہے حسنِ مروت

دامن سے ترے دین کے وابستہ نظر ہے
قائم رکھے اللہ مری تجھ سے یہ نسبت

رہے گا غلغلہ تیرا جہاں میں ہم نہیں ہوں گے

رہے گا غلغلہ تیرا جہاں میں ہم نہیں ہوں گے
تو محبوبِ خدا ہے تیرے چرچے کم نہیں ہوں گے

سہارا ایک بس رہ جائے گا شاہِ مدینہ کا
جو ہمدم ہیں دریں عالم در آں عالم نہیں ہوں گے

شفیعِ عاصیاں ہے نورِ چشمِ آمنہ بے شک
مسیحِ دہر نورِ دیدۂ مریم نہیں ہوں گے

نہ جائیں جو مدینہ باوجودِ استطاعت بھی
دل و ایماں کے رشتے ان کے مستحکم نہیں ہوں گے

رہِ توحید دکھلا کر جو بخشی ہے سر افرازی
مسلمانوں کے سر پیشِ بتاں اب خم نہیں ہوں گے

عطا کردہ ہے جو ان کے اصولِ زندگی وہ سب
نہ اپنائیں گے جب تک ہم مصائب کم نہیں ہوں گے

پلائیں گے نظرؔ کو جامِ کوثر صاحبِ کوثر
ثنا گر سے یقیناً اپنے نامحرم نہیں ہوں گے

شمیمِ جاں فزا لائی، پھری گلشن میں اترائی

شمیمِ جاں فزا لائی، پھری گلشن میں اترائی
کھلے پڑتے ہیں غنچے بھی مدینے سے صبا آئی

مرا حسنِ مقدر ہے وہ مولائی وہ آقائی
مری دنیا سنور اٹھی مری عقبیٰ میں بن آئی

خدا نے کب کسے بخشی کسی نے کب بھلا پائی
تری صورت سی رعنائی تری سیرت سی یکتائی

تھا حرص و آز سے بالا خدا کے دیں کا متوالا
منال و مال ٹھکرایا شہنشاہی بھی ٹھکرائی

ازل سے رب نے کر رکھی تھی تیرے واسطے مختص
قیامت تک کی سرداری زمانے بھر کی آقائی

ترے قرآن کی عظمت مسلّم ہے زمانے میں
ترے اقوال ہیں زریں تری باتوں میں گہرائی

زمانے کی گواہی ہے فرشتوں کی شہادت ہے
ہوئی وہ پاش پاش آخر جو قوت تم سے ٹکرائی

مصفّا خوشگوار و بارد و شیریں وَ بلّوریں
یہ آبِ چشمۂ زمزم ترا ورثہ ہے آبائی

پہنچتے ہیں قدم بوسی کو سب اقصائے عالم سے
زیارت کا ترے روضہ کی ہر مومن تمنائی

از آلامِ زمانہ بھاگ کر عاشق جا پہنچے
ترے گیسو کی چھاؤں میں بڑی آسودگی پائی

بشر کے واسطے ممکن نہیں اس تک رسا ہونا
تمہارے واسطے اک گام ہے یہ چرخِ مینائی

نظر آئے ہی بن جاؤ اگر کچھ مرتبہ چاہو
اولو الالباب کے زمرہ میں ہیں سب اس کے شیدائی

فکرِ دوں پرواز ہے عقلِ بشر محدود ہے

فکرِ دوں پرواز ہے عقلِ بشر محدود ہے
کیسے تکمیلِ ثنا ہو راستہ مسدود ہے

اس نے سمجھایا ہمیں اللہ بس معبود ہے
خالق ہر شے ہے مالک ہے وہی مسجود ہے

لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر بے سود ہے
گر وہی حاصل نہ ہو جو گوہر مقصود ہے

دیں کا اس کے بول بالا ہو تو ہے جنت نظیر
مثلِ صحرا ورنہ یہ دنیائے ہست و بود ہے

میرے پیغمبر پہ جو اتری ہے وہ ام الکتاب
ناسخ تورات ہے وہ ناسخ تلمود ہے

نام ہے غمازِ عظمت رتبہ ظاہر از مقام
وہ محمدؐ ہے مقامِ آخرت محمود ہے

رات دن محنت بھی ہے سب کو دعائیں مستزاد
ہر طرح امت کے حق میں طالبِ بہبود ہے

جو نہ لائے اس پہ ایماں تادمِ آخر نظرؔ
بارگاہِ ربِّ دو عالم میں وہ مردود ہے

بیاں ہے لبوں پر شہِ انس و جاں کا

بیاں ہے لبوں پر شہِ انس و جاں کا
مرے گرد حلقہ ہے کرّوبیاں کا

وہ محبوب و ممدوح ربِ جہاں کا
یہ رتبہ خوشا قبلۂ مقبلاں کا

شرف آسماں سے بڑھا خاکداں کا
کہ مسکن ہے یہ عرش کے میہماں کا

ہے پہرہ بہاروں کا در شہرِ خوباں
گزر کیسے ممکن وہاں ہو خزاں کا

سوادِ مدینہ قریب آ گیا ہے
بڑھا شوق دل کا بڑھا کیف جاں کا

سخن کیوں نہ ہر اک ہو پیوستۂ دل
کہ فرمودہ ہے اس لبِ گل فشاں کا

درود اس پہ بھیجیں بہ حکمِ الٰہی
وظیفہ ہے دن رات کرّوبیاں کا

وہ محشر جہاں نفسی نفسی کا عالم
وہی ایک ماویٰ ہے بے چارگاں کا

اسی سے پلا مجھ کو ساغر پہ ساغر
جو خم ہے مرے ساقیِ مہرباں کا

بن آئے نظر اپنی جا کر مدینہ
وہیں رشتہ ٹوٹے جو عمرِ رواں کا

گروہِ انبیاء میں ہے بڑا درجہ محمد کا

گروہِ انبیاء میں ہے بڑا درجہ محمد کا
امام الانبیاء ہے وہ زہے رتبہ محمد کا

فرازِ عرش تک پہنچا ہے اف جلوہ محمد کا
خدا کے بعد ہے سب سے بڑا رتبہ محمد کا

لیا جاتا ہے نامِ پاک ہر لحظہ محمد کا
زمیں سے چرخِ ہفتم تک رواں سکہ محمد کا

مسلمانوں کا قبلہ خانۂ کعبہ محمد کا
مگر کعبہ کا قبلہ ہے حسیں چہرہ محمد کا

نجاتِ اخروی کا ان کی ہے ذمہ محمد کا
جو لیتے نام ہیں صبح و مسا اللہ محمد کا

دلوں کے واسطے وجد آفریں نغمہ محمد کا
برائے پیروی بندوں کو ہے اسوہ محمد کا

سخن ہے دل نشیں اور پر کشش لہجہ محمد کا
زباں شستہ محمد کی بیاں عمدہ محمد کا

اویس پارسا عاشق تھا نادیدہ محمد کا
اسی روشن جبیں کو مل گیا خرقہ محمد کا

بقدرِ جہد ہے ہر فردِ امت فیضیاب اس سے
حدیثِ پاک و القرآں کہ ہے ترکہ محمد کا

رجوعِ عام ہے اہلِ جہاں کا جانبِ طیبہ
تمناؤں کا قبلہ سب کی ہے روضہ محمد کا

نگاہِ چشمِ عرفاں پر ہوا ہے آشکارا یہ
اُدھر کعبہ ہے مڑ جائے جدھر چہرہ محمد کا

نصیب اس شخص کو روشن ضمیری ہو گئی واللہ
جسے کچھ مل گیا کھانے کو پس خوردہ محمد کا

نکیرین آ کے پلٹیں گے مری تربت سے یہ کہہ کر
ثنا خواں ہے یہ تو ہے اللہ کا بندہ، محمد کا

وہ نازاں عمر بھر کیوں ہو نہ اپنی خوش نصیبی پر
نظر آ جائے جس کو خواب میں چہرہ محمد کا

جس شعر کی ہے مجھ کو جوں آٹے میں ہو نمک

جس شعر کی ہے مجھ کو جوں آٹے میں ہو نمک
ملتی ہے مجھ کو بہرِ ثنا غیب سے کمک

مستجمع کمال وہ حدِ کمال تک
تخلیقِ نقش گر ہے وہ "ما شاءَ ربک"

واللہ اس کے چہرۂ تاباں کی اک جھلک
دنیائے رنگ و بو کی یہ ساری چمک دمک

برقِ نگاہِ چشم سیہ دل کو لے اچک
مشکِ ختن کی گیسوئے شبگوں میں ہے مہک

سینہ ہے اس کا مخزنِ انوارِ معرفت
اس کا خرامِ ناز سنا ہم نے عرش تک

اس کی پکار صبح و مسا ہے چہار سو
روشن ہے اس کا نام زمانہ میں آج تک

طرار شہ سوار ہے مرکب براق ہے
جس کے قدم قدم کی ہے منزل فلک فلک

احساں ہے بے شمار خدائی پہ آپ کا
بھیجیں درود آپ پہ جن و بشر، ملک

اس کے کرم کا ذکر نظرؔ ہر زبان پر
گن اس کے گائے جاتے ہیں گردوں سے تا سمک

وہ چہرۂ دلکش صلِّ علیٰ وہ سیرتِ اقدس کیا کہنا

وہ چہرۂ دلکش صلِّ علیٰ وہ سیرتِ اقدس کیا کہنا
دیکھے جو کوئی رخ یا سیرت دیکھا ہی کرے بس کیا کہنا

ہر بات جو ان کے منہ کی ہے خود دل میں جگہ کر لیتی ہے
الفاظ مرصع سب کے سب باتوں میں گھلا رس کیا کہنا

صحبت میں نبیِ اکرمؐ کے انسان بنے کندن لاکھوں
کندن پہ ہی کیا موقوف اکثر خود بن گئے پارس کیا کہنا

اللہ کی بخشش کا عالم محبوبِ خدا کی نسبت سے
اک بار درود ان پر جو پڑھے تو اجر ملے دس کیا کہنا

ہر ایک مسافر چل چل کر پہنچے جو سوادِ طیبہ میں
سرمست ہو دل، پُرشوق نگہ، پر جوش ہو نس نس کیا کہنا

کیا بات ہے ارضِ طیبہ کی کس درجہ کشش پنہاں ہے نظرؔ
ہر زائر خواہش رکھتا ہے گھر جائے نہ واپس کیا کہنا

نورِ چشمِ آمنہ عظمت نشاں بنتا گیا

نورِ چشمِ آمنہ عظمت نشاں بنتا گیا
جانِ عبد اللہ سردارِ جہاں بنتا گیا

حق نما، حق آشنا، حق کی اذاں بنتا گیا
وہ کتابِ آخریں کا ترجماں بنتا گیا

خوش ادا، شیریں سخن، معجز بیاں بنتا گیا
رفتہ رفتہ سب کے دل کی داستاں بنتا گیا

بارگاہِ لم یزل کا رازداں بنتا گیا
مرحبا آگاہ سِرِّ کن فکاں بنتا گیا

رہنمائے ساحلِ امن و اماں بنتا گیا
ناخدائے کشتیِ عمرِ رواں بنتا گیا

چارہ سازِ درد و غم ہائے نہاں بنتا گیا
وجہ تسکیں وہ پئے آزردگاں بنتا گیا

خرمنِ باطل کو برقِ بے اماں بنتا گیا
کارِ ابلیسِ لعین کارِ زیاں بنتا گیا

نقش پائے مصطفیٰ کی مرحبا گل کاریاں
دامنِ صحرا وہ رشکِ گلستاں بنتا گیا

طالبِ منزل ہر اک ہوتا رہا حلقہ بگوش
"ان کی شخصیت کے گرد اک کارواں بنتا گیا"

صورۃً تنویرِ قرآں سیرۃً قرآنِ کل
عادۃً مثلِ حریر و پرنیاں بنتا گیا

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرایا کبھی
استقامت کا وہ اک کوہِ گراں بنتا گیا

بخش کر سب کو مئے نابِ خمستانِ ازل
وجہ سیرابی پئے لب تشنگاں بنتا گیا

مرحبا اعجاز نگہ پاکِ ختم المرسلیں
اس نے جس ذرہ کو دیکھا آسماں بنتا گیا

پڑھ نظرؔ صلِ علیٰ اس ہادیِ اعظم پہ جو
باغِ عالم کی بہارِ جاوداں بنتا گیا

دل ہم سے مقتضی ہے ثنائے حضورؐ کا

دل ہم سے مقتضی ہے ثنائے حضورؐ کا
ہم تک رہے ہیں نور چراغِ شعور کا

ذکر آ گیا زباں پہ مری آں حضورؐ کا
عالم عجیب دل میں ہے کیف و سرور کا

میثاق انبیاء سے وہ ربِ غفور کا
چرچا ہوا ازل ہی سے ان کے ظہور کا

صورت ہے ان کی آئینۂ حسنِ لم یزل
سیرت پہ انعکاس ہے قرآں کے نور کا

اتنے گہر لٹائے ہیں دُرِّ یتیم نے
پیمانہ بھر گیا مرے علم و شعور کا

صد حیف ہم پہ آئیں جواب بھی فریب میں
کھولا ہے اس نے راز متاعِ غرور کا

ان کی کتاب ساری کتابوں سے ہے بلند
انجیل ہی کا ہے نہ وہ پایہ زبور کا

اک کاروانِ شوق ترے آستاں پہ ہے
زائر طرح طرح کا ہے نزدیک و دور کا

دیکھا ہے اس نے جلوۂ حق اپنی آنکھ سے
قصہ ہے مختلف اَرِنی گوئے طور کا

روضہ پہ آنحضورؐ کے جا دیکھ اے نظرؔ
منظر جو دیکھنا ہے تجھے سیلِ نور کا

اوجِ فلک پہ مہرِ درخشاں تمہیں سے ہے

اوجِ فلک پہ مہرِ درخشاں تمہیں سے ہے
یہ بزمِ ماہ و انجمِ تاباں تمہیں سے ہے

بطنِ صدف میں گوہرِ رخشاں تمہیں سے ہے
ابرِ کرم ہو قطرۂ نیساں تمہیں سے ہے

فرشِ زمیں پہ خلقتِ انساں تمہیں سے ہے
دو روزہ زندگی کا یہ ساماں تمہیں سے ہے

بوئے گل و نسیم خراماں تمہیں سے ہے
کیف، بہار و رنگِ گلستاں تمہیں سے ہے

شرعِ متین و مصحفِ قرآں تمہیں سے ہے
کشفِ رموز و حکمتِ پنہاں تمہیں سے ہے

جہلِ خرد کا چاک گریباں تمہیں سے ہے
روشن جہاں میں مشعلِ ایماں تمہیں سے ہے

یادِ خدا کی لذتِ پنہاں تمہیں سے ہے
دنیا میں ترکِ صحبتِ عصیاں تمہیں سے ہے

صد چارۂ جراحتِ انساں تمہیں سے ہے
نوعِ بشر کے درد کا درماں تمہیں سے ہے

ق

صدیقؓ میں حرارتِ ایماں تمہیں سے ہے
قلبِ عمرؓ میں عظمتِ قرآں تمہیں سے ہے

رنگِ حیائے چہرۂ عثماںؓ تمہیں سے ہے
حیدر علیؓ سا شیرِ نیستاں تمہیں سے ہے

صوم و صلوٰۃ و حج و نصابِ زکوٰۃ سب
دنیا میں آخرت کا یہ ساماں تمھیں سے ہے

خلعت عطا ہوئی تمھیں خلقِ عظیم کی
انسانیت کا چشمۂ فیضاں تمھیں سے ہے

ہر ہر قدم پہ نقشِ قدم رہنما مجھے
مشکل قدم قدم کی سب آساں تمھیں سے ہے

پرآں تمھیں سے پرچمِ توحیدِ کبریا
تقسیمِ جامِ بادۂ عرفاں تمھیں سے ہے

لات و منات خاک بسر تم نے کر دیے
سجدہ گزاریِ درِ یزداں تمھیں سے ہے

کچھ بھی نظرؔ کے پاس نہیں توشۂ عمل
روزِ جزا نجات کا ساماں تمھیں سے ہے

نظامِ آفرینش کا تو ہی عنوان ہے ساقی

ظامِ آفرینش کا تو ہی عنوان ہے ساقی
بجسمِ عالمِ امکاں تو مثلِ جان ہے ساقی

ترا میخانۂ وحدت عظیم الشان ہے ساقی
برائے میگساراں دورِ مے ہر آن ہے ساقی

مئے وحدت، مئے کوثر، مئے عرفان ہے ساقی
ترے رندوں کی خاطر اف بڑا سامان ہے ساقی

خدا کے فضل سے تجھ پر مرا ایمان ہے ساقی
نہیں دل ہی سے پیارا تو عزیز از جان ہے ساقی

ہدایت کے لئے سب کی ترا قرآن ہے ساقی
قیامِ حشر تک سرچشمۂ فیضان ہے ساقی

کھرے کھوٹے عمل کا فیصلہ آسان ہے ساقی
تری سنت برائے ہر عمل میزان ہے ساقی

گروہِ عاشقاں میں جن کی اونچی شان ہے ساقی
ابو بکرؓ و عمرؓ حیدرؓ ہے اور عثمانؓ ہے ساقی

شبِ معراج کہتی یہ علی الاعلان ہے ساقی
تو جلوہ گاہِ یزداں میں ہوا مہمان ہے ساقی

تری تعلیم ہی سے آدمی انسان ہے ساقی
گروہِ ابنِ آدم پر ترا احسان ہے ساقی

حسابِ زندگی دینا بروزِ حشر مشکل ہے
ترا دامن پکڑ لینا مجھے آسان ہے ساقی

خدا کو مان کر واحد نہ لائے تجھ پہ جو ایماں
مرے ایمان کی رو سے وہ بے ایمان ہے ساقی

تری سیرت کو یکجا کر کے جب اس پر نظر ڈالی
تو پایا ہم نے وہ تو ہو بہو قرآن ہے ساقی

سلام، تضمین، نظم، قطعات

سلام اے شہِ ہدیٰ سلام اے مہِ عرب

ملا خدا سے ہے مجھے جو بہرۂ سخن وری
تو پیش کر رہا ہوں میں یہ ہدیۂ ثنا گری
تو سر گروہِ انبیاء تو نازشِ پیمبری
رخِ سخن تری طرف کہوں میں ہو کہ باادب

سلام اے شہِ ہدیٰ سلام اے مہِ عرب

حبیبِ ربِ دوجہاں نبی آخر الزماں
تمہاری ذاتِ پاک ہے بنائے بزمِ کن فکاں
تمہارے دم قدم سے ہے منور اپنا خاکداں
تمہاری ذات مصطفیٰؐ تمہارا نام منتخب

سلام اے شہِ ہدیٰ سلام اے مہِ عرب

خلیلِ رب کی تو دعا ہے آمنہ کو تو پسر
ہے اک دُرِ یتیم تو مگر ہے رشکِ صد گہر
بشر کی نسل سے ہو تو مگر ہے سید البشر
زہے تو اشرف الحسب خوشا تو عالی النسب

سلام اے شہِ ہدیٰ سلام اے مہِ عرب

تو سرگروہِ مرسلاں تو تاجدارِ صالحیں
تو شکرِ قلبِ عارفاں تو نورِ قلبِ مومنیں
چراغِ راہِ سالکاں تو سوزِ قلبِ عاشقیں
ہے تیری یاد دل بہ دل ہے تیرا ذکر لب بہ لب

سلام اے شہِ ہدیٰ سلام اے مہِ عرب

صراطِ مستقیم کا تو بے مثال رہنما
تو قبلۂ خدا نما تجھی پہ دیں کی انتہاء
پیمبری کا سلسلہ تجھی پہ مختتم ہوا
مزکّیِ نفوس و جاں معلمِ کتابِ رب

سلام اے شہِ ہدیٰ سلام اے مہِ عرب

خدا پکارے مرحبا نبیّنا رسولنا
ہر امتی کی ہے صدا شفیعنا حبیبنا
ہے بزمِ دوجہاں میں تومتاعنامتاعنا
پہنچ رہا ہے دم بدم درودِ بندگانِ رب

سلام اے شہِ ہدیٰ سلام اے مہِ عرب

خدائے لاشریک کی کہیں پہ بندگی نہ تھی
چہار سو تھی ظلمتیں بگڑ چکی تھی زندگی
تو لے کے آیا روشنی تو زندگی نکھر گئی
سنور گئے ترے ہی دم سے کار ہائے منشعب

سلام اے شہِ ہدیٰ سلام اے مہِ عرب

تمہارے شہر میں رہاہوں آٹھ دن میں معتکف
وہاں پہ دل کا رنگ تھا ہزار درجہ مختلف
ثواب کا حریص تھا ہر اک گنہ سے منحرف
زبان و دل کی تھی صدا چلاہوں میں وہاں سے جب

سلام اے شہِ ہدیٰ سلام اے مہِ عرب

شفیع روزِ حشر ہے خوشا تو اے شہِ امم
بلند بام ہے وہاں بھی تیرے نام کا عَلم
ابھی سے لے رہاہوں میں سبہ ہر قدم ترا قدم
کرم کی اک نظر وہاں مجھے ہے خوفِ ماکسب

سلام اے شہِ ہدیٰ سلام اے مہِ عرب

سلام اے خاصۂ خاصانِ رب اے شافعِ محشر

سلام اے ابنِ عبد اللہ بن عبد المطلب تم پر
سلام اے نورِ چشمِ آمنہ رشکِ مہِ انور
سلام اے افتخارِ نوعِ انساں طاہر و اطہر
سلام اے مصطفیٰ صلِ علیٰ اے سب کے پیغمبر

سلام اے مصدرِ نورِ ہدیٰ اے دین کے سرور
سلام اے خاصۂ خاصانِ رب اے شافعِ محشر

سلام اے گلشنِ ہستی میں جس کا ہر طرف شہرہ
سلام اے وادیِ ام القریٰ کے ناز پرورہ
سلام اے نازشِ ہجرت سلام اے رونقِ طیبہ
سلام اے مرجعِ عالم ہے جس کا اخضریں روضہ

سلام اے بارشِ انوارِ یزداں کا جو ہے محور
سلام اے خاصۂ خاصانِ رب اے شافعِ محشر

سلام اے وہ کہ جس سے رونقِ گلزارِ ہستی ہے
سلام اے وہ کہ جس سے مقتبس ہر اوج و پستی ہے
سلام اے وہ کہ جس پر ہر گھڑی رحمت برستی ہے
سلام اے وہ کہ جس سے نشۂ وحدت پرستی ہے

سلام اے ساقیِ دوراں سلام اے ساقیِ کوثر
سلام اے خاصۂ خاصانِ رب اے شافعِ محشر

سلام اے وہ کہ ہے لاریب جس کا قلب نورانی
سلام اے وہ کہ جو ہے مہبطِ آیاتِ قرآنی
سلام اے وہ قیامت تک ہے باقی جس کی سلطانی
سلام اے وہ کہ پیدا ہی نہیں جس کا کوئی ثانی

سلام اے وہ جو مخلوقِ خدا میں سب سے ہے برتر
سلام اے خاصۂ خاصانِ رب اے شافعِ محشر

سلام اے وہ کہ جس سے سلسلہ رشد و ہدایت کا
سلام اے وہ رواں چشمہ ہے جس سے علم و حکمت کا
سلام اے وہ کیا سر جس نے اونچا آدمیت کا
سلام اے وہ کہ جس سے چاک ہے پردہ جہالت کا
سلام اے وہ کہ جس کے دم سے دارِ آخرت بہتر
سلام اے خاصۂ خاصانِ رب اے شافعِ محشر

سلام اس پر لباسِ فاخرہ سے جو گریزاں تھا
سلام اس پر لباسِ فقر پر اپنے جو فرحاں تھا
سلام اس پر جو از حد بے نیازِ ساز و ساماں تھا
سلام اس پر کہ جو لذت کشِ صہبائے عرفاں تھا
سلام اس پر کہ تھی نانِ جویں جس کی غذا اکثر
سلام اے خاصۂ خاصانِ رب اے شافعِ محشر

سلام اس پر کہ جس کو رتبۂ معراج ہے حاصل
سلام اس پر شریعت جس کی روشن دین ہے کامل
سلام اس پر کہ جو طوفاں زدوں کو راحتِ ساحل
سلام اس پر کہ جس سے لرزہ بر اندام ہے باطل
سلام اس پر کہ جو گم گشتگانِ راہ کو رہبر
سلام اے خاصۂ خاصانِ رب اے شافعِ محشر

سلام اس پر کہ جس کا جدِ امجد بانیِ زمزم
سلام اس پر کہ جس کا نور افشاں عرش پر پرچم
سلام اس پر کہ وابستہ ہے جس سے عظمتِ آدم
سلام اس پر سلام آتے ہیں جس کی ذات پر پیہم
سلام اے خیر کے داعی سلام اے ناہیِ منکر
سلام اے خاصۂ خاصانِ رب اے شافعِ محشر

سلام اے وہ بنے جس کا نہ ذکر افسانۂ ماضی
سلام اے وہ کہ ہے مشہورِ عالم جس کی فیاضی
سلام اے رحم پرور، عدل گستر، حاکم و قاضی
سلام اس پر کہ جس کے فیصلوں پر سب کے دل راضی

سلام اس پر جو بے حد مہرباں ہے اپنی امت پر
سلام اے خاصۂ خاصانِ رب اے شافعِ محشر

سلام اے صاحبِ اخلاقِ اعلیٰ صابر و شاکر
سلام اے وہ کہ پیغامِ خدا جس پر ہوا آخر
سلام اے وہ جو ہے محبوبِ ربِ حاضر و ناظر
سلام اس پر کہ جس کی مدحت سے ہے نظر قاصر

سلام اس پر ہے جس کا مدح خواں خود خالقِ اکبر
سلام اے خاصۂ خاصانِ رب اے شافعِ محشر

یومِ میلادِ حضرتؐ پہ لاکھوں سلام

یومِ میلادِ حضرتؐ پہ لاکھوں سلام
اس کی ایک ایک ساعت پہ لاکھوں سلام
زلف و رخ قد و قامت پہ لاکھوں سلام
ہاشمی ماہِ طلعت پہ لاکھوں سلام
اس کی قرآنی سیرت پہ لاکھوں سلام
مظہرِ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
آفتابِ نبوت پہ لاکھوں سلام
ماہِ گردونِ رفعت پہ لاکھوں سلام
پیکرِ استقامت پہ لاکھوں سلام
اس ہمالائے ہمت پہ لاکھوں سلام
ہادمِ شرک و بدعت پہ لاکھوں سلام
دافعِ کفر و ظلمت پہ لاکھوں سلام
نازشِ آدمیت پہ لاکھوں سلام
قلّۂ کوہِ عظمت پہ لاکھوں سلام
بحرِ ذخارِ حکمت پہ لاکھوں سلام
منبعِ ہر ہدایت پہ لاکھوں سلام
واقفِ ہر حقیقت پہ لاکھوں سلام
کاشفِ رازِ فطرت پہ لاکھوں سلام
پیکرِ رحم و شفقت پہ لاکھوں سلام
اس سراپائے رحمت پہ لاکھوں سلام
عرشِ اعظم کی زینت پہ لاکھوں سلام
عالمِ کن کی علّت پہ لاکھوں سلام
اس کی چشمِ عنایت پہ لاکھوں سلام
اس کی خوئے مروت پہ لاکھوں سلام
اس غریقِ عبادت پہ لاکھوں سلام
اس کے اخلاصِ طاعت پہ لاکھوں سلام

جس کو تسلیم کرتے ہی سب کو بنے
اس قیادت سیادت پہ لاکھوں سلام
جس کے حق میں سراجاً منیرا کہا
اس چراغِ نبوت پہ لاکھوں سلام
راہِ روشن صدا جو دکھاتی رہے
بے نظیر اس شریعت پہ لاکھوں سلام
تا قیامِ قیامت جو محفوظ ہے
اس کتابِ پُر عظمت پہ لاکھوں سلام
جس پہ سب اہلِ فن آج تک سر دھنیں
اس فصاحت بلاغت پہ لاکھوں سلام
جو نگاہِ عدو میں بھی ہے معتبر
اس صداقت امانت پہ لاکھوں سلام
صحنِ اقصیٰ میں سب انبیاء مقتدی
اس کی طرفہ امامت پہ لاکھوں سلام
فتحِ مکہ کے دن سب کو جو بخش دے
اس مجسم شرافت پہ لاکھوں سلام
جو حضورِ خدا میں سفارش کرے
اس طرفدارِ امت پہ لاکھوں سلام
آؤ آؤ نظر مل کے سب ہم پڑھیں
ساقیِ جامِ وحدت پہ لاکھوں سلام

نورِ چشمِ آمنہ اے ماہِ طلعت السلام

نورِ چشمِ آمنہ اے ماہِ طلعت السلام
مظہرِ حسن و کمالِ دستِ قدرت السلام

شہر یارِ تختِ اقلیمِ نبوت السلام
اے مہِ انور بہ گردونِ رسالت السلام

پاک طینت خوبصورت نیک سیرت السلام
پیکرِ اخلاقِ اعلیٰ بدرِ رحمت السلام

حق نما اے آئنہ دارِ حقیقت السلام
کاملِ المعیار در فصلِ امانت السلام

صادق الاقوال میزانِ صداقت السلام
اے چراغ ضو فشاں نورِ ہدایت السلام

ماحیٔ اوہام و کفر و شرک و بدعت السلام
اے مکمل جس پہ ہے دین و شریعت السلام

صاحبِ معراج اے ختمِ نبوت السلام
اے مطاعِ دو جہاں آقائے امت السلام

دافعِ ظلم و فساد و بربریت السلام
مرحبا پیغمبرِ امن و اخوت السلام

اے معلم دینے والے درسِ الفت السلام
اے مربی مانعِ بغض و عداوت السلام

اے سپہ گر مردِ میدانِ شجاعت السلام
اے میانِ شب کہ ہے محوِ عبادت السلام

اے منارِ روشنی گم گشتگانِ راہ کو
اے خدا کی آخری برہان و حجت السلام

گنجِ اسرار و معانی معدنِ علم و حکم
رہنمائے حق علیٰ وجہ البصیرت السلام

رونقِ گلزارِ ہستی از قدومِ میمنت
اے بہارِ جاوداں لاریب و حجت السلام

اے کہ جس سے مل گئی سب کو صراطِ مستقیم
ساقیِ کاسں الکرام و جامِ وحدت السلام

اے بہی خواہِ بنی آدم حبیبِ کبریا
اے کہ جس کے دم سے زندہ آدمیت السلام

اے سکونِ قلبِ مضطر گرمیِ خونِ رواں
کشتِ ایماں کی بہاروں کی ضمانت السلام

اے کہ جس کے واسطے ہے پرچمِ فتح و ظفر
اے جری شیرِ وغا مردِ فتوت السلام

آخری امید گاہِ عاصیاں یومِ نشور
اے شفیع المذنبیں روزِ قیامت السلام

مل گئی پُر پیچ راہوں میں صراطِ مستقیم
مل گیا میرا خدا تیری بدولت السلام

بخشنے والے جِلا قلب و نظر کو زندہ باد
دینے والے تحفۂ قرآن و سنت السلام

تضمین: صل اللہ وعلیہ وسلم

زخمی دل کا پنبۂ مرہم نامِ پاکِ سرورِ عالم
از اعجازِ نامِ مبارک سلسلۂ غم درہم برہم
ذاتِ محمدؐ ذاتِ مکرم اسمِ محمدؐ اسمِ اعظم
صل اللہ علیہ وسلم صل اللہ علیہ وسلم

رہبر ہے وہ کل عالم کا منصب اس کا ختمِ نبوت
راہنمائے جادہ و منزل اس کا قرآں اس کی سنت
دین و شریعت دونوں کامل اونچا سب سے اس کا پرچم
صل اللہ وعلیہ وسلم صل اللہ علیہ وسلم

سبحان اللہ عینِ قرآں سب اس کے اخلاقِ حمیدہ
سب بتلانا ناممکن ہے پہلو ہیں یہ چیدہ چیدہ
رحم سراپا لہجہ شیریں وعدے پکے باتیں محکم
صل اللہ وعلیہ وسلم صل اللہ علیہ وسلم

کسریٰ، دارا یا ہو قیصر رعب ہے اس کا سب پہ طاری
فوج نہ لشکر پھر بھی تنہا مدِ مقابل پر ہے بھاری
سامنے اس کے سر افگندہ اپنے اپنے وقت کے ضیغم
صل اللہ علیہ وسلم صل اللہ وعلیہ وسلم

فکر میں امت کے مستغرق جاگ رہے ہیں سونا کیسا
اول شب میں لیٹے ہوں گے سوئے ہوں گے جیسا تیسا
وقتِ تہجد صرفِ عبادت لب پہ دعائیں آنکھیں پرنم
صل اللہ علیہ وسلم صل اللہ علیہ وسلم

برپا ہوگا جس دن محشر سارے لرزاں ترساں ہوں گے
دھیان کسی کا کس کو ہوگا ہوش سبھی کے پرّاں ہوں گے
بہرِ شفاعت اٹھیں گے بس رحمتِ عالم سب کے ہمدم
صل اللہ وعلیہ وسلم صل اللہ علیہ وسلم

زندہ ہیں تو آئے گا پھر حج کا مہینہ ان شاء اللہ

اے دلِ پُر غم جائیں گے ہم شہرِ مدینہ ان شاء اللہ

پیش نظر جب روضہ ہو گا خوب پڑھیں گے دل سے یہ ہم

صل اللہ علیہ وسلم صل اللہ علیہ وسلم

تضمین: بلغ العلیٰ بکمالہٖ

نہ رسوخ و علم نہ آگہی نہ سخن کی تاب و مجال ہی
نہ نگاہ میری ہے دوررس نہ بلند میرا خیال ہی
نہ نصیب صحتِ دل مجھے نہ طبیعت اپنی بحال ہی
میں لکھوں ثنائے شہِ ہدیٰ لگے مجھ کو امرِ محال ہی

بلغ العلیٰ بکمالہٖ ۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ ۔ صلو علیہ و آلہٖ

ترا نام چیدہ و منتخب ترا ذکر، ذکرِ جمیل ہے
تو دعائے قلبِ خلیل ہے تو حبیبِ ربِ جلیل ہے
تو ہے رہنمائے رہِ ہدیٰ تو سراپا حق کی دلیل ہے
ہے سخن ترا دل نشیں مرے لب پہ صدقِ مقال ہی

بلغ العلیٰ بکمالہٖ ۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ ۔ صلو علیہ و آلہٖ

تو امین ہے تو کریم ہے تو رؤف ہے تو رحیم ہے
تو ہے راز دانِ حریمِ رب کہ رسائے عرشِ عظیم ہے
تو ہے سرِّ حق تو ہے رازِ کن تو خدا کے بعد قدیم ہے
تری ذاتِ والا صفات کی نہ برابری نہ مثال ہی

بلغ العلیٰ بکمالہٖ ۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ ۔ صلو علیہ و آلہٖ

ترے میکدے کی یہ ندرتیں کوئی روک ہے نہ حساب ہے
کوئی جس قدر بھی پئے، پئے کہ یہ عین کارِ ثواب ہے
نہ پئے اگر تو گناہ وہ کہ بڑا ہی جس پہ عذاب ہے
جسے ہو خدا کا ذرا بھی ڈر پئے ایک جامِ سفال ہی

بلغ العلیٰ بکمالہٖ ۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ ۔ صلو علیہ و آلہٖ

تری بارگاہِ عظیم میں ہمہ وقت جمِ غفیر ہے
وہ ہے تاجور یہ فقیر ہے وہ غریب ہے یہ امیر ہے
اسے ہے مرض جو گناہ کا تو یہ رنج وغم کا اسیر ہے
تو جواب وحسنِ جواب ہے لبِ امتی پہ سوال ہی

بلغ العلیٰ بکمالہٖ ۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ ۔ صلو علیہ و آلہٖ

وہ کتابِ حق کہ جو تو نے دی اسے پڑھتے ہم ہیں ورق ورق
پہ ہزار حیف عمل کے رخ سے بھلا دیا ہے سبق سبق
مری زندگی کی کتاب میں نہیں کچھ بھی رنگِ کتابِ حق
ہو ترے کرم کی شہا نظر کہ قدم ہیں سوئے زوال ہی

بلغ العلیٰ بکمالہٖ ۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ ۔ صلو علیہ و آلہٖ

تضمین: الصبح بدا من طلعتہٖ

کب علم میں اتنی وسعت ہے
کب عقل میں اتنی قوت ہے
کب فکر میں اتنی رفعت ہے
ہے مدحِ نبیؐ پُر دقت ہے

الصبح بدا من طلعتہٖ
و اللیلُ دجیٰ من وفرتہٖ

وہ عفو و کرم وہ رافت ہے
وہ پیکرِ لطف و شفقت ہے
اللہ کی وہ ہے رحمت ہے
کل عالم کو وہ نعمت ہے

الصبح بدا من طلعتہٖ
و اللیلُ دجیٰ من وفرتہٖ

وہ صورتِ انور صلِّ علیٰ
وہ سیرتِ اطہر صلِّ علیٰ
وہ حسن کا پیکر صلِّ علیٰ
ہر شے ہے خدا کی آیت ہے

الصبح بدا من طلعتہٖ
و اللیلُ دجیٰ من وفرتہٖ

نبیوں میں ہے یوں وہ ختمِ رسل
پھولوں میں ہے جیسے عظمتِ گل
محبوبِ خدائے خالقِ کل
وہ عالمِ کن کی علت ہے

الصبح بدا من طلعتہٖ
و اللیلُ دجیٰ من وفرتہٖ

قرآں جو ہوا ان پر نازل
ہے عقدہ کشائے ہر مشکل
پڑھئے تو سرورِ دل حاصل
اور جاں کے لئے تو لذت ہی
الصبح بدا من طلعتہٖ
و اللیلُ دجیٰ من وفرتہٖ

ہے ان کی شریعت گنجینہ
ہے حسنِ عمل کا آئینہ
ہے جملہ ترقی کا زینہ
انساں کی سنوارے قسمت ہی
الصبح بدا من طلعتہٖ
و اللیلُ دجیٰ من وفرتہٖ

وہ شاہِ دوعالم خاک نشیں
وہ جن کی غذا تھی نانِ جویں
اک شب تھے رسائے عرشِ بریں
دنیا ہے یہ محوِ حیرت ہی
الصبح بدا من طلعتہٖ
و اللیلُ دجیٰ من وفرتہٖ

سبحان اللہ یارانِ نبیؐ
صدیقؓ و عمرؓ عثمانِؓ غنی
اور شیر خدا یعنی کہ علیؓ
ان سب کا ہے مسکن جنت ہی
الصبح بدا من طلعتہٖ
و اللیلُ دجیٰ من وفرتہٖ

میزانِ عمل پیشِ داور
پُر ہول نظرؔ روزِ محشر
اس روز نہیں کوئی یاور
کام آئیں تو بس آنحضرتؐ ہی

الصبح بدا من طلعتہٖ
و اللیلُ دجیٰ من وفرتہٖ

میرا نبی وہ ہے کہ محمدؐ کہیں جسے

حسن و جمال وہ ہے کہ بس دیکھتا رہے
رعب و جلال وہ ہے کہ دیکھا نہ جا سکے
سیرت وہ مرحبا ہے کہ قرآن ہی لگے
اوصاف اس قدر کہ ہیں دفتر بھرے پڑے
میرا نبی وہ ہے کہ محمدؐ کہیں جسے

شمع ہدیٰ ہے چاروں طرف اس کی ہے ضیا
وہ جلوہ گاہِ عرشِ بریں تک بھی ہے رسا
سرتاجِ مرسلیں ہے وہ سرخیلِ انبیا
وہ مقتدا نماز میں سب مقتدی بنے
میرا نبی وہ ہے کہ محمدؐ کہیں جسے

ہے ماہتاب اس کو ستاروں کی کیا کمی
صدیقؓ ہے عمرؓ ہے وہ عثماںؓ ہے یہ علیؓ
لاریب ایک ایک ہے جاں دادۂ نبیؐ
دیکھیں نہ اک نظر تو ہزار آئیں وسوسے
میرا نبی وہ ہے کہ محمدؐ کہیں جسے

مردِ جری ہے اس کی فتوت ہے بے مثال
ٹھہریں نہ اس کے سامنے کفارِ بد مآل
بھاگیں شکست خوردہ وہ از عرصۂ قتال
سب سر کٹے ہیں اس نے جو پیش آئے معرکے
میرا نبی وہ ہے کہ محمدؐ کہیں جسے

تبلیغِ دینِ حق میں نہ چھوڑی کوئی کسر
ہونا پڑا ہے خون میں بھی اس کو تر بہ تر
لکھوا گئے کتابِ خدا کی وہ سطر سطر
دنیا و دین دونوں ہی محفوظ کر گئے
میرا نبی وہ ہے کہ محمدؐ کہیں جسے

نازل ہوئی ہے اس پہ جو اللہ کی کتاب
جس رخ سے دیکھئے اسے اس رخ سے لاجواب
حکمت کے موتیوں سے بھری ہے علی الحساب
جو اس میں معتکف رہے موتی وہی چنے
میرا نبی وہ ہے کہ محمدؐ کہیں جسے

چالیسویں برس میں نبوت خدا نے دی
تیئیس ہی برس میں یہ دنیا بدل گئی
واللہ معجزہ یہ کہ دنیا ہے حیرتی
ترسٹھ برس میں راہیِ ملکِ بقا ہوئے
میرا نبی وہ ہے کہ محمدؐ کہیں جسے

وہ جلوہ گاہِ ناز کہ پہنچیں جہاں سبھی
ہم بھی خوشا نصیب گئے تھے وہاں کبھی
محظوظ اس کی یاد سے دل ہے نظرؔ ابھی
پھر ایک بار جائیں مدینہ خدا کرے
میرا نبی وہ ہے کہ محمدؐ کہیں جسے

اے وہ نگارِ خانۂ ہستی کے نقشِ اولیں

اے وہ نگارِ خانۂ ہستی کے نقشِ اولیں
اے وہ کہ جس کی گردِ پا غازۂ روئے حورِ عیں
اے وہ کہ جس کا قلب ہے مہبطِ مصحفِ مبیں
اے وہ کہ جس کی ذات ہے محبوبِ رب العالمیں

اے وہ کہ فرشِ تا بہ عرش پھیلی ہے جس کی روشنی
اے وہ نفس نفس کیا کس نے کہ صرفِ بندگی
اے وہ کہ جس کا ہر قدم بر رہِ حق و راستی
اے وہ کہ چشمۂ ہدیٰ منبعِ علم و آگہی

اے وہ کہ بندۂ خدا جو ہے مطاعِ بندگاں
ہستیِ پاک جس کی ہے باعثِ خلقِ دوجہاں
اے وہ کہ قدسیٔ الصفت عرشِ بریں کا میہماں
بعدِ خدائے ذوالمنن جس کا شرف ہے بے گماں

اے وہ کہ جس کی شکل ہے آئینۂ جمالِ حق
اے وہ کہ جس میں منعکس جلوۂ ہر کمالِ حق
اے وہ کہ جس کی ذات ہے صنعتِ بے مثالِ حق
اے وہ برائے انس و جاں نعمتِ لازوالِ حق

اے وہ کہ راہِ دیں میں ہے جس کا بدن لہو لہو
اے وہ کہ دردمند سب جس کی طرف ہیں چارہ جو
اے وہ کہ جس کی شخصیت جانِ جہانِ آرزو
اے وہ کہ جس کا غلغلہ قریہ بہ قریہ سو بہ سو

اے وہ کہ جس پہ منتہی سلسلۂ پیمبری
اے وہ کہ جس نے ختم کی دنیا سے رسمِ آذری
اے وہ امامِ انبیاء سب پہ ہے جس کو برتری
اے وہ عطا ہوئی جسے دونوں جہاں کی سروری

مُطلبی و ہاشمی دُرِّ یتیمِ آمنہ
جس میں بدرجۂ اتم صبر و توکل و غنا
حکمِ خدائے پاک ہے پڑھتے ہیں سب بریں بنا
صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ نبینا

مرجع خاص و عام ہے جلوہ گہِ شہِ امم
پہنچیں وہاں پہ قافلے بعدِ زیارتِ حرم
جنّ و بشر ملک سبھی رکھتے ہیں پھونک کر قدم
شہرِ نبی محتشم پاک و لطیف و محترم

یومِ نشور الاماں روزِ حساب الحذر
بھاگ رہے ہوں جس گھڑی ہول سے سب اِدھر اُدھر
بہرِ حساب جب خدا ہو اپنے تختِ عدل پر
تب ہو شفیعِ عاصیاں سوئے نظرؔ بھی اک نظر

محمدؐ ابنِ عبد اللہ قریشی

محمدؐ ابنِ عبد اللہ قریشی
محمدؐ نورِ چشمِ آمنہ بی
خدا کا آخری دنیا کا ہادی
کوئی ہمسر نہ اس کا کوئی ثانی

محمدؐ ہی سے ہے فیضانِ ہستی
ہے اس کا مسلکِ حق، حق پرستی
ہے سب نبیوں پہ اس کی بالادستی
خدا کی اس پہ رحمت ہے برستی

محمدؐ مجتبیٰ ہے مصطفیٰ ہے
زمانہ مقتدی وہ مقتدا ہے
وہ ختم المرسلیں وہ پیشوا ہے
خوشا قسمت حبیبِ کبریا ہے

حبیب اللہ ہے وہ کملی والا
زمیں سے عرش تک اس کا اجالا
مصافِ حق میں اس کا بول بالا
محمدؐ عزم و ہمت کا ہمالا

مداوائے غم و اندوہ و حرماں
وہ ہے چارہ گرِ ہر دردِ انساں
محمدؐ واقفِ اسرارِ پنہاں
محمد مہبط و تفسیر قرآں

محمدؐ منبعِ علم و حکم ہے
محمدؐ چشمۂ فیض و کرم ہے
محمدؐ حق کی شمشیر دو دم ہے
محمدؐ حسنِ تقدیرِ امم ہے

محمدؐ فائزِ عرشِ معلیٰ
محمدؐ کا شرف ہے اللہ اللہ
محمدؐ شاہدِ برقِ تجلّیٰ
ارے وہ کیا نہیں ہے ماسوی اللہ

زبانِ خلق پر صلّ علیٰ ہے
محمدؐ سب کے دل کا مدعا ہے
محمدؐ شافعِ روزِ جزا ہے
محمدؐ جس کا ہے اس کا خدا ہے

عزیزی انتَ لی انتَ الحبیبی
تمہیں سے ربط ہے دل کا قریبی
انا سائل لکَ انتَ المجیبی
نظرؔ نازاں ہے بر ایں خوش نصیبی

مرا نبیؐ

وہ آمنہ کے جگر کا ٹکڑا وہ بی حلیمہ کا دست پرور
وہ بندہ پرور غریب پرور تمام اہلِ جہاں کا سرور
وہ افتخارِ ہر ابنِ آدم – زہے مقدر مرا نبیؐ ہے

وہ جس کی صورت پہ حسن قرباں وہ جس کی سیرت ہو عین قرآں
وہ جس کے اوصاف ہیں ستودہ کہ جس کا مداح خود ہے یزداں
درود پہنچے جسے دما دم – زہے مقدر مرا نبیؐ ہے

وہ جس پہ اتمامِ دینِ فطرت وہ جس کی تاحشر ہے شریعت
وہ جس پہ کامل ہوئی نبوت وہ جس پہ نازاں ہے آدمیت
نبی کامل نبیِ خاتم – زہے مقدر مرا نبیؐ ہے

وہ شاہِ شاہاں بہ حالِ مسکیں نہ جس کے سونا نہ جس کے چاندی
وہ جس کی سادہ مزاجیاں یہ نہ در پہ درباں نہ گھر پہ باندی
غذا بھی جس کی ہے سادہ و کم – زہے مقدر مرا نبیؐ ہے

وہ جس کے تن پر ہے ایک کملی وہ جس کا بستر بہ فرشِ خاکی
نہ کوئی عظمت کو جس کی پہنچے بہر دو عالم قسم خدا کی
خدا کی نظروں میں ہے جو اکرم – زہے مقدر مرا نبیؐ ہے

زمیں سے تا اوجِ لوح و کرسی وہ جس کی ہر سو مچی ہیں دھومیں
وہ جس کی چوکھٹ پہ دل جھکے ہیں وہ نامِ فرخ کو جس کے چومیں
وہ جس کا اونچا ہے سب سے پرچم – زہے مقدر مرا نبیؐ ہے

خدا کے دیں کا ہو بول بالا یہی ہے فکرِ مدام لاحق
وہ مردِ میداں وہ میرِ لشکر بہ جنگِ بدر و حنین و خندق
ہے قابلِ دید جس کا دم خم – زہے مقدر مرا نبیؐ ہے

وہ خانۂ خاص کعبۃ اللہ ہے جس کے آباء کی اک نشانی
وہ چاہِ زمزم کہ ہفتِ قلزم سے بھی مضاعف ہے جس میں پانی
ہے جس کی میراث آبِ زمزم – زہے مقدر مرا نبیؐ ہے

وہ مانعِ شرفلاحِ امت کا جو کہ ہر دم حریص وطامع
گناہگاروں کا روزِ محشر حضورِ ربِ غفور شافع
جو بالیقیں ہے شفیعِ اعظم - زہے مقدر مرا نبیؐ ہے

وہ جس سے دنیا کو ہے عقیدت وہ جس کے روضہ پہ لوگ جائیں
جسے نظرؔ واسطہ بنا کر خدا سے دل کی مراد پائیں
وہ جس کی بستی میں ہے چم وخم - زہے مقدر مرا نبیؐ ہے

قطعات

میرا یہ عقیدہ ہے بلا شائبۂ شک
محدود نہیں ذکرِ نبی اہلِ زمیں تک
ہے بزمِ ملائک میں سرِ عرش بھی چرچا
فرمودۂ ربی ہے "رفعنا لک ذکرک"

☆

توصیف کریں سب اہلِ سخن اجمالی کملی والے کی
تکمیل ثنا ممکن ہی نہیں اس کالی کملی والے کی
نام اونچا کملی والے کا شان عالی کملی والے کی
ہے ذات رسائے عرشِ بریں بس خالی کملی والے کی

☆

کس درجہ بلندی پر قسمت کا ستارا ہے
محبوبِ خدا جو ہے آقا وہ ہمارا ہے
ماں باپ بہن بھائی کچھ کام نہ آئیں گے
لے دے کے وہی اپنا محشر میں سہارا ہے

☆

ہر بحث سے بالاتر ہے ذات محمدؐ کی
محبوبِ خدا وہ ہے کیا بات محمدؐ کی
تا حشر جو انمٹ ہے بخشا وہ ہمیں قرآں
امت کے لئے دیکھیں سوغات محمدؐ کی

☆

تو روبرو رہے کہ نہ تو روبرو رہے
تجھ پر پڑھوں درود تری گفتگو رہے
وہ ربِ ذوالجلال قریبِ گلو رہے
تو اس کا ہے حبیب دل وجاں میں تو رہے

☆

ہوں بند آنکھیں تو دیکھوں خواب میں چہرہ محمدؐ کا
کھلیں آنکھیں تو دیکھوں سامنے روضہ محمدؐ کا
چلوں جس راستے پر میں وہ ہو رستہ محمدؐ کا
بنا اس طرح شیدائی مرے اللہ، محمدؐ کا

☆

خدا کی توصیف کارِ آساں پہ نعت گوئی بہت ادق ہے
جبینِ رہوارِ طبعِ شاعر تکانِ تگ سے عرق عرق ہے
بنائے تخلیقِ بزمِ کن ہے کتابِ ہستی کا سرورق ہے
وہ اشرف الانبیاء نظرؔ ہے وہ اجمل الناس ما خلق ہے

☆

اے خدائے خشک و تر اے خالق و مولائے کل
شکر تیرا کر دیا پیدا نبی ختم الرسل
ناخدائی کی اسی نے نوعِ انساں کی نظرؔ
واقفِ گرداب و مدّ و جزر و دانائے سبل

☆

اس کا کلمہ جو پڑھے داخلِ ایماں ہو جائے
اس کا قرآں جو پڑھے صاحبِ عرفاں ہو جائے
اس کی سنت پہ چلے بندۂ یزداں ہو جائے
صاحبِ خلد ہے وہ اس پہ جو قرباں ہو جائے

☆

محبت ان کی دل میرا ثنا ان کی زباں میری
خوشا قسمت جو کٹ جائے یونہی عمرِ رواں میری
خدا کا ہے کرم مجھ پر نظرؔ نازاں ہوں میں جس پر
ہے دل حق آشنا میرا زباں حق ترجماں میری

☆

رب نے اپنے فضل سے پیدا وہ محسن کر دیا
جس نے اس ظلمت کدے میں آتے ہی دن کر دیا
معجزہ شق القمر کا ایک اعجوبہ ہمیں
اس نے اک انگلی سے ناممکن کو ممکن کر دیا
☆

حصہ مناقب

منقبت: خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ

آئینہ دل کا ہے پھر چہرہ نمائے صدیقؓ
پھر عقیدت کو ہوا شوقِ ثنائے صدیقؓ

قابلِ رشک ہے تقدیرِ رسائے صدیقؓ
ہے نبوت کی زباں مدح سرائے صدیقؓ

جو پیمبر کی نوا وہ تھی نوائے صدیقؓ
جو پیمبر کی رضا وہ تھی رضائے صدیقؓ

تھی سکوں بخش پیمبر کو لقائے صدیقؓ
اللہ اللہ وہ کیا ہو گی ادائے صدیقؓ

اپنے کاندھوں پہ محمدؐ کو اٹھائے صدیقؓ
غار لے جا کے بہ آرام لٹائے صدیقؓ

اپنا زانوئے ادب تکیہ بنائے صدیقؓ
کاٹ لے سانپ تو ایڑھی نہ ہٹائے صدیقؓ

ثبتِ قرآں جو ہوئی گفتگوئے لا تحزن
ہم سمجھتے ہیں اسے مہرِ بقائے صدیقؓ

وہ مصدق وہ وفا کیش و فدا کارِ رسولؐ
ایسے دنیا میں تو بس ایک ہی آئے صدیقؓ

بخت ایسا کہ نہیں اور کسی کا ویسا
صدق اتنا کہ کہیں اپنے پرائے صدیقؓ

گردِ تشکیک نہیں نورِ یقیں سے بھرپور
روشن آئینہ ہے اک قلبِ صفائے صدیقؓ

کل اثاثہ رہِ مولیٰ میں لٹانے والا
لائق دید ہے معیارِ غنائے صدیقؓ

نوعِ انساں میں نہیں اس کا کوئی ہم رتبہ
اس کے رتبہ کو نہ پہنچے خلفائے صدیقؓ

بعدِ مردن بھی دیا ساتھ نبیؐ کا اس نے
وقفِ پہلوئے نبیؐ ایک برائے صدیقؓ

طبعِ ناسازِ نبیؐ تارکِ سجادۂ پاک
کر سکا کوئی امامت نہ سوائے صدیقؓ

دل نچھاور کئے دیتے ہیں مسلماں اس پر
وہ پیمبر پہ فدا سب ہیں فدائے صدیقؓ

راہرو راہِ وفا کے نہ کبھی بھٹکیں گے
رہنما ہیں جو نقوشِ کفِ پائے صدیقؓ

ان کو حاصل ہوئی خوشنودیٔ شاہِ بطحا
کیوں نہ صدیقؓ سے راضی ہو خدائے صدیقؓ

ہوں نظرؔ منسلکِ سلسلۂ لاثانی
میں غلامِ فقراءُ الفقرائے صدیقؓ

منقبت: خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ

دلِ بے تاب ہوا چشم زدن میں پُر تاب
آ گیا لب پہ جو ذکرِ عمر ابن الخطابؓ

پایا فاروقؓ کا اس فرد نے حسنِ القاب
مرحبا وہ شہِ کونین کا ساتھی نایاب

آرزو مند ہوا جس کا نبی بے تاب
تھا قریشی وہ یہی تھا وہ یہی دُرِّ نایاب

دلِ تاریکِ عمرؓ نورِ نبیؐ سے ضو تاب
جیسے خورشید کی کرنوں سے ہو روشن مہتاب

آہ وہ وقت کہ ایماں سے نہ تھا بہرہ یاب
واہ وہ دور کیا مزرعِ دیں کو شاداب

اس کو کیا کہیے سمجھ میں نہیں آتے القاب
غوث کہیے کہ ولی کہیے کہ قطب الاقطاب

اس کو اللہ نے بخشی تھی جبینِ شب تاب
ضیغمِ وقت وہ تھا عبدِ حفیظ و اوّاب

سب کو سرشار کیا اور ہوا خود سیراب
از خمستانِ حجازی وہ لنڈھائی مئے ناب

خوبیوں ہی کے سبب رتبۂ عالی پایا
نگہِ قدر سے سب دیکھتے اس کو احباب

شیر بیشہ کہ وہ جب داخلِ اسلام ہوا
اس کی آواز سے گونجے در و منبر محراب

وہ بنا امتِ مسلم کا خلیفہ ثانی
بعد صدیقؓ کہ اول تھا بہ بزمِ اصحاب

زیب تن کرتا تھا ملبوس وہ پیوند لگے
در پہ چاؤش نہ درباں نہ ہی شاہی آداب

اس کو مرغوب رہے دورِ شہنشاہی میں
فقر کے سیکھ رکھے تھے جو نبیؐ سے آداب

زندگی اس شہِ دوراں کی تھی درویشانہ
خوفِ خالق سے رہا کرتی تھیں آنکھیں بے خواب

پاؤں میں اس کے گرے تاج و سریرِ کسریٰ
جانتے سب ہیں یہ تاریخ و سِیَر کے اسباب

دشمنِ دیں کے لئے برقِ بلا خیز تھا وہ
خرمنِ کفر کے حق میں وہ مثالِ سیلاب

گریۂ و سجدہ گزاری میں گزاریں راتیں
طالبِ عفو و کرم پیشِ خدائے تواب

جوشِ انفاق رہِ حق میں مثالی اس کا
لا کے قدموں میں نبیؐ کے تھا رکھا نصف اسباب

وہ تھا پابندیِ آئینِ نبیؐ کا خوگر
دوسروں کو بھی سکھائے تھے یہی سب آداب

ساتھ رہتا تھا محمدؐ کے جو سایہ کی طرح
آج وہ روضۂ انور میں ہے آسودۂ خواب

اس کے چہرہ سے ٹپکتا تھا نظر آ جاہ و جلال
کانپتے رہتے تھے سب وقت کے رستم سہراب

منقبت: خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنیؓ

اس خدائے واحد کا لاکھ لاکھ احساں ہے
آج میرے ہونٹوں پر ذکرِ پاکِ عثمانؓ ہے

تابناک چہرہ پر نور جو نمایاں ہے
رشکِ مہر و انجم ہے رشکِ ماہِ تاباں ہے

امتِ محمدؐ کا تیرا نگہباں ہے
نرم خو خلیفہ ہے نیک دل مسلماں ہے

قبلہ گاہِ ایماں ہے شمعِ بزمِ عرفاں ہے
جانشینِ پیغمبرؐ نازشِ مسلماں ہے

زہد و پارسائی میں بے مثال انساں ہے
جب بھی دیکھئے غلطاں در حروفِ قرآں ہے

وہ غنی و مستغنی بے نیازِ ساماں ہے
مست اپنی گدڑی میں خرقہ پوش انساں ہے

قدر و منزلت میں وہ رشکِ شاہِ شاہاں ہے
پر نہ کوئی ایواں ہے اور نہ کوئی درباں ہے

اس کا خیرِ امت پر بے شمار احساں ہے
مال و زر نچھاور ہے اس کی جان بھی قرباں ہے

سرکشوں نے گھیرا ہے بند گھر میں عثمانؓ ہے
پڑھ رہا ہے وہ قرآں معرکہ نہ میداں ہے

قتلِ مجرمیں سے وہ جانے کیوں گریزاں ہے
پاک باز وہ راضی با رضائے یزداں ہے

سر قلم کیا جس نے سرگروہِ شیطاں ہے
لعنتِ خدا اس پر وہ کوئی مسلماں ہے

یوں تو ہے خدا شاہد واقعات کا لیکن
اس کے قتلِ ناحق کا خود گواہ قرآں ہے

خوش نہاد و خوش طینت خوش مزاج و خوش باطن
جادۂ ہدایت کا وہ بھی میر و سلطاں ہے

کامل الحیا ہے وہ مرحبا حیا داری
مصطفیٰؐ بھی شرمائے وہ حیائے عثمانؓ ہے

حرف حرف قرآں کا مجتمع کیا اس نے
پڑھ رہے ہیں سب جس کو وہ اسی کا قرآں ہے

سرخرو ہے دنیا میں کامراں ہے عقبیٰ میں
وہ نبیؐ کا ساتھی ہے رکنِ بزمِ خاصاں ہے

مصطفیٰؐ کے ہاتھوں پر ہے جو بیعتِ رضواں
اس کی ذاتِ والا ہی مرحبا سرعنواں ہے

بیٹیاں نبیؐ کی دو اس کے عقد میں آئیں
مفتخر نبیؐ اس پر وہ نبیؐ پہ نازاں ہے

گو نظر نہیں آتا ہاں مگر وہ ہے زندہ
خلد اس کا مسکن ہے وہ خدا کا مہماں ہے

کون اس کو بھولے گا بھول بھی نہیں سکتا
لوحِ دل پہ نام اس کا آج بھی درخشاں ہے

قتل و خوں ہزاروں کا ہو رہا ہے دنیا میں
ہے نظرؔ گماں میرا یہ قصاصِ عثمانؓ ہے

منقبت: خلیفۂ چہارم حضرت علی مرتضیٰؓ

میری زباں پہ منقبتِ بوترابؓ ہے　　خورسند دل مرا ہے خوشی بے حساب ہے
پایا نبیؐ سے شیرِ خدا کا خطاب ہے　　معروف وہ بہ کنیتِ بوترابؓ ہے
نگہِ رسولِ پاکؐ کا وہ انتخاب ہے　　خاوندِ نورِ عینِ رسالت مآب ہے
نورِ نبیؐ پاک سے یوں بہرہ یاب ہے　　جیسے ضیائے مہر سے یہ ماہتاب ہے
سرچشمۂ علوم سے وہ فیض یاب ہے　　شیخِ حدیث و شارحِ ام الکتاب ہے
عالی مقام وہ ہے وہ عالی جناب ہے　　پروردۂ نبیؐ ہے فضیلت مآب ہے
دشمن ملائے آنکھ کہاں اتنی تاب ہے　　چہرہ پہ وہ جلال ہے وہ رعب داب ہے
دنیائے چند روزہ میں وہ کامیاب ہے　　اور آخرت میں صاحبِ حسن المآب ہے
شہرت رہی ہے اب بھی وہی آب و تاب ہے　　دُرجِ صدف میں ایسا وہ اک دُرِّ ناب ہے
خیبر شکن ہے کفر کو وہ سیلِ آب ہے　　مرحب تو اس کے سامنے مثلِ حباب ہے
تلوار کا دھنی ہے اسی کی ہے ذو الفقار　　بھاری ہے دشمنوں پہ یہ وہ شیرِ غاب ہے
شیرِ خدا ہے اس کی فتوت ہے بے مثال　　جس جنگ میں شریک ہوا فتح یاب ہے
زور آوری میں اس کے مقابل نہیں کوئی　　رستم ہے زیرِ پاؤں میں افراسیاب ہے
صفدر ہے، مرتضیٰؓ ہے وہ حیدرؓ ہے وہ علیؓ　　وہ بوریہ نشیں شہِ گردوں رکاب ہے
وہ صلح خو ہے یوں تو مگر ہاں دمِ نبرد　　دشمن کے سر پہ برقِ بلا ہے عذاب ہے
وہ ہے مزاج دانِ نبیؐ نکتہ رس ہے وہ　　وہ بابِ شہرِ علمِ رسالت مآب ہے
طاعت میں اتقا میں وہ مردِ بلند نام　　وہ آسمانِ زہد پہ مثلِ آفتاب ہے
بینا ہے وہ بصیر ہے صاحب نظر ہے وہ　　دانا ہے عقل مند ہے حاضر جواب ہے
پُر پیچ مسئلوں کو کیا چٹکیوں میں حل　　اہلِ خرد کو جس میں بہت اضطراب ہے
پرتو فگن رہا ہے جو خلقِ نبیِ پاکؐ　　ہر اک صفت میں آپ ہی اپنا جواب ہے
ہجرت کی شب حضورؐ کے بستر پہ مرتضیٰؓ　　اف بے نیازِ خطرۂ جاں محوِ خواب ہے
امت پہ اس کی آل کا احساں ہے بے شمار　　رطب اللساں کہ جس کا ہر اک شیخ و شاب ہے
گدڑی میں اپنی مست ہے فقر و غنا کا شاہ　　شاہانہ کرّ و فر سے شدید اجتناب ہے
وہ سرفرازِ جامِ شہادت بھی ہے خوشا　　مردہ ہے کب وہ زندہ ز روئے کتاب ہے

توخاکِ کفشِ پائے علیؓ ہے خوشا نظرؔ
کیا کم ہے اس طرح سے بھی گر انتساب ہے

نذرِ امام حسینؓ

عقل میں کہاں طاقت علم میں کہاں وسعت

عقل میں کہاں طاقت علم میں کہاں وسعت
کر سکے کوئی کیونکر مدحِ سبطِ آنحضرتؐ

چاک سینۂ خامہ دل پہ حالتِ رقت
لکھ رہا ہوں ایسے میں آنجنابؓ کی بابت

آئینہ ہے ماضی کا سامنے تصور کے
دیکھتا ہوں جو منظر دل کو اس پہ صد حیرت

دشتِ کربلا میں ہے آلِ پاک کا خیمہ
بات کیا ہوئی آخر پیش آئی کیا صورت

پھول کھِل گئے کیسے ریگزار میں ایسے
ہے یہ ایک اعجوبہ از عجائبِ فطرت

دوسری طرف دیکھا دور دور تک دیکھا
لشکرِ یزیدی ہے بد نہاد و بد طینت

عیش کوش فاسق نے جبر سے یہ چاہا تھا
پاسبانِ دیں کر لیں شر کے ہاتھ پر بیعت

کام تھا نہ کرنے کا آپؓ کس طرح کرتے
شیر کے یہ بیٹے ہیں شیر ہی کی سب خصلت

منہ کو آ گیا باطل معرکہ ہے باطل سے
حق یوں ہی ہے صف آراء میں سمجھ گیا علت

فوج ہے نہ لشکر ہے ساز ہے نہ ساماں ہے
بس خدا پہ تکیہ اور جذبۂ حسینیت

تین دن سے پیاسے ہیں اہل بیت یہ سارے
وقت یہ بھی آ پہنچا یا نصیب و یا حسرت

معرکہ ہوا برپا معرکہ ہوا آخر
کلمۂ خداوندی آخرش لَقد حَقّت

چاند مع ستاروں کے چھپ گیا نگاہوں سے
کائنات سونی ہے چھا گئی ہے وہ ظلمت

چاند فاطمہؓ کے تھے چار چاند لگنے تھے
رتبۂ شہادت کی کیا بیان ہو عظمت

اک افق سے غائب ہیں دوسرے پہ ہیں روشن
موت ان سے ہے لرزاں کیا خدا کی ہے قدرت

چاہئے تھا خوں طیب آبیاریٔ دیں کو
منتخب کیا ان کو ہے خدا کی کیا حکمت

جان بخش دی اپنی آل بخش دی ساری
عشق بن کے آیا تھا سائلِ درِ دولت

سب درود پڑھتے ہیں آلِ مصطفیؐ تم ہو
حیطۂ بیاں میں کب شانِ عظمت و رفعت

پیروی کو دنیا کی ہیں نظر پہ یہ دو چیزیں
اک رسولؐ کی سنت اک حسینؓ کی سنت

لے آئی کہاں مجھ کو خیالات کی زنجیر

لے آئی کہاں مجھ کو خیالات کی زنجیر
یہ کون سا میدان ہے زیرِ فلکِ پیر

سچ دیکھ رہا ہوں کہ نگاہوں کی ہے تزویر
اف معرکۂ کرب وبلا کی ہے یہ تصویر

افواجِ عدو وہ ہیں اِدھر خیمۂ شبیرؑ
سب آلِ نبی آئے ہیں فطرت ہے عناں گیر

اس سمت سیہ بختی اِدھر خوبیِ تقدیر
ظلمت کا اُدھر رنگ اِدھر عالمِ تنویر

وہ پہلوئے تخریب اِدھر جذبۂ تعمیر
نکبت ہے اُدھر اور اِدھر جلوۂ توقیر

دشمن ہیں تلے جنگ پہ ان کو ہے تامّل
عجلت میں ہے شر جبکہ اِدھر خیر کو تاخیر

دشمن نے پہل کی وہ چھڑا سلسلۂ جنگ
خنجر وہ چلے اور برسنے وہ لگے تیر

شیدائیِ اسلام بھی ایک ایک بڑھا ہے
ہیبت کا سما چھایا ہے از نعرۂ تکبیر

اف خونِ شہیداں کا وہ اک سیل رواں ہے
آزردہ و رنجور ہے از حد دلِ شبیرؑ

اب آپ کی باری ہے بڑھے جانبِ اعدا
کوندی ہے کوئی برق جو لہرائی ہے شمشیر

پیاسے تھے بہت نوش کیا جامِ شہادت
تکمیل کو یوں پہنچی ہے اللہ کی تقدیر

سرخیلِ شہیدانِ وفا فخرِ امامت
پائندہ ترے خون سے اسلام کی تعمیر

مجلس میں شہیدوں کی تمہیں صدر نشیں ہو
اورنگِ شہادت پہ نظر آئے تمہیں میر

اللہ کو دینا تھا تمہیں اوجِ شہادت
جس کے لئے سوچی گئی یہ غیب سے تدبیر

خوشنودیِ خلاقِ دوعالم تمہیں حاصل
عظمت تری باندی ہے تو جنت تری جاگیر

مٹ جائے یہ دنیا بھی تو مٹنے کی نہیں ہے
ہے جزوِ رَفعنالکَ ذِکرکَ تری تشہیر

اس طرح کسے یاد کیا جاتا ہے واللہ
ہر ایک ہے سینے سے لگائے غمِ شبیرؑ

دیکھا ہے تری یادِ مقدس کا نظارا
اشکوں سے وضو کرتی ہیں آنکھیں پئے تطہیر

بے نام و نشاں ہو گئے دشمن ہی تمہارے
تم اب بھی نگاہوں میں جہاندار و جہانگیر

انساں کے لئے درس ہے عرفانِ خودی کا
قرطاسِ زمانہ پہ ترے خون کی تحریر

درگاہِ خداوند سے طالب ہوں اسی کا
بھر دے مرے دل میں ترے اخلاص کی تاثیر

اسلام میں آمیزشِ باطل ہو نظر جب
لازم ہے تجھے پیرویِ حضرتِ شبیرؓ

کوئی کہاں ہے مثلِ حسینؓ ابنِ بوترابؓ

کوئی کہاں ہے مثلِ حسینؓ ابنِ بوترابؓ
چشمِ فلک نے ایک ہی دیکھا ہے آفتاب

وہ روئے پاک جیسے کوئی سورۂ کتاب
آنکھوں میں ایسی آب خجل جس سے دُرِّ ناب

صد رشکِ آفتاب ہے صد رشکِ ماہتاب
نظریں نہ ٹھہریں جس پہ سراپا وہ لاجواب

یہ مردِ متقی ہیں یہ ہیں سبطِ آنجنابؐ
پردے میں شب کے دیکھ الٰہی رہِ متاب

ان کی دعائیں دیکھ ہیں کس درجہ مستطاب
درگاہِ مستجیب میں فی الفور مستجاب

مردِ جری ہیں شیر ہیں شبیرؓ ہے خطاب
ثانی نہیں ہے کوئی نہ ان کا کوئی جواب

یہ ہیں حریمِ عشق میں واللہ باریاب
کیا مرتبہ ہے خود ہی لگا لیجئے حساب

دینِ محمدی میں کہ در آیا انقلاب
تھے پاسبانِ دیں تو اٹھے بہرِ سدِ باب

گرمی وہ کربلا کی وہ پروردۂ سحاب
لگتا نہیں ہے ہم سے کچھ اندازۂ عِقاب

تھے اِس طرف عُقاب اُدھر لشکرِ غراب
تھا قتل وخوں سے مردِ صفا کو پر اجتناب

شیریں سخن نے صبر و تحمل سے بات کی
دشمن تلے تھے جنگ پہ لیکن بصد عتاب

ہونا تھا اور معرکۂ کربلا ہوا
خونیں ردا کو اوڑھ کے ڈوبا یہ آفتاب

چیخیں اٹھیں قیامت اٹھی آہِ دل اٹھی
اٹھا سناں پہ جبکہ سرِ لاشۂ جناب

ان کے لئے شہادتِ عظمیٰ لکھی گئی
ہم کیا کہیں کہ تھا وہ مشیت کا انتخاب

خوانِ کرم سے جس کے سبھی فیضیاب ہیں
اس پر پڑا یہ وقت کہ نانِ جویں نہ آب

پانی پہنچ سکا نہ جو ان تک تو آج تک
پانی جہاں جہاں ہے وہیں پر ہے آب آب

میں خود نہ کچھ کہوں گا زمانہ سے پوچھئے
نا کامیاب کون، رہا کون کامیاب

جس کو ہو عشق دیں اسے جاں بھی نہیں عزیز
دنیا ہو کیا عزیز کہ دنیا تو ہے سراب

فتنے یزیدیت کے جہاں بھی ہوں رونما
لازم ہے ہم پہ پیرویِ ابنِ بوترابؓ

زہرہ گداز اپنا بیاں ختم کر نظرؔ
پیدا ہے دل میں سوز جگر میں ہے التہاب

اللہ اللہ کون ہو گا مرتبہ دانِ حسینؑ

اللہ اللہ کون ہو گا مرتبہ دانِ حسینؑ
کیا مرا منہ ہے کہ لکھوں مدحت و شانِ حسینؑ

ہے زمانہ اک زمانے سے ثنا خوانِ حسینؑ
مدح کوئی کر سکا لیکن نہ شایانِ حسینؑ

سامنے آنکھوں کے آیا روئے تابانِ حسینؑ
وہ لبِ یاقوت اور وہ دُرِّ دندانِ حسینؑ

ورطۂ حیرت میں دل از دیدِ چشمانِ حسینؑ
تیر ہوں پیوستہ دل اف وہ مژگانِ حسینؑ

شام ہے جس پر فدا وہ زلفِ پیچانِ حسینؑ
صبح روشن ہو تصدق وہ گریبانِ حسینؑ

تربیت پائی ہے واللہ زیرِ دامانِ رسولؐ
اس لئے ہم سب ہیں دامن گیر دامانِ حسینؑ

ہے مصافِ کربلا ان کی شہادت گاہِ شوق
نقشِ دل ہے آج تک کارِ نمایانِ حسینؑ

کارواں چھوٹا سا اہلِ کارواں لیکن بڑے
اصغر و اکبر بھی من جملہ فدایانِ حسینؑ

خورد سال عون و محمد شاملِ اہلِ جہاد
دو یہ تھے ننھے سپاہی جاں نثارانِ حسینؑ

ڈھال شمشیریں فرس خیمے پیادے کچھ سوار
کل یہی تھا کربلا میں ساز و سامانِ حسینؑ

سرفروشی سے لڑے کچھ اس طرح یہ سب کے سب
ورطۂ حیرت میں تھے سب بدسگالانِ حسینؓ

الغرض کام آئے سارے درمصافِ کربلا
لٹ گیا اس دشت میں سارا گلستانِ حسینؓ

جاں فروشی سے انھیں کی رنگ ہے اسلام میں
ہے تن آور نخلِ دیں اب تک بہ فیضانِ حسینؓ

ختم کرتا ہے نظرؔ اپنا بیاں اس قول پر
تا قیامت ہے مسلمانوں پہ احسانِ حسینؓ

لہو لہو کہ سراپا ہے داستانِ حسینؑ

لہو لہو کہ سراپا ہے داستانِ حسینؑ
جگر خراش ہے دل پاش ہے بیانِ حسینؑ

ہوا نہ ہوگا زمانے میں پھر بیانِ حسینؑ
نہ داستاں ہے کوئی مثلِ داستانِ حسینؑ

یہ مرتبہ یہ بزرگی یہ اوجِ شانِ حسینؑ
رسولِ پاکؐ ہیں واللہ مدح خوانِ حسینؑ

نمازِ عشق پڑھیں آکے عاشقانِ حسینؑ
فضا میں گونج رہی ہے ابھی اذانِ حسینؑ

مصافِ حق میں جب اترا تھا قافلہ ان کا
خدائے عرش تھا خود میرِ کاروانِ حسینؑ

تڑپ اٹھی ہے زمانے کی روح بھی جس سے
وہ ایک موج ہے از دردِ بے کرانِ حسینؑ

وہ ریگ زار وہ گرمی وہ العطش کی پکار
پریدہ رنگ وہ گلہائے بوستانِ حسینؑ

اِدھر وہ سبطِ نبیؐ چند شہسواروں میں
اُدھر ہزاروں کے لشکر میں دشمنانِ حسینؑ

خوشا نصیب کہ ہو کر وہ سرخرو نکلے
لیا جو عشقِ محمدؐ نے امتحانِ حسینؑ

بلا کشانِ محبت کو اسوۂ کامل
ہزار فتنۂ دوراں اور ایک جانِ حسینؑ

بصد نیاز جھکائے ہیں سب سرِ تعظیم
کہ دودمانِ نبیؐ ہے یہ دودمانِ حسینؓ

یزید و شبر سے کہہ دو کریں نہ من مانی
ستیزہ کار ہیں دنیا میں پیروانِ حسینؓ

ثبات و صبر رضائے خدا وفا کیشی
نظریہ چار ہیں اجزائے ارمغانِ حسینؓ

حیدرؓ کہ نورِ عین فلک بارگاہ کی

حیدرؓ کہ نورِ عین فلک بارگاہ کی
کیونکر شنا ہو جانِ رسالت پناہ کی

توقیر ایسی کب کسی زریں کلاہ کی
جیسی ہے کربلائے معلّیٰ کے شاہ کی

سیرت نہ پوچھ مجھ سے مرے قبلہ گاہ کی
ہے تربیت جنابِ رسالت پناہ کی

صورت جو دیکھئے تو زہے بادشاہ کی
دل دیکھئے تو بو بھی نہیں حبِ جاہ کی

صبر و رضا کا پیکرِ دلکش وہ اس قدر
اہلِ زمیں تو خیر فرشتوں نے واہ کی

دینِ ہدیٰ پہ اپنا بھرا گھر لٹا دیا
ہمت یہ دیکھنا ذرا شاہوں کے شاہ کی

وہ داستاں کہ سنگ کا دل پاش پاش ہو
وہ واقعہ کہ جس نے سنا دل سے آہ کی

اپنی نہ اہلِ بیت کی پرواہ کی ذرا
پرواہ کی تو عشقِ رسالت پناہ کی

وہ خوش نصیب آپ کے ہمراہ ہو گئے
جنت کو دیکھتے تھے جو خدمت میں شاہ کی

جنگاہِ کربلا میں بڑا کام کر گئے
تعداد گرچہ کم تھی حسینی سپاہ کی

دشمن کہ بے سبب ہی نبرد آزما ہوئے
ان ظالموں نے عاقبت اپنی تباہ کی

اعدائے دیں نے کارِ لعیں وہ کیا کہ بس
سیاہی بڑھائی اور بھی بختِ سیاہ کی

رحمت نہ سے گناہِ کبیرہ کرے معاف
ہوتی ہے انتہا کوئی آخر گناہ کی

خونیں ردا حسینؑ کی فطرت اب اوڑھ کر
چہرہ نما شفق میں ہے شام و پگاہ کی

یہ داستانِ شاہِ شہیدانِ کربلا
تفسیرِ بے نظیر بھی ہے لا الٰہ کی

دل پاش داستانِ الم کی نہیں مثال
تاریخ میں نظر نے جہاں تک نگاہ کی

حق مدح کا ان کی نہ ادا ہو گا بشر سے

حق مدح کا ان کی نہ ادا ہو گا بشر سے
جب تک نہ لکھے کوئی بشر خونِ جگر سے

بنتِ شہِ لولاک کے اس لختِ جگر سے
ہو کیوں نہ محبت مجھے حیدرؓ کے پسر سے

صورت ہے ضیا تاب سوا روئے قمر سے
سیرت کی چمک دیکھ ذرا دل کی نظر سے

وہ عارضِ تاباں کہ سدا نور ہی برسے
وہ زلفِ سیہ رنگ گھٹا بھی جسے ترسے

ہر بندۂ مومن کو عقیدت ترے گھر سے
ایمان کی دولت کہ ملی ہے اسی در سے

گزری تھی کبھی موجۂ خوں آپ کے سر سے
دل آج بھی ہوتا ہے لہو غم کے اثر سے

پوچھو یہ گروہِ ملک و جن و بشر سے
محفوظ نہ تھا دامنِ دیں پنجۂ شر سے

دیکھی نہ گئی اُس سے بے چارگی دیں
شمشیر و سناں باندھ کے نکلے وہ کمر سے

اف کود پڑے معرکۂ عشق میں تنہا
پائی تھی وراثت میں شجاعت جو پدر سے

اے کشتۂ تیغ ستم عشق مبارک
پائندہ ہے اسلام تیرے خونِ جگر سے

نقشِ کفِ پا کی تیرے اللہ رے عظمت
پیشانیِ عظمت پہ ہیں تابندہ گہر سے

جانبازیِ شبیرؓ جدا سب سے جدا ہے
تم دیکھ لو تاریخ میں خود اپنی نظر سے

ہیں راہِ منقبت میں ہزاروں ہی پیچ و خم

ہیں راہِ منقبت میں ہزاروں ہی پیچ و خم
اے راہوارِ طبع سنبھل کر قدم قدم

ہو داستاں حسینؓ کی کس طرح سے رقم
دل بھی لہو لہو ہے قلم کا بھی سر قلم

ملتی نہیں نظیر وہ ٹوٹا ہے کوہِ غم
حیدرؓ کے نورِ عین پہ اللہ رے ستم

وہ فاطمہؓ کے لعل وہ سبطِ شہِ اممؐ
لختِ جگر علی کے وہ اللہ کی قسم

جاہ و جلال مختصراً یوں کہیں گے ہم
درباں ہیں ان کے قیصر و کسریٰ و کَے و جم

صورت میں دلکشی ہے وہ اللہ کی قسم
ڈالے نگاہِ شوق عرب ہو کہ وہ عجم

صورت میں حسن وہ کہ زمانہ کہے حسین
سیرت کے آئینہ میں وہ عکسِ شہِ امم

جنگاہِ کربلا میں ڈٹا مثلِ شیرِ نر
نانا کے دین کا وہ اٹھائے ہوئے عَلم

اترا مصافِ حق میں تہی دست وہ مگر
فوجِ عدو کا رعب سے نکلا ہوا سا دم

بستانِ فاطمہؓ کی بہاروں کا کارواں
اس دشتِ کربلا سے ہوا راہیِ عدم

ہاں آپ کی شہادتِ عظمیٰ گواہ ہے
ایسا کہاں ہر ایک پہ اللہ کا کرم

اسلام کی بہار میں سب ان سے رنگ و بو
دینِ خدا کا ان سے ہی قائم رہا بھرم

اسوہ پہ آپ ہی کے ٹھہرتی ہے یہ نظر
فتنے یزیدیت کے جہاں دیکھتے ہیں ہم

جو لکھنا ہے اسے توصیفِ شبّر

جو لکھنا ہے اسے توصیفِ شبّر
پئے تعظیم خامہ ہے نگوں سر

پسرِ وہ فاطمہؑ کا نیک اختر
حسینؑ ابنِ علیؑ سبطِ پیمبرؐ

حسین ایسے کہ حسن ان پر نچھاور
نگاہِ عشق قرباں ہر ادا پر

گلِ عارض مہکتے دو گلِ تر
لبِ خنداں ہیں یا یاقوتِ احمر

گریباں میں چھپے گر صبحِ انور
پنہ زلفوں میں لے شامِ معطر

درِ دولت کا کیا کہنا وہاں پر
فرشتے بھی کھڑے رہتے تھے اکثر

محمد مصطفیٰ کے وہ تھے دلبر
کہاں سے آئے کوئی ان کا ہمسر

رہے ان کے ہی زیرِ سایہ اکثر
سرایت کر گیا سب خلقِ اطہر

شباب آیا تو نکلے وہ قد آور
جھکے تعظیم کو سرو و صنوبر

قدم بوس ان کا تھا بختِ سکندر
عطائے رب زہے اوجِ مقدر

سراپائے وفا وہ صبر پیکر
وہ مردِ متقی دل کا تونگر

شہادت گاہِ الفت کا سپہ گر
شجیع و شیر دل مردِ دلاور

مصافِ حق کا وہ دلدوز منظر
شہیدِ راہِ حق اللہ اکبر

کیا جامِ شہادت نوشِ جاں اف
جو پیاسے تین دن سے تھے برابر

انہیں پانی کی حاجت بھی کہاں تھی
لگا ہونٹوں سے تھا جب جامِ کوثر

سلامِ خادمانہ سب کا پہنچے
محمدؐ اور آلِ مصطفیٰ پر

خلافِ حق جو ان کے منہ کو آئے
وہ ظالم وہ سیہ رو وہ ستم گر

جہنم کا وہ ایندھن تا ابد ہیں
رہی دنیا تو اس میں خوار و ابتر

پڑا گردن میں ان کی طوقِ لعنت
نحوست ہی نحوست ان کے اوپر

ملا جو درس ہے ابنِ علیؓ سے
وہ بابِ عشق میں ہم سب کو رہبر

نہ آئے آنچ دیں پر جان جائے
پئے خوشنودیِ خلاقِ اکبر

برائے حق ستیزہ کار ہونا
برائے دینِ حق سب کچھ نچھاور

نہ کام آئے منال و مالِ دنیا
خدا اعمال پوچھے روزِ محشر

یہ دنیا کیا فقط ہے دھوپ چھاؤں
تماشہ دیکھنا ہے اس کا دم بھر

پڑھیں جب داستانِ کربلا کو
جو اسوہ ان کا ہے اس پر نظر کر

قطعات

ادراک تھا امام کو کیا ہے مقامِ عشق
سب کچھ نثار کر دیا اپنا بنامِ عشق
لے جا کے کربلا میں بھرا گھر لٹا دیا
حقا حسینؓ ابنِ علیؓ ہیں امامِ عشق

☆

لختِ دلِ بتول وہ ابنِ علیؓ حسینؓ
لاریب عاشقانِ خدا کے ولی حسینؓ
ہو کر شہید زندۂ جاوید ہو گئے
لوحِ جہاں پہ نقش بخطِ جلی حسین

☆

خوں فشاں صبح و مسا چشمِ شفق
مشرق و مغرب کا سینہ بھی ہے شق
سوگ میں فطرت بھی ہے تیرے لئے
اے امامِ حق شہیدِ راہِ حق

☆

کربلا میں ریگ زارِ لق و دق
اور تو اس میں شہیدِ راہِ حق
اے امامِ حق نہیں تجھ سا کوئی
دیکھ لے چاہے نظر چودہ طبق

☆

ابھری ہوئی نکھری ہوئی چھائی ہوئی تنویر
اب دل میں سمائی ہوئی قرآن کی تفسیر
اے حسنِ دو عالم سے سجائی ہوئی تصویر
اے خلد نشیں روحِ جناں حضرتِ شبیر

☆

سبطِ رسولِ پاکؐ وہ ابنِ علیؓ حسینؓ
جنگاہِ کربلا میں ہیں دیکھو وہی حسینؓ
جانِ عزیز دے دی، دیا دیں نہ ہاتھ سے
ظلمت کدہ میں سب کے لئے روشنی حسینؓ

☆

سینہ شفق کا چاک جو ہوتا ہے صبح و شام
شبنم بھی گریہ کرتی ہے شب بھر بہ التزام
سوچا کہ کیوں یہ ماتمِ فطرت ہے روز و شب
دل نے کہا نہ سلسلۂ حضرتِ امامؓ

☆

گردابِ غم میں دل کو ڈبو لوں تو کچھ کہوں
پلکوں میں آنسوؤں کو پرو لوں تو کچھ کہوں
ذکرِ حسینؓ آیا ہے اف کربلا کے ساتھ
جی بھر کے پہلے دوستو رو لوں تو کچھ کہوں

☆

راہِ خدا میں دیکھتے آئے ہیں ہم یہ حال
سر دے دیا کسی نے کسی نے دیا ہے مال
لیکن بہت بلند ہے سطحِ حسینیت
تاریخ میں نظر نہیں آتی کوئی مثال

☆

حق ہو ستیزہ کار تو باطل ہو سرنگوں
دم بھر میں تار تار ہو شیرازۂ فسوں
دکھلا دیا حسینؓ نے اپنا بہا کے خوں
کرتے ہیں دیکھ سینۂ باطل کو چاک یوں

☆

کیا کیا نہ روزگار میں آئے ہیں انقلاب
دیکھی ہے واقعاتِ زمانہ کی ہر کتاب
لیکن نظرؔ یہ بات بہ بانگِ دہل کہوں
قصہ نہیں ہے مثلِ حسینؓ ابنِ بوترابؓ

☆

دولت بھی پاس کوئی نہ مال و منال تھا
عشقِ خدائے لم یزل و ذوالجلال تھا
قربان گاہِ عشق پہ سب کر دیا نثار
سبطِ نبیؐ میں دیکھئے کیا کمال تھا

☆

میدانِ کربلا میں ضیا بار حق ہوا
باطل کے ساتھ برسرِ پیکار حق ہوا
لبیک کہہ کے آلِ نبیؐ سرخرو ہوئے
ملنے کا ان سے جب کہ طلبگار حق ہوا

☆

گل پوش ہے کہاں کہ ہے پرخار راہِ عشق
میدانِ کربلا ہے کہ قربان گاہِ عشق
ہو کر شہید سارے زمانہ سے پائی داد
لاریب سب حسینؓ سے قائم ہے جاہِ عشق

☆

ماضی سے دیکھتے چلے آئے ہیں تا بہ حال
ایثار ہے حسینؓ کا بے مثل و بے مثال
مردانِ عشق پیشہ کو وہ روشنی ملی
لاریب تا قیامِ قیامت ہے لازوال

☆

بستانِ فاطمہؓ کے یہ خوش رنگ پھول ہیں
میدانِ کربلا میں یہ آلِ رسولؐ ہیں
فتنوں کو دیکھ دینِ خدا میں ملول ہیں
بہرِ جہاد جمع ہیں سب بااصول ہیں
☆

فتنہ ہائے گوناگوں میں گھر گئی جانِ حسینؓ
شاہدِ عینی ہے اس کاربِ منانِ حسینؓ
دردِ دل اٹھے ہمیشہ خیر مقدم کے لئے
ہم سے ملنے آئے جب شامِ غریبانِ حسینؓ
☆

سکون و صبر و ضبط سب فرار دل سے ہو گئے
قسم ہے اس خدا کی جو سمیع بھی مجیب بھی
ہزار داستاں سنی بگوشِ ہوش اے نظرؔ
مگر ہے قصۂ حسینؓ عجیب بھی غریب بھی
☆

وہ داستانِ غم ہے شہِ دیں پناہ کی
جس نے سنی ہے جب بھی سنی دل سے آہ کی
ابلیسیوں کے کارِ لعیں پر جو کی نظرؔ
ابلیس نے بھی شرم سے نیچی نگاہ کی
☆

قصہ ہے الگ سب سے کہ ہے سب سے جدا تو
سن کر ترے قصے کو ہر اک آنکھ میں آنسو
وہ کام کیا ابنِ علیؓ تو نے کہ اب تک
بستی ہے ہر اک دل میں ترے پیار کی خوشبو
☆

اے ربِ ذو المنن تو بڑا صاحبِ کرم
جو کچھ دیا بہت ہے نہ ہرگز کہیں گے کم
لیکن یہ کیا ہوا مجھے دے کر غمِ حسینؓ
دل ایک ہی دیا ہے اظہارِ سوزِ غم

☆

لیجئے جو نام ان کا فیض بخش و بابرکت
دیکھئے جو کام ان کا پُر شکوہ و پُر عظمت
سوچئے مقام ان کا جن کے پاؤں میں جنت
سیکڑوں سلام ان پر اور ہزار ہا رحمت

☆

اے عشق کی خوشبو میں بسی حسن کی تصویر
اے میانِ شجاعت کی چمکتی ہوئی شمشیر
سرخیلِ شہیدانِ وفا مردِ حق آگاہ
اے ابنِ علیؓ سبطِ نبی حضرتِ شبیرؓ

☆

منہ میں زباں تو ہے پہ سخن کی نہیں ہے تاب
سینہ میں دل تو ہے پہ زبوں خستہ و خراب
لختِ دلِ بتولؓ کہاں اور میں کہاں
کرتا ہوں مدح اپنی سے تا پاؤں کچھ ثواب

☆